بسلسلۂ مطبوعات ادارۂ شرقیہ دہلی

تاریخ الحکما

اُردو ترجمہ

درۃ الاخبار (فارسی) و تتمہ صوان الحکمت (عربی)

برائے افادۂ طلباء امتحان منشی فاضل و مولوی فاضل پنجاب یونیورسٹی

از

مولانا محمد ادریس صاحب پرنسپل ادارۂ شرقیہ دہلی

منشی فاضل مولوی فاضل (میڈلسٹ) فاضل ادب (الٰہ آباد) فاضل دیوبند

ناشر

مکتبہ شرقیہ چاند بلڈنگ عقب جامع مسجد دہلی

قیمت عہر

عرض مترجم

سلیمان بن محمد طاہر بن بہرام سجستانی نے مشہور و معروف حکما و فلاسفہ کے حالات اور ان کے زرّیں اقوال و حکم جمع کر کے صوان الحکمت کے نام سے ایک کتاب تصنیف کی۔ جن حکما و فلاسفہ کے حالات مصنف صوان الحکمت نے نہیں بیان کئے تھے ان کے احوال امام ظہیر الدین ابو الحسن علی بن ابو القاسم زید البیہقی نے ترتیب دے کر تتمہ صوان الحکمت کے نام سے موسوم کیا یہ ہر دو کتابیں عربی میں ہیں۔ مقیس نے تتمہ صوان الحکمت کا فارسی میں ترجمہ کر کے درۃ الاخبار ولمعۃ الانوار نام رکھا، اور اپنے عہد کے وزیر غیاث الدین بن وزیر رشید الدین فضل اللہ کی خدمت میں پیش کیا اور اسی کے نام سے فارسی مقدمہ معنون کیا۔ امام بیہقی نے سید اسماعیل جرجانی تک ۱۱۱ حکما کے احوال بیان کئے۔ مترجم نے ان میں سے چار حکما کا حال ترک کیا اور ان کے بجائے چار دوسرے حکما، کے احوال بیان کئے۔ اس طرح ۱۰۷ حکما، کا حال مشترک ہے اور باقی چار حکما، کا حال مختلف ہے ہم نے کل ۱۱۵ کے احوال بیان کئے ہر دائیں جانب درۃ الاخبار کا نمبر ہے اور بائیں جانب تتمہ کا۔ ترجمہ درۃ اور تتمہ دونوں کو سامنے رکھ کر کیا ہے مصنف درۃ بسا اوقات اختصار کرتے ہیں اور اقوال احوال کا کچھ حصہ چھوڑ دیتے ہیں۔ ہم نے جملہ اقوال و افعال کا ترجمہ کیا ہے بعض مقام پر عبارت مختلف ہو گئی ہے تو وہاں دونوں میں سے جس کتاب کی عبارت صاف اور بہتر ہے اس کا ترجمہ متن میں کیا اور حاشیہ پر دوسری کتاب کا۔ اکثر مقام پر جو حصہ درۃ میں نہیں ہاں (ت) کی علامت قائم کر دی ہے مصنف درۃ نے تتمہ کے مقدمہ کا ترجمہ نہیں کیا ہم نے بھی درۃ کے مقدمہ کا ترجمہ ترک کر دیا۔

ہمارا مقصد

ہم چاہتے ہیں کہ جس طرح مترجم کی سعی سے حکما کے یہ احوال و اقوال عربی سے فارسی کے لباس میں آئے اسی طرح ہماری ناچیز سعی سے زبان اردو کا دامن بھی ان جواہر ریزوں سے مالا مال ہو جائے اور طلبہ منشی فاضل و مولوی فاضل کیلئے بھی دونوں کتابوں کی تیاری میں سہولت ہو جائے۔

محمد ادریس

پرنسپل ادارۂ شرقیہ دہلی۔ ۳ مارچ سنہ ۱۹۳۸

حُنَین بن اسحاق

(درۃ ۱۰) (تتمہ ۱۰)

حکماء اسلام کی صف میں سب سے پہلا حکیم ہے جس نے حکمت و فلسفہ کو قدیم یونانی زبان سے متاخرین کی مستعمل عربی اور سریانی زبان میں منتقل کیا ہے یہ سکندر بن فیلقوس کے بعد عربی اور یونانی زبان کا ماہر اس سے بڑھ کر اور کوئی نہیں ہوا۔

بغداد میں پیدا ہوا اطراف شام میں تعلیم و تربیت پائی خلیفہ مامون اور معتصم باللہ کے عہد میں بڑے اعزاز و احترام کی نظر سے دیکھا گیا، مسیحی مذہب کا پابند تھا، ہمیشہ گرجا میں معتکف رہتا تھا۔ ایک مرتبہ گرجا میں عیسیٰ علیہ السلام کی تصویر لٹکی ہوئی دیکھی تو سخت نفرت ظاہر کی اور اس پر تھوک دیا[۱] اور کہا "نہ یہ شرعاً جائز ہے نہ عقلاً، اس خدا کے گھر میں جو خود صورت و شکل سے پاک ہے تصویر کا کیا کام؟" اس پر مذہبی پیشوا نے اُسے قید کر دیا۔ عرصہ دراز تک قید میں رہا جیل میں "مسائل الطب" نامی کتاب جو اس کی طرف منسوب ہے تصنیف کی اور ارسطو و افلاطون کی کتابوں کی تشریح و توضیح میں مصروف رہا۔ آخر مذہبی رہنما کو اپنی غلطی کا احساس ہوا، اور حنین کو جیل سے آزاد کر کے بہت کچھ معذرت کی اور معافی چاہی۔ مگر اس نے نہ معذرت قبول کی اور نہ پھر گرجا میں گیا بلکہ اسلام[۲] کا پیرو ہو گیا اور ہمیشہ علوم و فنون کی اشاعت میں منہمک رہا۔

اقوال (۱) جو کوئی نشہ کی حالت میں کھانا نہ کھائے، حمام میں جماع نہ کرے، پیٹ بھرے پر کھانا نہ کھائے اسے نہ کسی طبیب کی حاجت ہے اور نہ کسی معالج کی (۲) جانوروں کے مرنے اور فنا ہونے پر تعجب نہ کرنا چاہیئے ان کا کھانا پینا ہی ان کی ہلاکت کا سبب ہوتا ہے۔ (۳) ہر زمانہ

---

[۱] درۃ الاخبار میں تھوکنے کا ذکر نہیں صرف صاحب تتمہ صوان الحکمت نے بیان کیا ہے [۲] بجز صاحب درۃ کے اور کوئی حنین کے اسلام کا ذکر نہیں کرتا بلکہ دوسرے محققین کی تحقیق سے مفہوم ہوتا ہے کہ حنین دینِ مسیحی پر ہی مرا ہے ۱۲۔

کسی خاص علم، کسی خاص عادت اور کسی خاص قسم کے انسانوں کے لئے سازگار رہوتا ہے (۴) جس نے نہار منہ شراب پی، بھوک میں جماع کیا اس نے خود اپنی موت کو دعوت دی (۵) جو شخص کوئی علم وفن ایجاد کرتا ہے وہ مکان کی بنیاد رکھنے والے اور تعمیر کرنے والے کے مانند ہے اور جو اس کی شرح اور تفسیر کرتا ہے وہ دَرو دیوار پر استرکاری اور پچیکاری کرنے والے کی مانند ہے اور ظاہر ہے کہ گچ کرنے والا اور پچیکاری کرنے والا بنیاد رکھنے والے انجنیر اور معمار کی برابر نہیں ہوسکتا (۶) جو کوئی دنیا کی مصیبت سے ڈرے گا وہ آخرت کی سعادت نہیں پاسکتا۔

(۲) اسحاق بن حنین بن اسحاق (۲)

مکتفی باللہ کے مصاحبوں میں سے تھا، اس درجہ بارسوخ اور تقرب یافتہ تھا کہ خلیفہ نے اپنے خورد سال بچے کی بیعت میں وزیر عباس بن الحسن کے ساتھ اس کو شریک کیا اور ان دونوں سے کہا کہ سب سے پہلے تم بیعت کرو، بیعت کی تکمیل کے بعد اسحاق نے خلیفہ سے کہا:۔ اے امیرالمومنین! ہم نے تعمیل حکم اور امتثال امر کی غرض سے آپ کے خوردسال بچہ کے ہاتھ پر بیعت کرلی ہے لیکن امیرالمومنین کے دسویں برج کا ستارہ طالع کے تیسرے درجہ میں ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے بعد آپ کا بھائی خلیفہ ہوگا، اگرچہ خلیفہ کو یہ بات ناگوار معلوم ہوئی، مگر ہوا یہی کہ مکتفی کے بعد اس کا بھائی مقتدر باللہ خلیفہ ہوا اور اس نے اسحاق کو قید کردیا، اسحاق کی بہت سی تصانیف ہیں علم نجوم اور طب میں خاص شغف رکھتا تھا (ت[1])

اقوال اسحاق نے وزیر عباس بن الحسن کو نصیحت کی:۔ اے وزیر جو کوئی منصب وزارت پر فائز ہوتا ہے اور لوگوں کے کاموں کی باگ ڈور اُس کے ہاتھ آتی ہے چاروں طرف سے کوئی اُس کی تعریف کرتا ہے اور کوئی برائی لہٰذا تم کو چاہیئے کہ تم بذات خود قابل تعریف بنو نہ کہ لوگوں کی اغراض پوری کرکے۔

---

[1] درۃ کی عبارت صاف ہے اسی کا ترجمہ کیا ہے۔ تتمہ کی عبارت کا ترجمہ یہ ہے کہ مکتفی باللہ نے ایک روز اسحاق کو بلایا تاکہ وہ زائچہ نکالے اور اس کے موافق اپنے بیٹے کو ولی عہد بنائے وزیر عباس بن الحسن بھی اس کے ہمراہ تھا۔ مکتفی نے ان دونوں سے کہا کہ پہلے تم دونوں بیعت کرو چنانچہ انہوں نے بیعت کی اور اس کے بعد اسحاق نے کہا کہ امیرالمومنین! ہم نے تیرے خوردسال بچے کے ہاتھ پر بیعت تو کی لیکن یہ بچہ ناکام رہیگا خلافت کیلئے موزوں نہیں وزیر بن الحسن سے بھی اشارہ کیا اور کہا کہ میں نے مکتفی کا طالع دیکھا دسویں برج کا ستارہ طالع کے تیسرے درجہ میں ہے اس لئے میں نے سمجھا ہے کہ اس کا بھائی خلیفہ ہوگا چنانچہ ایسا ہی ہوا اور معتضد رباللہ تخت خلافت پر بیٹھا۔

وفات کے وقت ہچکی سے کہا:- اے امیر المومنین! جو چیز تو اپنے نفس سے دور کرتا تھا وہ تجھ سے بالکل قریب آگئی لہذا جو چیزیں تجھ سے جدا ہونے والی ہیں اور پھر نہ ملیں گی ان کی جانب متوجہ نہ ہوا اور جو تجھ سے قریب ہے اور جدا نہ ہوگا اس میں مشغول ہو (ت)

اسحاق بن حنین حکما اسلام میں سے تھا اور شریعت کا بہت بڑا عالم تھا ایک روز خلیفہ کے دربار میں آیا اور ایک امام فقہ سے اونچی جگہ پر بیٹھ گیا، امام نے کہا:- تجھے کیا حق ہے کہ فقہا اور ائمہ سے اونچی جگہ بیٹھے" اس نے کہا "جو تو جانتا ہے وہ میں جانتا ہوں اور جو میں جانتا ہوں وہ تو نہیں جانتا" امام اب تک اس کو صرف ایک نجومی جانتا تھا اور اس کے دوسرے علوم وفنون سے واقف نہ تھا۔ امام نے کہا:- میں ایک کاغذ کے ٹکڑے پر کچھ لکھتا ہوں اگر تو اس کا پتہ چلالے تو بے شک تیری برتری تسلیم کرلوں اور اس پر شرط بندھی، امام کی جانب سے ایک چادر اور اسحاق کی جانب سے ایک خچر مع زین وساز قیمتی ایک ہزار دینار طے ہوا۔ امام نے کاغذ کے ایک ٹکڑے پر کچھ لکھا اور خلیفہ کے غالیچہ کے نیچے رکھ دیا۔ اسحاق نے مٹی کی ایک ہموار سطح طلب کی اور اسطرلاب سے ستارہ کی بلندی معلوم کی، طالع درست کیا، خاک کی سطح پر زائچہ کھینچا، ستارے قائم کئے۔ "خبی" اور "ضمیر" کو درست کیا اور کہا کہ اس کاغذ پر ایسی چیز لکھی ہے جو پہلے از قسم نباتات تھی اور پھر حیوان بن گئی۔ خلیفہ نے کاغذ نکالا اس پر عصا موسیٰ لکھا تھا۔ حاضرین حیران رہ گئے، اسحاق نے امام کی چادر لے لی اور دو ٹکڑے کرکے پیروں پر ڈال لی، یہ واقعہ تمام بغداد میں پھیل گیا اور وہاں سے خراسان وعراق وعجم میں پہنچا، اور مشہور ہوگیا۔

بلخ کا ایک فقیہ تھا، فقہا میں تعصب اور حسد ہوتا ہی ہے اس نے نجوم کی ایک کتاب لی اور اس میں چھری چھپائی اور بغداد کو روانہ ہوگیا تاکہ موقعہ پر اسحاق کا کام تمام کردے، بغداد پہونچا، اسحاق کے حلقۂ درس میں حاضر ہوا اور تعریف وتوصیف کے بعد کہا میں چاہتا ہوں کہ جناب والا سے علم نجوم حاصل کروں اسحاق نے کہا:- "تو خراسان سے مجھے قتل کرنے آیا ہے نہ کہ علم حاصل کرنے لیکن تو اپنی اِس حرکت سے پشیمان ہوگا اور علم نجوم کا بہت بڑا ماہر بنے گا، حاضرین حیران رہ گئے، فقیہ نے اقرار کیا معذرت

لہ یہ واقعہ صاحب تتمہ نے نہیں بیان کیا، چہار مقالہ میں بھی مذکور ہے، مگر یعقوب اسحاق کندی کی طرف منسوب ہے، ترتیب بیان میں کچھ فرق ہے اصل واقعہ ایک ہے۔ ۱۲

ﻪ۲ "خبی" اور "ضمیر" نجوم کی دو اصطلاحیں ہیں "خبی" کسی پوشیدہ چیز کا حال معلوم کرنا۔ "ضمیر" کسی کے دل کی بات بتلانا۔ ۱۲

وفات کے وقت کمتفی سے کہا:۔اے امیرالمومنین! جو چیز تو اپنے نفس سے دور کرتا تھا وہ تجھ سے بالکل قریب آگئی لہذا جو چیزیں تجھ سے جدا ہونے والی ہیں اور پھر نہ ملیں گی ان کی جانب متوجہ نہ ہو اور جو تجھ سے قریب ہے اور جدا نہ ہوگا اس میں مشغول ہو (ت)

اسحاق بن حنین حکمائے اسلام میں سے تھا اور شریعت کا بہت بڑا عالم تھا ایک روز خلیفہ کے دربار میں آیا اور ایک امام فقہ سے اونچی جگہ پر بیٹھ گیا، امام نے کہا:۔ تجھے کیا حق ہے کہ فقہاء اور ائمہ سے اونچی جگہ بیٹھے؟" اس نے کہا "جو تو جانتا ہے وہ میں جانتا ہوں اور جو میں جانتا ہوں وہ تو نہیں جانتا!" امام اب تک اس کو صرف ایک نجومی جانتا تھا اور اس کے دوسرے علوم وفنون سے واقف نہ تھا۔ امام نے کہا:۔ میں ایک کاغذ کے ٹکڑے پر کچھ لکھتا ہوں اگر تو اس کا پتہ چلالے تو بے شک تیری برتری تسلیم کرلوں اور اس پر شرط بندھی، امام کی جانب سے ایک چادر اور اسحاق کی جانب سے ایک خچر مع زین وساز قیمتی ایک ہزار دینار طے ہوا۔ امام نے کاغذ کے ایک ٹکڑے پر کچھ لکھا اور خلیفہ کے غالیچہ کے نیچے رکھ دیا۔ اسحاق نے مٹی کی ایک ہموار سطح طلب کی اور اسطرلاب سے ستارہ کی بلندی معلوم کی، طالع درست کیا، خاک کی سطح پر زائچہ کھینچا، ستارے قائم کئے۔ "خبئی" اور "ضمیر" کو درست کیا اور کہا کہ اس کاغذ پر ایسی چیز لکھی ہے جو پہلے از قسم نباتات تھی اور پھر حیوان بن گئی۔ خلیفہ نے کاغذ نکالا اس پر عصائے موسیٰ لکھا تھا۔ حاضرین حیران رہ گئے، اسحاق نے امام کی چادر لے لی اور دو ٹکڑے کرکے پیروں پر ڈال لی، یہ واقعہ تمام بغداد میں پھیل گیا اور وہاں سے خراسان وعراق وعجم میں پہنچا، اور مشہور ہوگیا۔

بلخ کا ایک فقیہ تھا، فقہا میں تعصب اور حسد ہوتا ہی ہے اس نے نجوم کی ایک کتاب لی اور اس میں چھری چھپائی اور بغداد کو روانہ ہوگیا تاکہ موقعہ پر اسحاق کا کام تمام کردے، بغداد پہونچا، اسحاق کے حلقۂ درس میں حاضر ہوا اور تعریف وتوصیف کے بعد کہا میں چاہتا ہوں کہ جناب والا سے علم نجوم حاصل کروں اسحاق نے کہا:۔ "تو خراسان سے مجھے قتل کرنے آیا ہے نہ کہ علم حاصل کرنے لیکن تو اپنی اس حرکت سے پشیمان ہوگا اور علم نجوم کا بہت بڑا ماہر بنے گا، حاضرین حیران رہ گئے، فقیہ نے اقرار کیا معذرت

لہ یہ واقعہ صاحب تتمہ نے نہیں بیان کیا، چہار مقالہ میں بھی مذکور ہے، مگر یعقوب اسحاق کندی کی طرف منسوب ہے، ترتیب بیان میں کچھ فرق ہے اصل واقعہ ایک ہے۔ ۱۲

لہ "خبئی" اور "ضمیر" نجوم کی دو اصطلاحیں ہیں "خبئی" کسی پوشیدہ چیز کا حال معلوم کرنا۔ "ضمیر" کسی کے دل کی بات بتلانا۔ ۱۲

(۵) محمد بن ذکریا رازی (۵)

آغاز شباب اور اوائل زندگی میں ایک سُنار تھا، علمِ کیمیا کا دھتی تھا کیمیا میں جو جڑی بوٹیاں استعمال کی جاتی ہیں ان کی بھاپ لگ جانے کی وجہ سے شدید آشوب میں مبتلا ہوگیا، مجبوراً ایک سرمہ فروش (معالج چشم) کے پاس جانا پڑا۔ معالج نے کہا: "پانچسو دینار دو تو علاج ہوسکتا ہے"۔ حکیم نے وہ رقم دیدی تو معالج نے کہا "دیکھ! اصل کیمیا علمِ طب ہے نہ وہ جس کے پیچھے تو سرگرداں پھرتا ہے"۔ اِس واقعہ سے متاثر ہوکر کیمیا کو چھوڑ دیا اور علمِ طِب میں مشغول ہوگیا اور اس قدر مہارت پیدا کی کہ اس کی تصانیف نے تمام متقدمین کی کتابوں کو منسوخ کر دیا۔ شیخ بوعلی سینا نے ابن زکریا کی مذمت کی ہے اور اس پر اعتراضات کئے ہیں وہ کہتا ہے "ابن زکریا! ایک لایعنی اور بیہودہ گو انسان ہے جس کا کام صرف پیشاب پاخانے کی چھان بین (ٹسٹ) کرنا ہے اور بس"۔ شیخ نے سچ کہا ہی واقعی وہ طبی معاملات میں حد سے بڑھ گیا اس کے سوا اور بھی نہایت فحش اور مکروہ باتیں اس نے کہی ہیں [۱] (ت)

اقوال (۱) صحت کی حفاظت اور بیماری کا علاج ہی اصل طب ہے (۲) مہلک زہر صرف تین چیزیں ہیں (۱) بگڑا ہوا دودھ (۲) بھنا ہوا گوشت جو گرم گرم ڈھک دیا گیا ہو (۳) سڑی ہوئی مچھلی۔

(۶) علی بن زین (رَبّن) طبری (۶)

مرو شاہجہاں کا ایک انشا پرداز ہے، بڑا بلند ہمت، عالی حوصلہ، علم الحیل[۲] اور طب کا بہت بڑا ماہر تھا۔ رَبّن معلم اعظم کو کہتے ہیں اس کی تصانیف بہت زیادہ ہیں اور اکثر علمُ الابدان میں ہیں اس کا بیٹا بھی بہت بڑا مشہور حکیم گزرا ہے اس کے علم وفضل کے کمالات اس کی مشہور تصنیف فردوس الحکمت سے معلوم ہوتے ہیں۔

اقوال (۱) عافیت وسلامتی تمام آرزوں اور تمناؤں کی رُوح ہے، (۲) کثرت تجربہ زیادتی عقل کا سبب ہے (۳) متضاد اقوال بدترین اقوال ہیں (۴) تکلف نقصان دیتا ہے۔

---

[۱] نزہۃ کے الفاظ یہ ہیں "درغیر معالجات سخنان بلغز ورمز گفتہ" (معالجات کے علاوہ اور بھی بہت سی باتیں رمز وکنایہ اور چیتیاں کے طور پر کہی ہیں۔

[۲] تتمہ میں "الحیل" کے بجائے "انجیل" ہے رَبّن یہودی اور تورات کا بہت بڑا عالم تھا، اس لئے قرین قیاس ہے لیکن مقام اور محل کے لحاظ سے "الحیل" بھی درست ہے۔

(۷) اسحاق بن سلیمان (۷)

مشہور حکماء میں سے ہے۔

اقوال (۱) مٹی کھانے سے نگاہ کمزور، رنگ زرد ہو جاتا ہے گندہ دہنی پیدا ہوتی ہے، دانت گرنے لگتے ہیں۔ (۲) جو شخص عمدہ گیہوں کی روٹی اور سال بھر کے بکری کے بچہ کا گوشت کھانے میں اعتدال سے کام لے گا اور وبائی ہوا، خراب پانی سے احتیاط ضروری سمجھے گا وہ کبھی بیمار[۱] نہ ہوگا۔

(۸) ابوالحسن بسطامی (۸)

اقوال (۱) سیری اور شکم پُری کی حالت میں کھانا کھانا امراض پیدا کرتا ہے اور بھوک میں پانی پینا مُضر ہے (۲) جسم کی راحت کم کھانے میں روح کی راحت کم سخنی میں اور عقل کی راحت کم اہتمام[۲] کرنے میں[۱] مضمر ہے (۳) تین چیزوں سے پرہیز اور چار چیزوں کی پابندی کے بعد طبیب کی ضرورت نہیں رہتی چنانچہ گرد بدبو اور دھوئیں سے بچو اور ہمیشہ اعتدال کے ساتھ میٹھا اور چکنائی کھاؤ حمام کرو اور عمدہ خوشبوئیں استعمال کرو (۵) عقل کا اندھا پن لاعلاج بیماری ہے۔

(۹) اسحاق[۳] بن قریش

اقوال (۱) ایک دن کا کھانا سال بھر کے کھانے سے روک دیتا ہے اور ایک دن کا کھانے سے صبر کرنا سال بھر کے لئے کھانا آسان کر دیتا ہے (۲) پاکیزہ ہلکی اور خوشگوار غذا ہی سب سے بہتر ہے۔

(۱۰) ابوزکریا نیشاپوری (۹)

بڑا حاذق طبیب اور تمام علوم حکمت کا ماہر تھا اس کی تصنیف "منتغی (منتہی)" ہے جو بے انتہا فوائد پر مشتمل ہے۔

اقوال (۱) عیسائیوں کے شیاطین انہیں خنزیر کا گوشت کھانے کی ترغیب دیتے ہیں اور مسلمانوں کے شیاطین انہیں شراب نوشی، خشک پنیر، قیمہ اور چٹنیاں کھانے کی ترغیب دیتے ہیں۔

---

[۱] تتمہ کے الفاظ کا ترجمہ یہ ہے۔ "مجھے تعجب ہے کہ وہ شخص کیسے بیمار ہو جاتا ہے جو الخ" [۲] درۃ میں "در قلت خوردن" ہے تتمہ میں "قلت الاہتمام" ہے یہی صحیح معلوم ہوتا ہے اور اسی کا ترجمہ کیا ہے۔ [۳] درۃ میں اسحاق بن قریش کا ذکر نہیں ہے۔

(۱۰) ابو الحسن ضمیری (۱۱)

اپنے زمانہ کا بڑا مشہور حکیم تھا اس کا مقولہ ہے (۱) بیماری میں پرہیز ایک لگام ہے جو تندرستی کو مزاج کی جانب کھینچ کر لاتی ہے (۲) جو اپنے منہ سے اپنی تعریف کرتا ہے وہ در اصل اپنی حماقت بیان کرتا ہے (۳) احسان سے دشمنی جاتی رہتی ہے (ت)

(۱۱) ابو الحسن بن ناش[۱] بغدادی نابینا (۱۲)

علم و حکمت کے دریا میں ڈوبا ہوا ایک حکیم تھا اور لطف یہ ہے کہ نابینا شاگرد ہاتھ پکڑ کر مریضوں کے پاس علاج کے لئے لے جاتے تھے حکیم ابو الخیر اپنی کتاب "امتحان الاطباء" میں اس کی مذمت کرتا ہے کہتا ہے کہ جو کوئی ایک ماہ اندھے کا ہاتھ پکڑے پکڑے پھرے گا طبیب بن جائے گا، علاج کرنے لگے گا اور خوب قبرستان آباد کرے گا (ت)

اقوال (۱) حد درجہ بے احتیاط اور بے انتہا پرہیز اچھا نہیں، حد سے زیادہ بے احتیاطی اور بے انتہا احتیاط دونوں بری ہیں اور اعتدال سلامتی کا راستہ ہے۔

(۱۲) حکیم ابو الخیر حسن بن بابا بن سوار بن بہنام (۱۳)

پیدائش اور نشو و نما بغداد میں ہوا اور خوارزم میں قیام اختیار کیا اور اسی کو وطن بنالیا، خوارزم شاہ بن مامون بن محمد بڑے اعزاز و احترام کے ساتھ اسے مقام پیدائش بغداد سے اپنے دار السلطنت خوارزم میں لے گیا، جب سلطان یمین الدولہ محمود نے خوارزم فتح کر لیا تو اسے اپنے ساتھ غزنیں لے گیا، سو سال سے زیادہ عمر ہو گئی تھی، محمود نے ہر چند اسلام لانے کی ترغیب دی، بہت سے وعدے کئے امیدیں دلائیں مگر نہ مانا آخر ایک روز راستہ میں ایک خوش الحان معلم کے مکتب کے پاس سے گزرا معلم سورۂ آلم احسب الناس پڑھ رہا تھا ابو الخیر ذرا دیر وہاں ٹھہرا اور بے ساختہ رونے لگا اسی شب اَفَمَنْ شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ کی تجلیات اس کے سینہ پر ضیا پاش ہوئیں اور محبوب رب العالمین حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کو خواب میں دیکھا آپ فرماتے ہیں "تجھ سے عالم کے لئے اس کمال علمی کے با وجود میری نبوت سے منکر ہونا

---

[۱] ابن ناش تصحیف ہے اس کی کنیت ابن کبس ہے۔

زیب نہیں دیتا" اور اسی حالت میں آپ کے دست مبارک پر ایمان لے آیا خواب سے بیدار ہونے کے بعد اپنے اسلام کا اعلان کر دیا۔ ضعف اور پیری کے باوجود اس بڑھاپے میں قرآن مجید پڑھا اور حفظ کیا اور علم فقہ کی تحصیل میں مصروف رہا، صداقت و حقانیت کی کسوٹی پر اس کا زرِ ایمان و اسلام بالکل کھرا ثابت ہوا، حکیم ابوریحان منجم نے ایک خاص دن میں اس کے حق میں تباہی و بربادی کی پیشینگوئی کی تھی اتفاقاً اسی روز بادشاہ نے کسی ضرورت سے اسے بلایا اور شاہی سواری کا گھوڑا اس کے لانے کے لئے بھیجا، راستہ میں موزہ دوزوں کے بازار سے گزر رہا تھا کہ اچانک گھوڑا بدکا اور حکیم گر کر ہلاک ہو گیا، ابوالفضل بیہقی کاتب کی کتاب تاریخ آل ناصر میں اس کا اور اس کے بیٹے ابوعلی کا پورا قصہ مذکور ہے۔ شیخ رئیس نے اپنی بعض تصانیف میں ابوالخیر کا ذکر اس عنوان سے کیا ہے: "حکیم ابوالخیر (دون القلیتین معمولی درجہ کے) حکماء میں سے نہیں ہے جی چاہتا ہے؎ کہ ملاقات کا اتفاق ہو جائے تو کچھ افادہ یا استفادہ ہو سکے بعض لوگوں نے شیخ کا یہ مقولہ ابونصر فارابی کے حق میں نقل کیا ہے، حالانکہ یہ سراسر غلط ہے کیونکہ فارابی ابوعلی کی پیدائش سے تیس سال قبل مر چکا تھا (ت) سلطان محمود نے ایمان لانے کے بعد صوبۂ غزنیں میں اسے "خمار" کا علاقہ بسر اوقات کے لئے دیدیا اسی لئے ابوالخیر خمار اس کا نام پڑ گیا۔ قصدار میں ایک ابوالخیر صاحب البرید گذرا ہے امتیاز کے لئے اسے خمّار کا ابوالخیر کہتے ہیں بعض لوگ اسے "ابوالخیر الخمار" ترکیب توصیفی کے ساتھ پڑھتے ہیں یہ غلطی ہے (ت) علوم حکمت میں اس کی بہت سی تصنیفیں ہیں، وزیر امین الدولہ ابوسعد کے نام ایک رسالہ لکھا ہے جو بہت سی مفید باتوں پر مشتمل ہے۔ ابوالخیر کو بقراط ثانی کہتے ہیں اور حق یہ ہے کہ وہ اس کا مستحق بھی ہے کیونکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے خواب میں اسے "عالم" فرمایا ہے۔ ابوالخیر سے کسی نے پوچھا کہ کیا کھانا چاہیئے اور کیا پینا چاہیئے؟ ابوالخیر نے جواب دیا، قیمہ (یا کوفتہ)، چپاتی، حلوا، صاف شراب "مسنّ اور بوڑھے لوگوں کے معالجات میں اس کی ایک بہت عمدہ تصنیف ہے۔

اقوال (۱) بہترین اقوال وہی ہیں جو حق کے موافق ہوں (۲) غرور میں مست ہونے والا اس شخص کی طرح ہے جو کوندنے والی بجلی سے آگ مانگے (۳) جو لوگوں کی چیزوں پر نظر رکھے گا لوگ اس کو حقیر سمجھیں گے (۴) جس شخص نے جو کوئی بھی نیک و بد کام کیا ہے وہ پہلے اس نے اپنے ساتھ کیا۔

(۱۳) حکیم متی بن یونس (۱۴)

عیسائی حکماء میں سے ہے، ارسطو کی کتابوں کا شارح ہے اور منطق میں اس کی بہت سی تصنیفیں ہیں اس کے

؎ تتمہ کے الفاظ کا ترجمہ یہ ہے "دیکھئے شاید ملاقات کا موقعہ میسر آجائے تو الخ۔

بیش قیمت اقوال میں سے ایک مقولہ بہت مشہور ہے۔

اقوال سعادتیں تین قسم کی ہیں نفسانی، بدنی، خارجی۔ نفسانی سعادت وہ حقیقی علوم ہیں جن سے پسندیدہ اخلاق، فضائل اور نیک سیرتیں حاصل ہوتی ہیں۔ بدنی سعادت یہ ہے کہ ہاتھ پیر اور باقی اعضا بدن کامل اور موزوں ہوں، کارفرما اعضا، تندرست ہوں، جسمانی ترکیب اور ساخت اچھی ہو، خارجی سعادت دینداری حاصل کرنا، مال و دولت اور ذرائع آمدنی عقل اور شریعت کے مطابق مہیا کرنا اور پھر اسی طرح خرچ کرنا، ان تمام خوش نصیبیوں کا ایک شخص میں جمع ہونا شاذ و نادر ہے بلکہ محال اور عقل سے بعید ہے۔

(۱۴) یحییٰ بن منصور حکیم (۱۵)

خلیفہ مامون کے زمانہ میں اس نے رصد بنائی تھی علم ہندسہ میں یکتائے روزگار تھا اس کا مقولہ ہے قوت غضبیہ اور قوتِ شہوانیہ جس شخص کی عقل پر غالب آجائے گی وہ اپنے بدن اور جسم کی صحت ہی کو صحت سمجھے گا اور جس میں اس کی برتری اور بڑائی ہوگی اسی کو علم سمجھے گا، اپنے ابنا جنس کو مغلوب کرنے میں امن سمجھیگا اور اور صرف روپیہ کمانے اور دنیا کا ایندھن جمع کرنے کو تونگری اور دولتمندی سمجھے گا۔ یہ تمام باتیں اعتدال کے خلاف اور ہلاکت سے قریب ہیں۔

(۱۵) محمد بن جابر بن سنان بن ثابت قرۃ الحرّانی (۱۶)

تمام علوم حکمت کا بہترین عالم تھا، عہد مامون کے بعد اس نے مشہور رصد بنائی تھی اور اس کی تیاری میں بہت سا روپیہ خرچ کیا تھا، بتان حران کے اطراف میں ایک گاؤں ہے اسی کی جانب محمد بن جابر منسوب ہے

اقوال (۱) زندگی کی بدمزگی صرف تین چیزوں سے ہے (۱) برا ہمسایہ (۲) نالائق اور نافرمان اولاد۔ (۳) بد اخلاق بیوی (۲) چار چیزوں کو کم نہ سمجھنا چاہیئے (۱) قرض (۲) آگ (۳) عداوت (۴) بیماری۔

(۱۶) شیخ ابونصر فارابی یعنی محمد بن محمد بن ترخان (۱۷)

ترکستان کے علاقہ فاریاب کا باشندہ ہے "معلم ثانی" اس کا لقب ہے بلا تخصیص تمام حکما اسلام میں سب سے افضل اور بزرگ سمجھا جاتا ہے چنانچہ مشہور ہے کہ حقیقی حکما عناصر اربعہ کی طرح چار ہیں دو عہدِ اسلام سے پہلے سکندر اور ارسطو۔ دو عہدِ اسلام کے بعد ابونصر اور ابوعلی، ابوعلی کی پیدائش اور ابونصر کی وفات کے درمیان

تین[۱] سال کا فصل ہی ابو علی فارابی کی تصانیف کا شاگرد ہے چنانچہ ایک موقعہ پر کہتا ہے کہ میں مابعد الطبیعۃ کی غرض سمجھنے سے بالکل مایوس ہو چکا تھا کہ ابونصر فارابی کی ایک کتاب اتفاق سے مجھے مل گئی میں نے اس اتفاقی کامیابی پر سجدۂ شکر ادا کیا اور اس نعمتِ الٰہی اور عطیہ کبریٰ کے شکریہ میں صدقہ و خیرات اور صوم و صلوٰۃ[۱] کی پابندی شروع کر دی۔" اس کی تصانیف اکثر شام میں پائی جاتی ہیں اور جو عجم اور ایران میں پائی جاتی ہیں وہ یہ ہیں (۱) مختصر اوسط منطق میں (۲) مختصر موجز (منطق میں) ۳۔ جوامع کتب المنطق) ۴۔ شرح کتب ارسطو (۵) کتاب البرہان (۶) شرح اقلیدس (۷) موسیقی ۲ جلدوں میں (۸) آراء المدینۃ الفاضلہ (۹) التعلیقات (۱۰) کتاب التفسیر (۱۱) کتاب النفس۔ خواجہ ظہیر الدین بیہقی بیان کرتے ہیں کہ میں نے رَے کے کتب خانہ "نقیب النقبا" میں بہت سے رسالے خود فارابی کے قلم سے اور اس کے شاگرد ابو ذکریا کے قلم سے لکھے ہوئے دیکھے جن کے نام تک بھی میں نے کبھی نہیں سنے تھے۔

ایک واقعہ:- کتاب اخلاق الحکماء میں لکھا ہے کہ کافی الکفاۃ ابن عباد کے دل میں فارابی کو بلانے اور اس کے ساتھ گفتگو اور تبادلہ خیالات کرنے اور لطف صحبت حاصل کرنے کا شوق پیدا ہوا اور بہت سے تحفے اور عطیات بھیجے تاکہ فارابی کو گرویدہ بنائے لیکن ابونصر ہمیشہ پہلو تہی کرتا تھا اور بارِ احسان سے بچنے کے لئے ان ہدایا کو قبول نہ کرتا تھا ایک[۲] عرصہ کے بعد اتفاق سے حکیم فارابی رَے میں پہونچا۔ ترکوں کی سی ٹوپی اور[۳] قبا زیب تن، سپاہیانہ وردی جسم پر اس سے پہلے بارہا صاحب کہہ چکا تھا کہ جو کوئی مجھے ابونصر کو دکھلا دے میں اسے مالامال کر دوں"۔ ابونصر نے موقعہ غنیمت سمجھا اور بھیس بدل کر صاحب کی مجلس میں پہنچا، مجلس خوش طبع ہمنشینوں اور بادہ خوار حکماء سے پُر، ارباب رقص و سرود اور ماہرین فن موسیقی اور اصحاب فضل و کمال سے گرم تھی۔ حاضرین کو فارابی کا بے محل آنا ناگوار گزرا، دربان بھی ناراض ہونے لگے۔ اور سب نے مل کر ابونصر کا مذاق اڑانا شروع کیا، حکیم نے ضبط و تحمل سے کام لیا اور ان کی ایذا رسانی کو ٹالتا رہا یہاں تک کہ وہ اس سے مانوس ہو گئے اور شغلِ شراب نوشی میں اُس کا خیال بھی نہ رہا۔ جام پر جام شراب کا چلنے لگا اور سب کے سب نشہ میں چور ہو کر جھومنے لگے، کیف و سرور رنگ لے آیا، فارابی نے سارنگی اٹھائی اور ایک ایسا دلکش راگ چھیڑا کہ حاضرین مجلس سن کر بے ہوش و مدہوش ہو گئے اور دنیا و مافیہا کی انہیں کچھ خبر نہ

---

[۱] تتمہ کے الفاظ کا ترجمہ یہ ہے "میں نے اللہ کا شکر ادا کیا روزہ رکھا اور جو میرے پاس تھا خیرات کر دیا [۲] تتمہ میں حتی ضرب اللہ ضرباناً ہے اس کا ترجمہ یہ ہے "زمانہ نے ایک پلٹی کھائی" [۳] تتمہ کی عبارت اس سے کچھ مختلف ہے اس کا ترجمہ یہ ہے "اس کے جسم پر ایک قبا اور سر پر ملقا، کی ٹوپی، ابونصر بدشکل، پست قامت ترکوں کی سی شکل و صورت کا آدمی تھا"

رہی[1]۔ تب فارابی نے سارنگی کے کنارہ پر لکھ دیا" فارابی تمہاری مجلس میں آیا تم نے اُس کا مذاق اُڑا کر اپنی بدتہذیبی کا ثبوت دیا اور وہ تم کو اپنے دلکش راگ اور گانے سے مست و مدہوش کر کے چلتا بنا"۔ اور مجلس سے باہر آ گیا۔ اور اسی طرح بھیس بدلے ہوئے بغداد کی جانب روانہ ہوگیا، جب صاحب اور اس کے رفقا ہوش میں آئے تو سب کو فارابی کی حسن گفتار، خوش مذاقی، دلکش آواز، روح پرور کیف آور گانے اور مہارت فن یاد آئی اور پھر اس کے لطف صحبت سے محروم ہونے اور چلے جانے پر افسوس کرنے لگے۔ صاحب نے کہا "دوستو! اس مطرب کے نام پر ایک اور دورِ شراب چلے شاید زمانہ پھر اسے ہمارے پاس بھیج دے" مغنی نے جو سارنگی اٹھائی تو اس پر وہ عبارت لکھی ہوئی دیکھی تو اس نے کہا "اے صاحب! وہ سارنگی پر کچھ لکھ گیا ہے" صاحب نے جب اسے دیکھا تو غایت رنج و ملال سے گریبان چاک کر ڈالا اور سر پیٹ لیا اور فوراً اس کی تلاش میں بہت سے آدمی دوڑائے مگر فارابی نہ ہاتھ آیا[2] عرصہ دراز تک اس سعادت سے محروم رہنے پر افسوس و غم کرتا رہا مگر ع مشاق کو عنقائے مغرب کہاں ملتا ہے۔

ابونصر دمشق سے اصفہان جا رہا تھا راستہ میں لٹیروں کے ایک گروہ نے جسے فتیان کہتے ہیں اسے گھیر لیا اور جان لینے کا ارادہ کیا فارابی نے کہا جانور، اسلحہ اور کپڑے وغیرہ جو کچھ میرے پاس ہے سب لے لو اور مجھے چھوڑ دو مگر وہ نہ مانے جب بالکل نا امید ہو گیا تو ع تنگ آمد بجنگ آمد۔ لٹیروں کا مقابلہ کیا اور شہید ہو گیا، حکام شام کو اس حادثہ سے بہت صدمہ ہوا اور انہوں نے لٹیروں کے اس تمام گروہ کو فارابی کے مدفن کے قریب ایک درخت پر لٹکا کر سولی دیدی۔

بعض تاریخ سے ناواقف بیان کرتے ہیں کہ ابونصر کو مالیخولیا ہو گیا تھا ایک مرتبہ ساحل دجلہ پر ایک کھجور فروش کے پاس سے گزرا ابونصر نے اس سے پوچھا کیسے بیچتا ہے؟ اس شخص نے کچھ نامناسب جواب دیا اس پر ابونصر نے اسے مارا اور کہا تجھ سے کیفیت کے متعلق سوال کرتا ہوں تو کمیت کے متعلق جواب دیتا ہے۔ حالانکہ یہ واقعہ ابونصر سمرقندی کا ہے نہ کہ ابونصر فارابی کا واللہ اعلم (ت)

اقوال

(۱) علم حکمت حاصل کرنے والے کے لئے ضروری ہے کہ وہ نوجوان توانا و تندرست اور اخلاقِ کریمانہ سے آراستہ ہو، عالم، حافظ قرآن، زبان عربی اور علوم مشرقیہ سے واقف ہو، پاک نفس ہو،

---

[1] بعض لوگ کہتے ہیں کہ فارابی کے پاس ایک ساز تھا جو اس نے اسی موقعہ کے لئے تیار کیا تھا اور اس کی تاثیر سے وہ سب کے سب بے ہوش ہو گئے۔ ۱۲ [2] تتمہ کی عبارت کا ترجمہ یہ ہے فارابی عنزی تپے لانے والے کی طرح غائب ہو گیا اور کچھ پتہ نشان نہ ملا۔ صاحب تمام عمر اس کی ہم نشینی سے محروم رہنے اور دیکھ لینے کے باوجود نہ پہچاننے پر افسوس کرتا رہا قارظ عنزی، ایک مثل ہے لاپتہ اور گم شدہ چیز کے لئے استعمال کرتے ہیں قارظ بیری کے پتے لانے والا عنزی قبیلہ عنزہ کی طرف منسوب ہے اس قبیلہ کا کوئی شخص پتے لینے گیا تھا اور پھر واپس نہ آیا۔ عنقاء مغرب بھی ایک مثل ہے یہ بھی ایسے ہی موقعہ پر استعمال کرتے ہیں عرب کہتے ہیں کہ عنقا مغربی دنیا میں غائب ہو گیا۔

بدی اور بدکاری سے، غداری اور جھوٹ سے منزہ، خیانت اور مکر و فریب سے مجتنب ہو، فکر معاش سے آزاد، مذہبی احکام کا پابند ہو، ارکان مذہب اور آداب سنت میں کسی طرح خلل انداز نہ ہو اور روٹی کمانے، دنیا پیدا کرنے، مال جمع کرنے اور جاہ و منزلت حاصل کرنے کیلئے علم حاصل .... نہ کرے بلکہ محض تکمیلِ نفس اور ابدی سعادت حاصل کرنے کیلئے جس شخص میں یہ صفات نہ ہوں وہ جھوٹا اور کھوٹا حکیم ہے اور جس طرح جھوٹی بات سنجیدہ کلام نہیں سمجھی جاتی اور کھوٹا سکہ کھرا نہیں بن جاتا اسی طرح جو شخص اس معیار کے خلاف ہو وہ حکیم نہیں سمجھا جاتا (۲) جس شخص کا علم دنیا میں اسکے اخلاق کی اصلاح نہ کرے اسکے لئے آخرت کی سعادت میں کوئی حصہ نہیں (۳) جس طرح درخت کا کمال پھلوں سے ہے اسی طرح سعادت کی تکمیل اخلاق کریمہ سے ہے (۴) جس نے اپنے نفس کو اسکے مرتبہ سے اونچا سمجھا وہ تحصیل کمال سے محروم رہا۔

(۱۷) اِخوان الصفا (۱۸)

ابو سلیمان محمد بن مشعر بستی مقدسی، ابو الحسن علی بن زہرون زنجانی، ابو احمد نہرجوری، عوفی اور زید بن رفاعہ یہ وہ حکماء ہیں جنہوں نے جمع ہو کر رسائل اخوان الصفا ترتیب دئے الفاظ مقدسی کے ہیں (ت)

اقوال (۱) ظالم بادشاہ بھی بارش کے مانند ہے ذرا قیاس کرو کہ اگر منصف ہو تو اس کی برکتیں مخلوق کو کس درجہ پہنچیں گی (۲) نفسانی خواہش پاکدامنی کی آفت ہے اور ضد رائے کی مصیبت ہے (۳) نئے شہر اور بستیاں پانی چراگاہ اور ایندھن میسر آنے کی جگہ سے نزدیک بسانے اور آباد کرنے چاہئیں (۴) جس طرح ایک سانپ دوسرے سانپ سے زہر چوستا ہے اسیطرح ایک عورت دوسری عورت سے بُرے اخلاق قبول کرتی ہے (۵) دنیا مسافر کی سرائے ہے (۶) راکھ ایک کثیف دھواں ہے جس طرح دھواں ایک لطیف راکھ ہے (۷) تنگدست آدمی کی دولت قناعت ہے (۸) جس کو زندگی نے موت کے گھاٹ اتار دیا ہو اسے موت زندہ کر دیتی ہے۔

(۱۸) حکیم ابو عبداللہ ناتلی (۱۹)

بہت وسیع العلم حکیم تھا، اخلاق حمیدہ سے آراستہ، شیخ بو علی سینا کا ابتدائی استاد تھا چنانچہ شیخ بیان کیا کرتا تھا کہ میرے باپ نے ناتلی کو میری تعلیم کیلئے مقرر کیا میں منطق کے قوانین اور اصول تو اس سے پڑھتا تھا لیکن اس کے دقیق اور باریک نکتے اور دشوار مسائل میں خود حل کرتا تھا اور حکیم کو اس پر بڑا تعجب ہوتا تھا ریاضی میں جب مخروطات پر پہنچا تو اس نے کہا کہ ان شکلوں کو خود نکال اور پھر مجھے دکھلا اس کا مقصد اس سے یہ تھا کہ اس چیز کو وہ مجھ سے حاصل کرے۔ ناتلی کی تصانیف میں مسئلہ وجود پر ایک نہایت عمدہ رسالہ ہے جس سے علوم حکمت و الٰہیات میں اس کے تبحر اور وسعت معلومات کا پتہ چلتا ہے علم کیمیا میں بھی اس کا ایک رسالہ ہے ابو علی اپنی تصانیف میں سوائے المقتضیات السبعہ کے اور کہیں ناتلی کا نام نہیں لیتا۔

اقوال (۱) جس چیز کی ناکامی سے ڈرتے ہو اسے شروع مت کرو (۲) جو شخص ناگوار چیز سے دوچار ہونا پسند نہیں کرتا اسے چاہیئے کہ ایسی چیز نہ اختیار کرے جسکے ضائع ہونیکا خطرہ ہو (۳) حق کو معرفت حق کیلئے طلب کرنا چاہیئے اور بھلائی کو عمل کرنیکے لئے (۴) جس وقت دو چیزیں دل میں حق مشتبہ ہو جائیں تو دیکھو جو چیز ان میں سے خواہش نفس سے زیادہ قریب ہو اس سے بچو (۵) نفسِ شریف کی حقیقت سے بحث کرو (۶) پاک نفوس جدلی اور خطابی قیاسات سے مطمئن نہیں ہوتے (۷) جس کے ضائع ہونے کا اندیشہ ہو اسے مت جمع کرو (۸) عارف معرفت حق کو بھی حق پر ترجیح نہیں دیتا۔

(۱۹) یحییٰ نحوی بطریق دیلمی (لقب) (۲۰)

قدیم نصرانی حکما میں سے ہے اور اعلیٰ درجہ کا حاذق اور ماہر فلسفی ہے، امیرالمومنین علی بن طالبؓ کے عامل نے اس کو فارس سے جلاوطن کرنے اور اس کی خانقاہ کو تباہ و برباد کرنے کا ارادہ کیا۔ یحییٰ نے امیرالمومنین کے پاس تمام حالات لکھے اور امان کی درخواست کی، امیرالمومنین نے اپنے فرزند محمد بن حنفیہؓ کو امان تحریر کرنے کا حکم دیا چنانچہ انہوں نے یحییٰ کو امان لکھ دی صاحب تتمہ فرماتے ہیں کہ میں نے ابو الفتوح المستوفی الطوسی نصرانی کے پاس وہ تحریر دیکھی ہے اور کہتے ہیں کہ ابو الفتوح حاذق طبیب تھا فن استیفا میں بڑا ماہر تھا امیرالمومنین نے اپنے دستِ مبارک سے اس پر لکھا تھا "اللہ بادشاہ ہے اور علیؓ اس کا بندہ"۔ یحییٰ نحوی کے اکثر اقوال بظاہر درست معلوم ہوتے ہیں لیکن حقیقت میں ضعیف ہیں اُن شکوک و شبہات کو سمجھنے اور حل کرنے کے لئے بہت وسیع علم اور قوتِ نظر و فکر کی ضرورت ہے موجودہ عہد کے رسمی علماء اُن شکوک کی گتھیوں کو نہیں سلجھا سکتے ان کا حل کرنا مسائل کتاب السماع الطبیعی" کے جاننے پر موقوف ہے۔ (ت)

یہی وہ یحییٰ نحوی بطریق ہے جس نے افلاطون اور ارسطو کے رد میں اُس وقت چند کتابیں تصنیف کیں جبکہ نصاریٰ نے اس کے قتل کرنے کا ارادہ کیا،

ابو علی اس کے بارے میں لکھتا ہے "نصاریٰ کو دہوکہ میں رکھنے والا یحییٰ نحوی"۔ امام حجۃ الاسلام غزالی اپنی کتاب "تہافت الفلاسفہ" میں اکثر اسی کا کلام نقل کرتے ہیں (اور اس پر تردید کرتے ہیں) (ت)

اس کو مُحِبُّ التَّعَبُ کہتے ہیں کیونکہ یہ حقائق اشیاء کی تحقیق اور تحصیل علوم میں بہت زیادہ محنت و مشقت اٹھاتا تھا اور نقلی علوم کی بحث اور نقل میں بہت زیادہ محتاط تھا، خالد بن یزید بن معاویہ نے علم طب اسی سے حاصل کیا تھا اس کی بہت سی تصنیفیں ہیں۔ (ت)

اقوال (۱) جو شخص دن کے اول حصہ میں کسبِ دنیا کے لئے اور آخری حصہ میں ثوابِ آخرت کے لئے جد و جہد اور سعی نہ کرے اسے حکما کی فہرست میں نہ شمار کرنا چاہیئے (۲) سب سے زیادہ مضرت رساں چیز حکام اور سلاطین کے حق میں ضد اور ہٹ ہے سپاہیوں اور بہادروں کے حق میں بزدلی اور بدُدلی ہے، دولتمندوں کے حق میں بخل اور کنجوسی ہے محتاجوں کے حق میں غرور و نخوت ہے، بڈھوں کے حق میں ہنسی مذاق اور بیہودگی ہے، جوانوں کے حق میں سستی اور کاہلی ہے، تمام مخلوق کے حق میں حسد اور دشمنی ہے (۳) کھاؤ وہ جو جی چاہے اور پہنو وہ جو لوگ پسند کریں، (مَن چاہا کھاؤ جگ بھایا پہنو) (۴) افلاس و تنگدستی

سب سے بڑی موت ہے (۵) جو اپنے بزرگوں کا احترام کریگا اس کے چھوٹے اس کا احترام کریں گے۔

(۲۰) یعقوب بن اسحاق کندی (۲۱)

علم ہندسہ کا بہت بڑا ماہر، تمام علوم و فنون کی گہرائیوں میں اترا ہوا حکیم تھا، بہت سی کتابوں کا مصنف تھا اپنی بعض تصانیف میں شریعت اور منطق کے اصول میں تطبیق دی ہے اس کے دین و مذہب کے بارے میں اختلاف ہے بعض کہتے ہیں یہودی تھا اور مسلمان ہوگیا اور بعض کہتے ہیں کہ نصرانی تھا اور اسلام کے دائرہ میں قدم رکھا صاحب تتمہ کہتے ہیں علم المناظر اور اس کی شکلیں میں نے اسی کی تصانیف سے حاصل کیں وہ اس فن میں یکتائے روزگار تھا خلیفہ معتصم نے اپنے لڑکے کو پڑھانے کے لئے اسے مقرر کیا تھا یعقوب کا مقولہ ہے "برائی سے بچو کیونکہ برائی بروں کے لئے ہے"

اقوال (۱) جو تمہاری بات خوشی سے نہ سنے اسے اپنی بات سننے کی زحمت نہ دو۔ (۲) خواہشات نفس کی مخالفت اور نافرمانی کرو اور پھر جس چیز کی چاہو اطاعت کرو روا ہے۔ (۳) مال و دولت پر مغرور نہ ہو، اگرچہ کتنی ہی زیادہ ہو (۴) چھوٹے آدمی سے کوئی کام نہ لو وہ آسان کام کو دشوار ظاہر کرے گا اور نہ جاہل سے کام لو وہ تمہاری کام کو اپنے لئے آلۂ کار بنائے گا۔ (۴) جب تک محبوب و مرغوب چیزوں کو نہ چھوڑو گے… اس وقت تک ناگوار چیزوں سے نجات نہ ملے گی۔

(۲۱) ابو زید بلخی (۲۲)

مسلمان حکما اور فصحا و بلغا میں سے گذرا ہے ہر علم و فن میں اس کی تصانیف موجود ہیں اس کی ایک کتاب کتاب الابانۃ عن علل الدیانۃ احکام شرعیہ کی حکمتوں کے بارے میں ہے ایک کتاب علم الاخلاق میں ہے۔

اقوال (۱) سچ ایک باردار درخت ہے جس کی جڑ ہے شاخیں ہیں ٹہنیاں ہیں اس کا پھل کھاؤ تو کام و دہن اس کی چاشنی سے لطف اندوز ہوں اور جھوٹ ایک بے ثمر درخت ہے نہ اس کی جڑ ہے نہ ٹہنیاں ہیں نہ پھل لہٰذا اس سے بچو (۲) جس قدر رازدار زیادہ ہوتے ہیں اسی قدر راز زیادہ فاش ہوتا ہے (۳) جو کوئی اپنے راز کے لئے رازدار تلاش کریگا اسی کا راز یقیناً فاش ہوگا (۴) موت ضرور آتی ہے لہٰذا اس سے مت ڈرو اور اگر بعد مرگ کا خوف ہے تو اس کی فکر پہلے سے کرو، اپنے اعمال بد سے ڈرو نہ کہ موت مقدر سے (۵) ایک ناڑی باورچی کے بارے میں کہا ہے کس قدر سمجھدار ہے کہ کھانے اور ہضم ہونے سے پہلے ہی کھانے کو فضلہ بنا دیتا ہے" (۶) ایک جاہل طبیب سے کہا پہلے اپنے نفس کا علاج کر پھر دوسرے

کے بدن کا علاج کیجئے، (۶) جب کوئی شخص تمہاری ایسی تعریفیں کرے جو تمہارے اندر نہیں تو اس سے مطمئن مت ہو وہ یقیناً تمہاری ایسی برائیاں بھی کریگا جو تمہارے اندر نہیں (۷) شریعت سب سے بڑا فلسفہ ہے کوئی حکیم اس وقت تک فلاسفر نہیں ہو سکتا جب تک کہ عبادت گزار اور پابند شرع نہ ہو، (۸) جو شخص اپنی ایسی تعریفیں سننے سے خوش ہوگا جو اس میں نہیں وہ ایسی برائیاں سن کر رنجیدہ بھی ہوگا جو اس میں نہیں (۹) سب سے بڑی دوا علم ہے

(۲۲) ابوالفرج جاثلیق طبیب (۲۲۳)

حکیم تھا تمام علوم میں ذی استعداد اور ہر فن میں حکماء عصر کا استاد، تمام علوم میں اس کی تصانیف بکثرت پائی جاتی ہیں بالخصوص منطق میں اگرچہ ابوعلی بن سینا نے اس کی تصانیف کی مذمت اور تحقیر کی ہے اور لکھا ہے کہ اس کی تصانیف اس قابل ہیں کہ بھیجنے والے کے منہ پر مار دی جائیں اور قیمت بھی واپس نہ لی جائے مگر بظاہر شیخ رئیس نے یہ اسی رشک و حسد کا مظاہرہ کیا ہے جو ہمعصر علماء میں پایا جاتا ہے۔ ابوالفرج بغداد کے حکماء میں سے ہے وہ سرتاپا حکیم تھا اور حکمت کے تمام شعبوں پر کماحقہ دسترس رکھتا تھا، عمروں کی مقدار کے متعلق اس کا ایک نہایت عمدہ رسالہ ہے اس کے علاوہ اور بھی بہت سے رسائل ہیں، یونانی اور رومی زبانوں کا ماہر تھا، شیخ رئیس اگرچہ علم طب میں اس کی رفعت اور عظمت کا مقر ہے لیکن اس کی کتابوں پر اعتراضات کرتا ہے وہ لکھتا ہے "ابوالفرج اگرچہ طب میں ید طولیٰ رکھتا ہے مگر اس کی آراء بعض بے کار ہیں اور بعض درست لہٰذا وہ ایک نادرہ نگار ہے لیکن صاحب فن نہیں"، صاحب تتمہ فرماتے ہیں کہ میں نے ابوالفرج کی ایک کتاب "علل اشیاء" کے بارے میں دیکھی اور اس سے استفادہ بھی کیا۔ مجھے یقین ہے کہ وہ حکیم ہے لیکن ابوعلی اور اس کے درمیان بہت بڑا فرق ہے۔ شیخ ابوعلی خود انتہا درجہ ایذا رساں اور لوگوں کی توہین کرنے والا بیہودہ گو تھا چنانچہ ایک روز حکیم ابوعلی بن مسکویہ مصنف کتاب تجارب الامم وکتاب شوامل کے پاس گیا شاگردوں اور استفادہ کرنے والوں سے مجلس پر تھی۔ شیخ ابوعلی نے ایک اخروٹ پھینکا اور کہا کہ اس اخروٹ کی جو سے پیمائش کرو حکیم ابوعلی نے چند اجزاء علم اخلاق کے متعلق لکھے ہوئے ابوعلی کے سامنے ڈال دئے کہ اتنے میں اس اخروٹ کی پیمائش کروں اتنے تو اپنے اخلاق کی اصلاح کرلے۔ کیونکہ مجھے اس اخروٹ کی پیمائش کی اتنی ضرورت نہیں جتنی تجھے اپنے اخلاق کی اصلاح کی ضرورت ہے صاحب تتمہ فرماتے ہیں کہ طعن وتشنیع، ہجو اور مذمت (اور جھا حربہ ہے) ارباب کمال کی شان سے بعید ہے، ان کا کام تو تحقیق حق ہے، اور جو تحقیق حق اور اثبات حق پر قدرت رکھتا ہے اسے اہل باطل کی مذمت اور طعن کی ضرورت بھی نہیں اللہ پاک ہمیں بھی کمینی باتوں سے محفوظ رکھے اور فضل وکمال عطا فرمائے۔ ابویحیٰ

بیرونی نے چند علمی سوالات لکھ کر ابو علی کے پاس بھیجے، ابو علی نے ان کے جوابات لکھے بیرونی نے ان پر اعتراضات کئے اور اس کی اور اس کے کلام کی سخت مذمت اور ہجو کی اور ابو علی کو ایسی جھڑکیاں دیں کہ حکما کو تو کیا عوام کو بھی نہیں دی جاسکتیں اور دوسروں کی تحقیر کا خوب مزا چکھایا، حکیم ابو الفرج نے جب ان جوابات اور سوالات پر غور کیا تو کہا کہ جو شخص لوگوں کی توہین و تذلیل کرتا ہی لوگ لامحالہ اس کی توہین و تذلیل کریں گے (جو دوسروں کی پگڑی اچھالتا ہے لوگ اس کی ٹوپی اچھالتے ہیں)

ابو الفرج کہتا ہے کہ میں فولاس کی اولاد سے ہوں جو حکیم جالینوس کا بھانجا تھا، جب اللہ پاک نے عیسٰےؑ کو منصب نبوت پر سرفراز فرمایا جالینوس انتہا درجہ بوڑھا سن رسیدہ اور کمزور ہو چکا تھا لہذا اس نے فولوس کو عیسٰےؑ کے پاس بھیجا اور بارگاہ نبوت میں حاضر ہونے سے قاصر رہنے کا عذر پیش کیا کہ میں پیری اور ضعف کی قید میں اسیر ہوں خط کا مضمون یہ تھا۔ عیسٰےؑ لکھنا پڑھنا جانتے تھے۔ "اے روحوں کے طبیب اللہ کے نبی! افسوس کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ بیمار جسمانی موانعات کی وجہ سے طبیب کی خدمت میں حاضر ہونے سے عاجز رہتے ہیں میں نے اپنے ایک جز و یعنے فولوس کو آپ کے پاس بھیجا ہے تاکہ آپ آداب نبوت سے اس کے امراض نفسانی کا علاج کریں۔" والسلام۔ فولوس جب عیسٰے علیہ السلام کے پاس پہنچا تو انہوں نے اس کا اعزاز و اکرام کیا اور ان کے حواریین میں شامل ہو گیا، عیسٰےؑ نے جالینوس کو جواب لکھا: "اے انصاف پسند عالم! تندرست آدمی کو طبیب کی ضرورت صرف حفظ صحت کے لئے ہے۔ باقی بُعد مسافت ملاقاتِ نفوس کے لئے مانع نہیں۔" والسلام۔

عیسائیوں کا دعوےٰ ہے کہ شمعون الصفا کے بعد فولوس نبی ہوا تھا، اس کی ایک کتاب ہے جس میں اس نے حشر و نشر اور حیات بعد الموت کے دلائل بیان کئے ہیں۔

اقوال اس عالم میں بعض اوقات تولدی اشیا (دفعتہً پیدا ہونے والی اشیا)، توالدی (بتدریج پیدا ہونے والی) بن جاتی ہیں لہذا کیا تعجب ہے اگر دوسرے عالم میں توالدی چیزیں تولدی بن جائیں (یعنے قیامت کے روز انسان دفعتاً پیدا ہو جائیں) دیکھئے آفتاب جو تاثیر تدریجاً ایک زمانہ میں کرتا ہے وہی تاثیر آگ اک آن میں کرتی ہے۔ وہ کہتا ہے:۔ آ وجود ب کا سبب نہیں ہو سکتا۔ اور ب آکے وجود کا سبب نہیں ہو سکتا کیونکہ مسبب کے لئے ضروری ہے کہ وہ سبب سے پہلے ہوا ور سبب سبب کے بعد۔ اس کے بعد تم سمجھ گئے ہوگے کہ آ ماہیت ب کی علت نہیں ہو سکتا اور ب وجود آ کے واسطے علت نہیں ہو سکتا (ت)

(۲) شریف آدمی پر اگر تم ذلیل میں غالب آجاؤ تو وہ تمہاری عزت کریگا اور اگر ذلیل آدمی پر غالب آجاؤ تو دشمن ہو جائے گا اور تمہیں ذلیل کریگا (۳) جو فقیر دولتمند کی برابری کا دعویٰ کرتا ہے وہ اس بھولے ہوئے شخص کی طرح ہے

جو طاقتور آدمی کی برابری کا دعویٰ کرتا ہے (۴) بخیل بڑے سے بڑے گناہ کو نظر انداز کر سکتا ہے لیکن معمولی سے معمولی احسان کا بدلہ نہیں دے سکتا (۵) شریر اور پست فطرت عالم کی چونکہ خود کوئی عزت نہیں ہوتی اس لئے وہ اپنے سے پہلے علماء پر طعن و تشنیع کرنے میں خوش ہوتا ہے اور عقلمندوں کا وجود اپنے زمانہ میں نہیں چاہتا (۶) بخیل آدمی جس قدر مال کے معاملہ میں بخیل ہوتا ہے اسی قدر عزت و آبرو کے بارے میں سخی ہوتا ہے (۷) جو شخص تمہاری ایسی تعریفیں کرتا ہے جو تم میں نہیں وہ دراصل تمہیں خطاب نہیں کرتا اسی طرح جو شخص تمہاری مذمت کرتا ہے اور وہ تم میں نہیں وہ دوسرے کو خطاب کرتا ہے (۸) جب دولت آتی ہے تو خواہشات عقل کے تابع ہو جاتی ہیں اور جب جاتی ہے تو خود عقل شہوات کی خادم بن جاتی ہے (۹) جب کسی عقلمند کی خدمت و صحبت میں ہو تو صرف اس کی رضا جوئی کرو اگرچہ اس کے نوکر چاکر ناراض اور نالاں ہوں اور اگر کسی جاہل کی خدمت میں رہنا پڑے تو اس کے ہم نشینوں اور ملازمین کو خوش رکھو اور اس کی رنجیدگی کی فکر نہ کرو۔ (۱۰) حکام و سلاطین پر نشہ بالکل حرام اور ممنوع ہے کیونکہ وہ ملک کے محافظ ہیں اگر خود وہ نشہ پئیں گے تو خود محافظ کے محتاج ہو جائیں گے اور محافظ ہو کر خود نگہبان کا محتاج ہو اس سے بری کیا بات ہو سکتی ہے (۱۱) بہادر آدمی نیک نامی اور اچھی شہرت کو زندگی پر ترجیح دیتا ہے اور بزدل آدمی زندگی کو نیک نامی پر ترجیح دیتا ہے (۱۲) آرزوئیں بیدار مغز آدمی کے لئے بدخوابی ہیں (۱۳) کسی ایسے تباہ کن طوفان یا بربادکن وبائی مرض کے بعد جو لوگوں کا خاتمہ کر دے اول اول لوگ بقدر ضرورت لباس اور کھانے پینے کی چیزوں کی طرف توجہ کرتے ہیں اس کے بعد..... ہر چیز میں اچھائی اور عمدگی کے خواہشمند ہوتے ہیں اسی طرح قلعے اور مستحکم شہر اول اول تو اس لئے بناتے ہیں کہ درندوں وغیرہ کے خطروں سے بچیں مگر اس کے بعد آپس میں ایک دوسرے کے خطرے سے بچنے کے لئے استعمال کرتے ہیں۔

(۱۴) جب اولاد اپنے باپ دادا کے نقش قدم پر چلنے لگتی ہے اور اسی کو اپنا نصب العین بنا لیتی ہے تو اس میں عصبیت پیدا ہو جاتی ہے اور فتنے فساد لڑائی جھگڑے پیدا ہونے لگتے ہیں اس وقت ضرورت تقاضا کرتی ہے کہ کوئی شریعت حقہ کا حامل انسان پیدا ہو جو ان کو ایسے راستہ کی دعوت دے جس میں حال اور استقبال کی بہتری مضمر ہو۔

(۲۳) حکیم ابو القاسم کرمانی (۲۴)

مشہور رؤسا علم حکمت میں سے ہوا ہے اس کے اور ابو علی کے درمیان بہت مناظرے ہوئے ہیں اور آخر خلاف تہذیب جھگڑے فساد تک نوبت پہونچی ہے ابو علی اس کو "فن حکمت کا برباد کنندہ" کہا کرتا تھا یہ ابو علی کو "غلط کار" کہتا تھا۔

یہ مناظرہ ابو علی نے وزیر ابن ابو سعد ہمدانی کے پاس لکھ کر بھیجا جس کے نام شیخ نے رسالہ اضحویہ لکھا ہے حکیم ابوالخیر نے بھی اس کے پاس اپنا مشہور رسالہ لکھا تھا (ت)

اقوال (۱) مریض تندرست ہو یا ہلاک حکیم بہر صورت تقدیر الٰہی کا خادم ہے (۲) اللہ پاک کی تجویز کے مطابق عالم سفلی میں سیارات اور اجرام سماویہ کی تاثیر کا کوئی منکر نہیں ہو سکتا اس لئے کہ عالم سفلی یقیناً عالم بالا سے وابستہ ہے مگر اس کی تاثیرات کی تفصیلات کو کوئی نہیں جان سکتا لہذا ہمیشہ تمام معاملات میں درمیانی راستہ اور اعتدال اختیار کرو کیونکہ تم کو ان تفصیلات کے جاننے کے لئے علم ظاہری اور علم باطنی دونوں کی حاجت ہے اور یہ میسر نہیں آسکتا) ایک روز شیخ بو علی سے کہا "دوسروں کے خیال کی تحقیر کرکے اپنے خیال کی تقویت مت کرو کیونکہ حق بہت روشن ہے اور انصاف دنیا سے فنا نہیں ہوتا (۳) کسی جاہل پر ناراض ہونا ایسا ہے جیسے کسی بینا کا نابینا سے دیکھنے کے لئے کہنا (۴) جو اپنی تعریف سن کر خوش ہوتا ہے وہ اپنے منہ سے اپنی تعریف کرتا ہے۔

(۲۴) ابوالفتح علی بن محمد الکاتب البستی (۲۵)

حکیم بھی تھا اور شاعر بھی، خاندان سامانیہ کے خدام اور امیر خلف بن احمد والی سیستان و نیمروز کے مصاحبین میں سے تھا۔ امیر سبکتگین نے جب بست فتح کیا تو اس کو اپنے ہاں بلایا حکیم ابوالفتح نے کہا میں تیرے دشمن کے ہاتھ کا لگایا ہوا پودا ہوں، مجھ پر تجربہ سے پہلے اعتماد نہ کر۔ تجربہ ہر قسم کے شبہات کو دور کر دیتا ہے" سلطان محمود کے زمانہ تک زندہ رہا اس نے چند مرتبہ اس کو خلعتیں بھی عنایت کیں۔ اور بعض لوگ کہتے ہیں کہ وہ سلطان بایتوز حاکم بست کا میر منشی تھا اور پھر امیر سبکتگین نے بلوایا تھا مدت دراز تک محمود بن سبکتگین کا بھی میر منشی رہا۔ پھر اسے خراسان کے قیام میں خطرہ محسوس ہوا لہذا وہاں سے گھبرا کر ماوراالنہر ترکستان پہونچا اور وہیں وفات پائی۔

اشعار (۱) ہر کام کے اوقات مقرر ہیں اور ہر کام کی ایک حد اور معیار ہے (۲) لہذا اپنے مقاصد کے حصول میں جلدی نہ کرو اس لئے کہ مادہ پکنے سے پہلے بحران اچھا نہیں (وقت سے پہلے جوش عمل مفید نہیں) (۳) اے پسندیدہ اخلاق عالم! خوش ہو کہ تو بغیر پانی کے سیراب ہے (۴) اور اے (تشنۂ تسکین) جاہل تو سمندر کی موجوں میں بھی ہو تب بھی پیاسا ہی رہے گا (۱) خدا سے ڈر اور اس کے دین کی پابندی کر اور پھر فلسفہ حاصل کر (۲) اور جو لوگ فلسفہ کو برا کہتے ہیں ان کی پروا نہ کر اس لئے کہ فلسفہ بیوقوفی کی شکست ہے (۱) اے جسم کے خدمت گذار تو کب تک اس خدمت گزاری کی بدبختی میں مبتلا رہے گا؟ تو

اس چیز میں نفع چاہتا ہے جس میں سراسر نقصان ہے[۱] (۲) نفس کی فکر کر اور فضائل کی تکمیل کیونکہ تو نفس کی وجہ سے انسان ہے نہ کہ جسم کی وجہ سے۔ (۱) اگر تم میرے لکھے ہوئے خط یا شعر میں کانٹ چھانٹ دیکھو تو اس پر ملامت نہ کرو (۲) اس لئے کہ میرے نزدیک اس مرشفی زمانہ میں سب سے زیادہ عزیز چیز کلام کی صحت ہے۔ (۱) میں نے تم سے کامل طور پر سچی محبت کی اس کی جزا ناقص ہی ہونی چاہیئے (۲) کیونکہ موجبہ[۲] کلیہ کا عکس سب جانتے ہیں کہ موجبہ جزئیہ آتا ہے۔ ایک مقولہ ہے:۔ اگر کسی بسیط علت سے دو معلول ایک ساتھ بالذات موجود ہونگے تو وہ علت بسیط نہ رہے گی۔"

ابو العباس احمد بن اسحاق الجرمقی[۳] (۲۶)

فلاسفر، شاعر، علم ہندسہ کا ماہر اور انشاپرداز تھا امیر خلف بن احمد کے درباری دبیروں میں سے تھا۔ صدہا شہروں کی خاک چھانی آخر یہ ابن حسنویہ کی خدمت میں رہ پڑا۔

اشعار (۱) اگر میرے پاس مال کم ہے تو تمہیں سمجھنا چاہیئے کہ یہ تقدیر الٰہی کی جانب سے ہے نہ کہ میری جانب سے (۲) خست قابل ملامت جب ہوتی کہ جب خوش حالی انسان کی تدبیروں سے حاصل ہوتی (۳) جس کام میں میں مصروف تھا اگر وہ جاتا رہا تو میرا خیال و ہنر تو کہیں نہیں جاتا رہا لہذا مجھے مایوس نہ ہونا چاہیئے۔

(۲۵) حکیم، وزیر، مدار المہام، شرف الملک ابو علی حسین بن عبد اللہ بن سینا بخاری (۲۷)

حکماء[۴] اسلام کی محفل کا صدر نشین، عناصر وارکان کی دنیا کا جوہر اصلی، رؤسا دانش کے لباس کی زینت، جلیل القدر صاحب ذکاوت کا یکتا صدر۔ اس کی تعریف و توصیف میں جس قدر مبالغہ کیا جائے ایسا ہے جیسے روشن آفتاب کو رفعت اور نورانیت کی طرف منسوب کیا جائے۔ شیخ کا باپ بلخ کا باشندہ اور وہاں کے حکام میں سے تھا امیر نوح بن نصر سامانی کے عہد سلطنت میں بخارا میں آیا اور تصرف میں مشغول ہوا اور بخارا کے ایک مشہور گاؤں خرمیثن

---

[۱] یہ اور اس کے بعد کے اشعار درۃ میں نہیں [۲] موجبہ کلیہ وہ جملہ جس میں حکم کلی اور عام ہو۔ موجبہ جزئیہ وہ جملہ جس میں حکم بعض کے لئے ہو کل کے لئے نہ ہو عکس کسی جملہ کو پلٹ دینا مثلاً "تمام انسان ذی روح ہیں" موجبہ کلیہ ہے۔ اس کا عکس "بعض ذی روح انسان ہیں" موجبہ جزئیہ ہے اس کا عکس کلیہ نہیں ہو سکتا۔ اس لئے کہ تمام ذی روح انسان نہیں، انسان کے سوا اور جاندار بھی ذی روح ہیں ۱۲ [۳] جرمقی کا حال درۃ میں نہیں ۱۲۔ [۴] یہ تعریفی جملے درۃ میں نہیں ۱۲

کے پاس ہی ایک گاؤں تھا افشنہ وہاں کی ایک لڑکی ...ستارہ نامی سے عقد کرلیا اور صفر ۳۷۳ھ میں اسی کے بطن سے ابوعلی پیدا ہوا، طالع سرطان تھا، درجہ شرف مشتری، قمر بھی اپنے درجۂ شرف میں تھا اور شمس و زہرہ بھی اپنے اپنے درجۂ شرف میں تھے، سہم السعادت سرطان کے درجہ ۲۹ میں تھا اور سہم الغیب سہیل اور شعرا یمانی سمیت اول سرطان میں پانچ سال کے بعد دوسرا بھائی محمود پیدا ہوا اور سب کے سب بخارا میں چلے آئے۔ یہاں آکر ابوعلی کو قرآن شریف اور ادب کی تعلیم کے لئے ...معلم کے پاس بھیجا گیا - دس سال کی عمر میں قرآن کریم اور ادب کی کافی تعلیم حاصل کرلی، اس زمانہ میں ابوعلی کا باپ رسائل اخوان الصفا کا بہت غور و فکر سے مطالعہ کیا کرتا تھا ابوعلی بھی کبھی کبھی ان کا مطالعہ کیا کرتا تھا۔ دینیات کی تعلیم سے فارغ ہونے کے بعد محمود مساح نامی ایک سبزی فروش علم ہندسہ اور جبر و مقابلہ کا ماہر تھا ریاضی اور ہندسہ وغیرہ کی تعلیم کے لئے اس کے پاس بھیجا۔ اسی اثنا میں حکیم ابوعبداللہ ناتلی جس کا ذکر گذر چکا بخارا میں آیا، ابوعلی کے والد نے اس کا بہت زیادہ اعزاز و اکرام کیا اور اپنے ہی مکان پر اسے ٹھہرالیا۔ علم فقہ کی تکمیل کے لئے ابوعلی شیخ اسماعیل زاہد کے پاس جاتا تھا علم الخلاف کے مسائل بھی اسی سے سیکھتا تھا مناظرہ بھی کرتا تھا، ان تمام ابتدائی علوم سے فارغ ہونے کے بعد ناتلی سے ”ایساغوجی“ پڑھی اور منطق میں بہت کافی مہارت پیدا کرلی اس کے بعد اقلیدس اور مجسطی پڑھی آخر ناتلی ابوعلی کی تعلیم سے فارغ ہوکر خوارزم شاہ کے دربار میں خوارزم چلا گیا اور ابوعلی بخارا میں علم طبعیات و الٰہیات کی تحصیل میں مشغول ہوگیا فصوص الحکم اور اس کی تمام شروح کا مطالعہ کیا اور اب علم کے دروازے ابوعلی کے استقبال کے لئے کھل گئے تھے اور حکمت کے چشمے اس کو سیراب کرنے کے لئے اُبل پڑے تھے علوم حکمیہ سے فارغ ہونے کے بعد پھر طب کی جانب توجہ کی اور کتب طب کا مطالعہ شروع کیا چونکہ بہت آسان اور سہل علم تھا اس لئے بہت تھوڑے عرصہ میں بے مثل طبیب اور یکتائے فن، یگانہ روزگار حکیم ہوگیا بڑے بڑے فضلاء طب اس کے پاس آکر زانوئے تلمذ طے کرتے تھے اور اس کے تجربے میں آئے ہوئے معالجات حاصل کرتے تھے اس علمی وسعت اور فراوانی کے باوجود اسمٰعیل زاہد سے برابر علم فقہ کا استفادہ کرتا رہتا تھا یہاں تک کہ تمام جسمانی اور روحانی علوم میں لوگوں کی نگاہیں اس پر پڑنے لگیں ؎ انگلیاں اس کے فضل و کمال کی تعریف کرتی ہیں ہاں اس وقت ابوعلی کی عمر بارہ سال تھی قرآن مجید حفظ کرلیا تھا ڈیڑھ سال کے عرصہ میں تمام پڑھے ہوئے علوم کا دوبارہ اعادہ کیا اس زمانہ میں شیخ رات دن پڑھنے میں مصروف رہا، تمام رات کبھی نہیں سویا بجز مطالعہ کتب کے اور کوئی دوسرا کام نہیں کیا کاغذوں کے ڈھیر سامنے رکھے رہتے تھے جب کسی دلیل کا مطالعہ کرتا اس کے متعلق تمام مقدمات قیاسیہ اُن پر لکھتا شرائط مقدمات کی پوری پوری رعایت کرتا نتیجہ بخش اور غیر نتیجہ بخش قیاسات الگ الگ کرتا اور جب کسی مشکل مسئلہ میں اٹک جاتا اور وہ حل نہ ہوتا تو جامع مسجد میں جاتا دو رکعت نماز پڑھتا اور عاجزی د

زاری کے ساتھ اللہ تعالےٰ سے دعا کرتا تھا یہاں تک کہ اللہ پاک اس دشوار مسئلہ کو حل کردیتا۔ ہر روز رات کو جب گھر پر آتا چراغ جلا کر بیٹھ جاتا اور لکھنے پڑھنے میں مصروف رہتا جب نیند کا غلبہ ہوتا یا کمزوری محسوس کرتا تو ایک جام شراب پی لیتا۔

حکما استقدمین بڑے عابد و زاہد ہوتے تھے ابو علی پہلا شخص ہے جس نے ان کے طرز عمل کو بدلا اور ہمیشہ شراب نوشی اور شہوت رانی میں منہمک و سرشار رہا بعد کے آنے والے حکما، اسی کے نقش قدم پر رہے اور ہمیشہ فسق و فجور میں مبتلا ہے (قَدْ ضَلُّوا وَاَضَلُّوا خود بھی گمراہ ہوئے دوسروں کو بھی گمراہ کیا)۔ بہرحال شیخ نے تمام علوم و فنون میں کامل دسترس حاصل کی اور بقدر طاقت بشری ان پر پورا عبور حاصل کرلیا اور جو کچھ اس زمانہ میں جانا سمجھا وہ اتنا مستحکم اور صحیح تھا کہ آخر عمر تک اس میں کچھ تغیر و تبدل یا اضافہ نہ ہوا منطق اور ریاضی سے بھی پوری فراغت حاصل کرلی، ریاضی میں زیادہ وقت صرف نہیں کیا کیونکہ جو کوئی امور عقلیہ کی چاشنی سے واقف ہوجاتا ہے اسے ریاضی میں کوئی دلچسپی نہیں رہتی اور اس میں وہ اپنا وقت اور فکر ضائع نہیں کرتا۔ ان تمام علوم و فنون سے بالکل فارغ ہونے کے بعد الٰہیات کی جانب توجہ کی اور کتاب "مابعد الطبعیات" کو چالیس مرتبہ پڑھا اور بالکل ازبر یاد کرلیا مگر اس کے باوجود اس کی حقیقت نہ سمجھ سکا اور اس لئے کچھ ہاتھ نہ لگا۔ . . یہاں تک کہ بالکل مایوس ہوگیا اور دل میں کہا کہ اب اس کتاب کو سمجھنے کی کوئی سبیل نہیں۔ ایک روز اتفاق سے کتب فروشوں کے بازار سے گزر رہا تھا کہ محمد نامی دلال الٰہیات کی ایک کتاب نیلام کررہا تھا ابو علی نے دیکھا اس فن سے چونکہ بددل اور تنگدل ہوچکا تھا لہٰذا بے کار سمجھ کر واپس کردی دلال نے کہا "لاؤ تین درہم ہی دو مالک بہت زیادہ ضرورتمند ہے" ابو علی نے خرید کر جو دیکھا تو وہ معلم ثانی فارابی کی کتاب تھی "مابعد الطبعیات" کے حل میں شیخ کہتا ہے کہ میں فوراً گھر گیا اور پڑھنا شروع کیا اصل کتاب چونکہ یاد تھی لہٰذا فوراً تمام کتاب کے اغراض و مقاصد حل ہوگئے بے حد خوش ہوا اور اس کے شکریہ میں فقرا و مساکین کو بہت سا مال صدقہ و خیرات کیا، اس زمانہ میں مشرق و مغرب کا بادشاہ نوح بن منصور سامانی ایک ایسے شدید مرض میں مبتلا تھا کہ اطبا، اس کے علاج سے ہاتھ دھو بیٹھے تھے اور عاجز آگئے تھے ابو علی کا نام طب اور تبحر علمی میں کافی مشہور تھا لہٰذا اسے بلوایا اور علاج میں شریک کیا اسی سلسلہ میں وہ بادشاہ کی ہم نشینی سے باریاب ہوا۔ ابو علی سب سے پہلا حکیم ہے جو بادشاہ کی مصاحبت اور ہمنشینی کے ساتھ سرفراز ہوا اس سے پہلے حکما رسلاطین کی مصاحبت سے کنارہ کش رہتے تھے اور بادشاہوں کے دروازوں پر چکر نہیں لگاتے تھے۔

ابو علی نے اسی زمانہ میں منصور سے شاہی کتب خانہ کے مطالعہ کی اجازت مانگی منصور نے اجازت دے

دی شیخ نے اس کتب خانہ میں فارابی وغیرہ کی ایسی ایسی نایاب کتابیں دیکھیں جن کا نام بھی نہ سُنا تھا منجملہ ان کے ایک کتاب "فہرست کتب الاوائل" ایک بہترین چیز تھی غرض تھوڑی سی مدت میں شیخ نے تمام کتابوں کا مطالعہ کیا اور ان سب پر حاوی ہوگیا۔ اتفاق کی بات ہے کہ اس کے بعد اس کتب خانے میں آگ لگ گئی اور وہ تمام علمی خزانہ نذر آتش ہوگیا، ابوعلی کے بعض مخالفین نے اس کتب خانے کے جلانے کا الزام اسی پر لگایا ہے کہ اس نے اس کتب خانہ میں خود آگ لگائی تاکہ بآسانی ان تمام تصانیف کو اپنی طرف منسوب کرسکے اور متقدمین کی جانب ان فوائد علمیہ کی نسبت باقی نہ رہے، اللہ اعلم بالصواب۔

۱۸ سال کی عمر میں ابوعلی جملہ علوم میں طاق اور شہرۂ آفاق اور ایسا کامل محقق ہوچکا تھا کہ آخر عمر تک ان تحقیقات میں نہ کوئی تغیر و تبدل ہوا اور نہ کچھ اضافہ ہوا۔

ابوعلی عروضی ایک شخص شیخ کے پڑوس میں رہتا تھا اس نے شیخ سے ایک ایسی کتاب تصنیف کرنے کی فرمایش کی جو تمام علوم حکمت پر مشتمل ہو چنانچہ ابوعلی نے اس کے نام سے مجموع نامی ایک کتاب تصنیف کی جس میں ریاضی کے علاوہ تمام علوم موجود تھے کیونکہ شیخ ریاضی میں کوئی خاص کمال نہ رکھتا تھا۔ اور نہ کبھی توجہ کی کیونکہ وہ اس میں کوئی آخرت کی بھلائی نہیں پاتا تھا۔

ابوبکر برقی خوارزمی بھی شیخ کا ایک ہمسایہ تھا بہت بڑا فقیہ، عابد، زاہد، مفسر تھا اور ان علوم سے خاص شغف رکھتا تھا اس نے بھی شیخ سے تمام کتب حکمت کی ایک جگہ شرح کرنے کی درخواست کی چنانچہ شیخ نے حاصل محصول نامی کتاب ۲۰ جلدوں میں اس کے نام سے تصنیف کی، ابوزجان کے کتب خانہ میں اس کا ایک نسخہ تھا جو گم ہوگیا ایک کتاب "بر و اثم" نامی علم اخلاق میں تصنیف کی، صاحب تتمہ فرماتے ہیں کہ سنہ ۵۴۵ ہجری میں میں نے امام محمد حارثان کے پاس وہ کتاب رودی کے خط میں لکھی ہوئی دیکھی ہے۔

۲۲ سال کی عمر میں شیخ کے والد کا انتقال ہوگیا باپ کے مرنے سے حالات میں انقلاب پیدا ہوا۔ باپ کی جگہ قضا کا کام اور سرکاری مشاغل ذمہ پڑ گئے جب سامانی حکومت کی حالت دگرگوں ہوگئی، تو بتقاضائے ضرورت بخارا سے کرکانج اور خوارزم چلا گیا اور خوارزم شاہ علی بن مامون بن محمد کے دربار میں پہنچا جو اس زمانہ میں سلاطین عالم کا مرجع اور اپنے عہد کا یکتا انسان تھا، خوارزم شاہ کے وزیر ابوالحسن السہیلی علم و حکمت کا بہت بڑا قدردان تھا اس نے ابوعلی کی تربیت فرمائی، شیخ اس وقت فقہاء کے لباس میں تھا۔ قمیص، طیلسان، تحت الحنک (عمامہ) جسم پر تھا، وزیر نے شیخ کے شایان شان روزانہ مصارف شاہی خزانہ سے مقرر کردئے مگر کچھ عرصہ کے بعد شیخ خوارزم سے بھی چل دیا اور نسا اور باورد پہنچا اور وہاں سے طوس سمایقان اور نیشاپور گیا اور وہاں سے جاجرم سرحد خراسان پہونچا اور

وہاں سے امیر شمس المعالی قابوس...کے دربار میں باریاب ہونے کے ارادے سے گورگان پہونچا اتفاق سے ان ہی دنوں میں قابوس کو پکڑ کر قلعہ میں گرفتار کر دیا گیا چنانچہ وہیں اس غریب کی وفات بھی ہوئی (قابوس کی وفات کے بعد پھر دہستان چلا گیا اور وہاں پہونچ کر سخت بیمار پڑ گیا لہذا پھر وہاں سے جرجان آ گیا یہاں فقیہ ابو عبید جرجانی شیخ کی خدمت میں حاضر ہوا ابو عبید کا نام عبد الواحد تھا۔

جرجان میں ایک شخص تھا ابو محمد شیرازی اسے کہتے تھے شیخ کے پڑوس میں رہتا تھا اس نے شیخ سے بہت زیادہ ربط وضبط پیدا کر لیا تھا ابو عبید روزانہ شیخ کے پاس مجسطی پڑھنے آیا کرتا تھا او منطق میں املا لکھتا تھا چنانچہ منطق میں مختصر الاوسط جس کو منطق جرجانی بھی کہتے ہیں شیخ نے اسی زمانہ میں اسے لکھائی اور ابو محمد شیرازی کے لئے کتاب المبدء والمعاد اور کتاب الارصاد الکلیہ تصنیف کی، ان کے علاوہ اور بہت سی کتابیں جرجان میں تصنیف کیں مثلاً قانون مختصر مجسطی وغیرہ بہت سے رسائل جرجان میں ہی لکھے ہیں شیخ کی متصانیف کی فہرست یہ ہے۔ مختصر الاوسط[1] کتاب المبدء[2] والمعاد، کتاب الارصاد[3] الکلیہ، المختصر[4] من المجسطی کتاب المجموع[5]، کتاب الحاصل[6] والمحصول۔ ۲۰ جلد، کتاب البر[7] والاثم ۲ جلد۔ کتاب الشفا[8]۔ ۲۰ جلد۔ کتاب القانون[9] ۱۴ جلد، الانصاف[10]۔ ۲۰ جلد، النجات[11]، الہدایہ[12]، الاشارۃ[13]، العلائی[14]، کتاب لسان العرب[15] ۱۰ جلد الادویۃ القلبیۃ[16]، الموجز[17]، الحکمۃ القدشیہ[18]، بیان ذوات[19] الجہۃ، کتاب المبدء[20] والمعاد، کتاب المقتضیات[21] کتاب المعاد[22]، رسالۃ فی القضاء[23] والقدر، رسالۃ فی الاجرام[24] العلویہ، رسالۃ فی آالۃ الرصدیہ[25] رسالۃ غرض قاطیغوریس[26]، رسالۃ[27] المنطق بالشعر، رسالۃ[28] التحفۃ، رسالۃ فی الحروف[29]، رسالۃ تعقب المواضع[30] الجدلیہ، رسالۃ مختصر اقلیدس[31]، رسالۃ[32] فی النبض، رسالۃ فی الحدود[33]، رسالۃ اقسام علوم[34] الحکمۃ، رسالہ فی النہایۃ واللانہایۃ[35]، رسالہ حی بن یقظان[36]، رسالہ فی ان ابعاد[37] الجسم غیر ذاتیۃ لہ، رسالۃ فی الہندبار[38]، مسائل جرت بینہ وبین[39] فضلاء العصر پھر جرجان سے مجد الدولہ ابو طالب رستم بن فخر الدولہ اور ان کی والدہ سیدہ خاتون کی خدمت میں رَے میں پہونچا۔ شیخ کے ساتھ ساتھ رَے میں لوگوں کے خطوط پہونچے جن میں شیخ کی تعریف وتوصیف بیان کی گئی تھی اور ان خطوط سے شیخ کے کمالات سے واقف ہو گئے، لہذا انہوں نے شیخ کی تعظیم وتکریم میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا، مجد الدولہ کو مالیخولیا ہو گیا شیخ نے اس کا علاج کیا۔ اور اس سلسلہ میں عرصہ تک وہاں رہا، کتاب مبدء ومعاد وہیں تصنیف کی یہاں تک کہ جب شمس الدولہ برادر حسن مجد الدولہ نے ہلال بن بدر حسنویہ کے قتل کا ارادہ کیا اور لشکر بغداد کو شکست دیدی تو شیخ بعض مصالح کی وجہ سے رَے سے قزوین گیا اور وہاں سے ہمدان پہونچا اور ملکہ ہمدان کد بانو کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس کی ذاتی جاگیر کی کارندگی پر مامور ہو گیا اسی دوران میں بادشاہ شمس الدولہ سے

ملاقات کا اتفاق ہوا شمس الدولہ قولنج کے نہایت سخت مرض میں مبتلا تھا، شیخ نے اس کا علاج کیا آرام ہوگیا، اور اس صلہ میں طرح طرح کے اعزاز واکرام اور بیش قیمت خلعتوں کے ساتھ سرفراز کیا گیا چالیس روز وہاں رہ کر اپنے گھر واپس آیا اور اب بادشاہ شمس الدولہ کے مصاحبین میں شامل ہوگیا، امیر شمس الدولہ نے عناز سے لڑنے کے لئے قرمیسین کی جانب سفر کیا تو شیخ بھی اس کے خدام کے ساتھ ہمراہ گیا مگر وہاں سے شکست کھا کر واپس ہمدان چلا آیا، پھر لوگوں نے شیخ سے منصب وزارت اختیار کرنے کے لئے کہا شیخ نے وزارت کو قبول کیا اور وزیر بن گیا مگر فوج میں شیخ کی وزارت کی وجہ سے کچھ شورش پھیلنی شروع ہوئی اور ان کو شیخ کی ذات سے اپنے لئے خطرہ محسوس ہوا، لہذا انہوں نے شیخ کے اوپر ہلّہ بول دیا گھر بار سب لوٹ لیا اور اس کو گرفتار کر دیا جان کے دشمن ہوگئے۔ امیر شمس الدولہ سے اس کے قتل کر دینے کا مطالبہ کیا لیکن امیر نے انکار کر دیا، مگر پھر شیخ کو رہا کر دیا گیا اور ابو سعید ابن وخدوک کے گھر میں اس نے پناہ لی چالیس روز تک وہاں چھپا رہا قسمت سے امیر شمس الدولہ پھر مرض قولنج میں مبتلا ہوگیا لہذا امیر نے شیخ کو پھر بلوایا شیخ امیر کی مجلس میں حاضر ہوا، امیر نے معذرت کی شیخ نے علاج شروع کر دیا اور بہت اعزاز واکرام سے اس کے ہاں رہا منصب وزارت دوبارہ سپرد کر دیا گیا۔

فقیہ ابوعبداللہ اور دوسرے شیخ کے شاگردوں نے شیخ سے ارسطو کی کتابوں کی شرح کرنے کی درخواست کی لیکن شیخ نے اپنی مصروفیت کا عذر کیا اور کہا کہ وزارت کی مصروفیتیں مستقل تصنیف سے مانع ہیں ہاں اگر تم راضی ہو تو میں ایک ایسی کتاب لکھ دوں جس میں ان علوم کے متعلق ذاتی تحقیقات مخالفین سے مناظرہ اور بحث وتردید کئے بغیر بیان کر دوں، ابوعبید کہتا ہے کہ میں اس پر راضی ہوگیا چنانچہ کتاب شفا کا حصۂ طبعیات اور قانون کی جلد اول لکھنی شروع کی طلبا اور حکما ہر شب کو شیخ کے پاس جمع ہو جاتے اور مجلس درس منعقد ہوتی ایک مرتبہ ابوعبید شفا پڑھتا دوسری مرتبہ معصومی قانون پڑھتا، تیسری مرتبہ ابن زیلہ اشارات پڑھتا چوتھی مرتبہ بہمن یار حاصل محصول پڑھتا جب درس سے فارغ ہو جاتے تو مطرب آتے اور مجلس رقص وسرود گرم ہوتی شراب کا دور چلتا دن میں فرصت نہ ہونے کی وجہ سے مجلس درس اور محفل عیش ونشاط شب کو منعقد ہوتی تھی۔

شمس الدولہ طارم کے امیر بہاالدولہ سے لڑنے کے لئے روانہ ہوا مگر طارم کے قریب پہونچ کر پھر قولنج کا دورہ پڑا اور مرض بہت بڑھ گیا اسی کے ساتھ غلط تدبیر علاج اور شیخ سے اعراض کرنے کی وجہ سے اور امراض پیدا ہوگئے اہل لشکر کو شمس الدولہ کی وفات کا اندیشہ ہوا، لہذا واپس ہمدان چلے آئے شمس الدولہ کا راستہ ہی میں انتقال ہوگیا اور اس کا بیٹا جانشین ہوا۔ شیخ سے وزیر بننے کی درخواست کی۔ مگر

اس نے انکار کر دیا۔

ملک علاء الدولہ کاکو نے بھی شیخ کو اپنے پاس بلایا تھا مگر شیخ اس سے بچنے کے لئے ابو غالب عطار کے گھر چھپ گیا اور اسی زمانہ میں بغیر کسی کتاب کے مطالعے کے کتاب شفا کا تمام حصۂ طبعیات والٰہیات لکھا اور حصۂ منطق شروع کیا، ابھی ایک ہی جزو لکھنے پایا تھا کہ پھر تاج الملوک بن شمس الدولہ نے علاء الدولہ سے ساز باز کرنے کا الزام لگایا اور اسے گرفتار کر لیا اور قلعہ فردجان میں نظر بند کر دیا چار ماہ تک قید رہا پھر علاء الدولہ نے ہمدان پر حملہ کیا اور اس کو فتح کر لیا، مگر بعد چندے پھر علاء الدولہ ہمدان سے واپس چلا گیا۔ اور تاج الملک بن شمس الدولہ اور اس کا بھائی قلعہ سَرِ دوان سے ہمدان آئے اور شیخ کو اپنے ہمراہ لے آئے شیخ علوی کے مکان میں اترا اور کتاب شفا کا حصۂ منطق لکھنا شروع کیا کتاب الہدایہ اور رسالہ حی ابن یقظان اور رسالۃ الطیر اور کتاب القولنج مذکورہ قلعہ کے اندر زمانہ اسارت میں لکھیں اور ہمدان پہونچتے ہی کتاب الادویۃ القلبیہ لکھی، پھر لیکایک شیخ کا ارادہ ہوا کہ اصفہان جائے چنانچہ صوفیا کے بھیس میں اپنے بھائی اور فقیہ ابوعبید اور دو غلاموں کے ہمراہ ہمدان سے روانہ ہوا ملک علاء الدولہ کاکو نے اپنے خاص مصاحبین . . . شاہی سواری، خلعت، خالی گھوڑے، اور دیگر سامان آرائش وتجمل کے ساتھ استقبال کے لئے روانہ کئے اصفہان کے دروازہ طران پر ان لوگوں نے شیخ کا استقبال کیا اور بڑے اعزاز واحترام کے ساتھ محلہ کون گنبد میں عبداللہ بن نہی کے گھر ٹھہرایا، ہر جمعہ کی شب کو ہر علم وفن کے علماء وفضلاء کی ایک جماعت کے ساتھ علاء الدولہ کی مجلس میں حاضر ہوا کرتا، جب شیخ مجلس میں تقریر شروع کرتا، سب لوگ با ادب، دوزانو ہو بیٹھتے اور متوجہ ہو کر شیخ کی تقریر سنتے اور استفادہ کرتے اصفہان کے قیام میں شیخ نے شفا کی تکمیل شروع کی مجسطی میں دس شکلیں اختلاف منظر کے بارے میں اضافہ کیں علم ہیئت میں بھی ایسے ایسے فوائد کا اضافہ کیا کہ متقدمین کے خیال میں بھی وہ نہ آئے تھے، اقلیدس پر بھی کچھ اشکالات اور اعتراضات وارد کئے اور ارثماطیقی (ارثمیٹک) میں بھی کچھ خصوصیات کا اضافہ کیا فن موسیقی میں بھی ایسے ایسے مسائل اضافہ کئے کہ متقدمین کو ان کی ہوا بھی نہ لگی تھی اور کتاب شفاء کا حصۂ کتاب الحیوان اور کتاب النباتات اس سال پورے کئے تھے جب علاء الدولہ سابورخوست گیا تھا اور شیخ اس کے ہمراہ تھا۔

سلطان محمود بن سبکتگین اور اس کا لڑکا مسعود اپنے معاصرین اور مخالفین میں سوائے علاء الدولہ کاکوئی کے اور کسی بادشاہ روئے زمین کو نظروں میں نہ لاتے تھے اور چاہتے تھے کہ شیخ ان کے دربار میں آجائے، ایک روز علاء الدولہ کی مجلس میں ان نقصانات کا ذکر ہوا جو قدیم رصدوں کے موافق بنی ہوئی تقویموں کے اندر موجود ہیں، علاء الدولہ نے کہا شیخ کو ایک نئی رصد تیار کرنی چاہئے چنانچہ اس نے شیخ کو رصد بنانے کا حکم دیا اور جسقدر ضرورت ہو روپیہ خرچ

کرنے کی اجازت دی شیخ نے کام شروع کردیا فقیہ ابوعبید منتظم تھا، آلات رصدیہ اور دیگر ضروری سامان بہم پہونچانا کاریگروں کو مہیا کرنا وغیرہ تمام کام اسی کے سپرد ہوئے، بہت سے تازہ انکشافات اور نئے نئے مسائل ظاہر ہوئے لیکن کثرت سے سفر اور دوسرے متواتر موانعات پیش آنے کی وجہ سے اس کی تکمیل نہ ہوئی۔ شیخ نے کتاب علائی بھی اصفہان میں ہی تصنیف کی۔

شیخ کی زندگی کے عجیب وغریب واقعات

ابوعبید پچیس سال تک شیخ کی خدمت میں رہا وہ کہتا ہے کہ میں نے کبھی نہیں دیکھا کہ شیخ نے کسی نئی کتاب کو پورا پڑھا ہو بلکہ شیخ صرف اس کتاب کے دشوار مقامات اور مشکل مسائل کے متعلق دیکھتا تھا کہ اس کتاب کے مصنف نے کیا لکھا ہے اور اسی سے کتاب اور اس کے مصنف کے متعلق رائے قائم کرلیتا تھا۔

ایک روز شیخ امیر کی مجلس میں تھا ادیب منصور جیاں بھی اسی مجلس میں موجود تھا، شیخ کی اور اس کی چند لغوی مسائل پر گفتگو شروع ہوئی شیخ نے اپنے خیالات کا اظہار کیا، ادیب منصور نے کہا "بس رہنے دو! اگرچہ تم حکیم ہو اور حکمت میں تمہارا پایۂ علمی بہت بلند ہے لیکن علم لغت میں تمہارا دامن معلومات خالی ہے۔" شیخ کو طعن بہت ناگوار گذرا اور اسی وقت سے ہمہ تن علم لغت کا مطالعہ شروع کردیا، تین سال کامل علم لغت کا مطالعہ کیا ابومنصور ازہری کی کتاب تہذیب اللغت اول سے آخر تک پڑھی اس تین سال کے عرصہ میں اس قدر مطالعہ کیا کہ کم کسی کو میسر آئے گا آخر دوسرے فنون کی طرح اس فن میں بھی یکتائے روزگار ہوگیا، تین قصیدے بہت سے اجنبی اور غیر مانوس الفاظ پر مشتمل لکھے، صابی، ابن عمید اور صاحب کے طرز پر تین رسالے لکھے اور ان کی جلدیں بندھوا کر بوسیدہ کرادیں اور امیر علاء الدولہ کی خدمت میں پیش کیں کہ ان کو ادیب منصور کے سامنے پیش کیا جائے اور کہا جائے کہ ایک شکارگاہ میں یہ کتابیں دستیاب ہوئی ہیں ذرا انہیں دیکھو اور حل کرکے ہمیں سمجھاؤ، ادیب منصور نے ان کا مطالعہ کیا بہت سے مسئلے اس کی سمجھ میں نہ آئے شیخ نے کہا ان مسائل کا حل فلاں فلاں مشہور کتابوں میں لکھا ہوا ہے۔ ابومنصور سمجھ گیا کہ یہ رسائل اور قصائد شیخ ہی کی تصنیف ہیں اور اس کے چہرہ کا رنگ فق ہوگیا اور اپنی حماقت کی معذرت چاہی شیخ نے اس وسیع مطالعے کے بعد ایک بے نظیر کتاب علم لغت میں لسان العرب کے نام سے تصنیف کی لیکن وہ کتاب سودات کی شکل میں ہی رہی اور اس کی ترتیب وتبیض نہ ہوسکی۔

شیخ کے طبی تجربات

معالجات کے دوران میں بہت سے عجیب غریب طبی تجربات شیخ کو حاصل ہوئے۔ شیخ نے انہیں چند اجزا میں جمع کیا، کتاب قانون کا ایک... حصہ بنانے کا ارادہ تھا مگر وہ ضائع ہوگئے۔

تجربہ (۱) ایک دن سر میں سخت درد ہوا شیخ کو خیال ہوا کہ یہ مادہ حجاب سر کی جانب اُتر رہا ہے اندیشہ ہے کہ آخر میں اس سے ورم پیدا ہوجائے لہذا شیخ نے بہت سا برف منگوایا اور ایک کتان کے کپڑے میں لپیٹ کر سر پر باندھا سر کا وہ حصہ قوی ہوگیا اور مادہ اُترنے سے رُک گیا اور درد کو آرام ہوگیا۔

تجربہ (۲) خوارزم میں ایک عورت مدت سے سل میں مبتلا تھی شیخ نے اس کے لئے تجویز کیا کہ جلنجبین سکری[1] اور کوئی چیز پینے کو نہ دیں پچاس سیر جلنجبین پی گئی اور آرام ہوگیا۔

شیخ نے جب جرجان میں نجات کا حصۂ منطق لکھا تو اس کا ایک نسخہ شیراز بھی پہنچا شیراز کے علماء نے جمع ہوکر جن میں شیراز کا قاضی بھی تھا اپنے شکوک وشبہات ایک رسالہ میں لکھے اور حکیم ابوالقاسم کرمانی کے پاس بھیجے۔ ابوالقاسم نے گرمی کے موسم میں غروب آفتاب کے قریب شیخ کے سامنے پیش کئے، ابوالقاسم کے جانے کے بعد شیخ نے عشا کی نماز پڑھی اور ان سوالات کے حل میں پانچ جز و دس ورق فرعونی کاغذ کے چوتھائی حصہ پر لکھے۔ اور پھر حسب معمول سوگیا، فجر کی نماز کے بعد ہی ابوالقاسم کے پاس بھیج دئے اور کہلا بھیجا کہ میں نے جواب میں اتنی عجلت اس لئے کی کہ قاصد کو دیر نہ لگے ابوالقاسم کو بڑا تعجب ہوا اور تمام قصہ لکھ کر شیراز بھیجا، اہل شیراز بھی انگشت بدنداں رہ گئے اس کے بعد آٹھ سال رصد کے لئے بے مثل آلاتِ رصد یہ تیار کرنے میں صرف کئے۔ پھر کتاب انصاف لکھی۔ سلطان مسعود کی[1] قائم مقام شیخ عمید ابوسہل حمدونی حاکم رَی اور علاء الدولہ میں جنگ ہوئی اور سلطان مسعود نے اصفہان فتح کرلیا اور علاؤالدولہ کی بہن گرفتار ہوگئی تو ابوعلی نے درمیان میں پڑ کر سلطان مسعود کے پاس پیام بھیجا، کہ یہ خاتون شہزادی ہے اور تیری ہمسر اگر تو اس سے شادی کرے گا تو اصفہان مفت میں تیرے ہاتھ آجائے گا، سلطان مسعود نے نکاح کرلیا اور جب علاء الدولہ نے دوبارہ جنگ شروع کی تو اس نے کہلا بھیجا کہ تیری بہن کو فوج کے غنڈوں کے سپرد کئے دیتا ہوں۔ علاء الدولہ نے ابوعلی سے کہا جواب دو

---

[1] تتمہ کی عبارت کچھ مختلف ہے اس کا ترجمہ یہ ہے عمید ابوسہل حمدونی کہ جو کہ محمود کی جانب سے رَے کا حاکم تھا اور علاء الدولہ کے درمیان سخت لڑائی ہوئی اور اس کے بعد مسعود پسر محمود نے اصفہان پر حملہ کیا اور علاء الدولہ کی بہن کو گرفتار کیا تو اس نے شیخ کو سلطان مسعود کے پاس بھیجا شیخ نے کہا یہ خاتون تیری کفو ہے اگر تو اس سے شادی کرلیگا تو علاء الدولہ اصفہان تجھے دیدیگا۔

شیخ نے جواب میں کہلا بھیجا کہ اگر وہ علاء الدولہ کی بہن ہے تو سلطان مسعود کی بیوی ہے اگر تو طلاق بھی دیدے تب بھی یہ تیری مطلقہ ہے اغیرت شوہر کو آنی چاہئے نہ کہ بھائیوں کو سلطان بہت متاثر ہوا اور اعزاز و احترام کے ساتھ علاء الدولہ کی بہن کو اس کے پاس بھیجدیا۔ پھر اس کے بعد[۵۱] عمید ابو سہل اور کچھ لوگوں کی ایک جماعت شیخ کے گھر پر چڑھ آئی، گھر کا تمام سازوسامان اور کتب خانہ سب لوٹ لیا اسی میں کتاب الانصاف بھی ضائع ہو گئی صرف چند جزدستیاب ہوئے۔

حکیم عزیز الدین فقاعی ریحانی کہتا ہے کہ ۵۴۴ھ میں میں نے کتاب الانصاف کا ایک نسخہ صفہان میں خریدا اور میں اسے مرو میں لایا واللہ اعلم۔ باقی کتاب حکمت عرشیہ (قدسیہ) اور حکمت مشرقیہ کے متعلق امام اسمٰعیل باخرزی فرماتے ہیں کہ یہ دونوں کتابیں سلطان مسعود بن محمود کے کتب خانہ میں غزنین کے اندر تھیں آخر ملک جبال حسین جہاں سوز اور غوری وغزنوی افواج نے ۵۴۶ھ ہجری میں ان کو نذر آتش کر دیا۔

ابو علی بہت طاقتور اور قوی المزاج تھا قوت مجامعت بہت غالب تھی دن رات خواہشات کی تکمیل اور شہوت رانی میں منہمک رہتا تھا اور اپنے علاج سے بے پروا یہاں تک کہ جس سال باب کرخ پر امیر علاء الدولہ اور امیر حسام الدولہ ابو العباس تاش فراش کی جنگ ہوئی اسی سال شیخ درد قولنج میں مبتلا ہو گیا ایک دن میں آٹھ مرتبہ حقنہ لیا اس کی وجہ سے رگوں میں زخم پڑ گئے پیچش ہو گئی اور علاء الدولہ کے ساتھ جانا ضروری تھا اس کے بعد بے ہوشی ہو گئی جو اکثر قولنج میں ہو جایا کرتی ہے ابو علی نے حکم دیا۔ وہ انگ کرفس کے بیج حقنہ کی دواؤں میں ڈالیں تاکہ ریاح قولنج تحلیل ہو جائیں معالج نے بھول کر یا جان کر دو درم کے بجائے پانچ درم ڈالدئے جب کرفس کی تیزی کی وجہ سے پیچش اور زیادہ ہو گئی، بے ہوشی کی وجہ سے معجون مثرودیطوس روزانہ کھایا کرتا تھا ایک غلام نے بہت سی افیون معجون میں ملادی اور شیخ نے اسے کھا لیا اس کی وجہ یہ ہوئی کہ اس غلام نے شیخ کے خزانے میں چوری کی تھی اسے اندیشہ ہوا کہ اگر شیخ تندرست ہو گیا تو سزا دیگا شیخ کو بے ہوشی کے عالم میں چارپائی کے اوپر صفہان لے جایا گیا علاء الدولہ بھی صفہان لوٹ آیا شیخ نے اپنا علاج شروع کیا کمزوری حد سے زیادہ ہو گئی تھی کھڑا ہونا بھی

---

[۵۱] اس واقعہ کی تفصیل یہ ہے کہ عمید ابو سہل حمدونی نے اس جنگ کے بعد کہ دیلموں کے ایک زبردست لشکر کے ساتھ اصفہان پر حملہ کر دیا علاء الدولہ تاب مقاومت نہ لاسکا، اور شکست کھا کر بھاگا۔ حملہ آوروں نے تمام شاہی محلات اور خزانے لوٹ لئے۔ شیخ ابو علی علاء الدولہ کا وزیر تھا انہوں نے اس کا گھر بار اور اسی کے ساتھ اس کا نام کتب خانہ جو علمی جواہر ریزوں کا ایک بے مثل خزانہ تھا لوٹ لیا اور اکثر کتابیں غزنی لے گئے اور غزنی کے شاہی کتب خانہ میں داخل کر دیں، اسی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ ملک الجبال حسین جہاں سوز نے شیخ کی تمام تصانیف کو آگ لگادی۔

دشوار تھا شیخ تو علاج کی فکر میں تھا اور غلام خیانت کی وجہ سے موت کی دعائیں مانگ رہے تھے علاج سے کچھ چلنے پھرنے کی طاقت آئی علاء الدولہ کے دربار میں بھی آیا لیکن پرہیز نہ کرتا تھا اور نہ سفر... چند دن سے بچتا تھا علاج اور جماع کے بارے میں بہت زیادہ بے اعتدالیاں کرتا تھا اس لئے پورے طور پر آرام نہ ہوا۔ ایک ہفتہ تندرست رہتا دوسرے ہفتہ بیمار پڑ جاتا پھر علاء الدولہ نے ہمدان کا ارادہ کیا شیخ بھی ہمراہ تھا راستہ میں دوبارہ قولنج کا دورہ پڑا۔ اس مرتبہ ابو علی کو یقین ہوگیا کہ اب مرض کی مدافعت کرنے والی قوت بالکل بے کار ہو چکی، مرض کا مقابلہ نہیں کر سکتی لہذا علاج ترک کر دیا اور کہا "میرے بدن کا منتظم بدن کی تدبیر سے عاجز ہو گیا لہذا علاج بیکار ہے غسل کیا اور توبہ و استغفار کیا، جن لوگوں کے حقوق واجب تھے وہ ادا کئے اور اس کے بعد جو کچھ بچا وہ فقراء پر صدقہ کر دیا غلاموں کو آزاد کر دیا، حافظ قرآن تھا تین دن میں ایک مرتبہ قرآن ختم کر لیا کرتا تھا یہاں تک کہ جمعہ کے روز ماہ رمضان المبارک ۴۲۸ ہجری میں ہمدان کے اندر انتقال ہو گیا، اسی دن سلطان طغرلبیک بن سلجوق کے نام پر نیشاپور میں خطبہ پڑھا گیا اور سلطان مسعود ابن محمود کا نام ترک کر دیا گیا۔ شیخ کی عمر ۵۸ سال شمسی اور چند ماہ ہوئی۔

ایک عجیب واقعہ ابو علی علاء الدولہ کی مجلس میں بڑی شان و شوکت سے آیا کرتا تھا قبا اور داری اور کتان کا عمامہ زیب تن اور نرمی کا موزہ پیروں میں ہوتا تھا علاء الدولہ کے پاس بیٹھتا تھا امیر علاء الدولہ بھی شیخ کی علمی فضیلت و عظمت حسن و جمال اور جاہ و جلال پر نازاں ہوتا تھا اور مسرت و شگفتگی کے آثار اس کی پیشانی پر نمایاں نظر آتے تھے۔ شیخ جب امیر کے سامنے گفتگو کرتا تو تمام اہل مجلس ہمہ تن گوش بن جاتے اور اس کے خاموش ہونے تک بالکل خاموش رہتے۔

ایک مرتبہ امیر علاء الدولہ نے ایک سونے چاندی کے کام کا پٹکہ شیخ کو دیا پھر امیر نے دیکھا کہ وہ پٹکہ شیخ کا ایک غلام خاص باندھے ہوئے ہے امیر نے اس سے پوچھا یہ کہاں سے آیا؟ اس نے کہا کہ مجھے شیخ نے دیا ہے۔ امیر غصہ میں آپے سے باہر ہو گیا غلام کا منہ نوچ لیا اور حکیم کے قتل کا حکم دیدیا۔ حکیم کی تلاش شروع ہوئی، امیر کے ایک مصاحب کو مل گیا مگر اس نے شیخ کو چھوڑ دیا۔ شیخ نے لباس اور ہیئت تبدیل کر کے راہ فرار اختیار کی صوفیوں کی ہیئت میں رے آیا، صرف ایک گدڑی اوڑھے ہوئے، خرچ کرنے کو ایک پیسہ پاس نہ تھا، بازار گیا کہ کسی تدبیر سے کھانے کا بندوبست کرے خیال ہوا کہ پہلے لوگوں کی مجالس اور مدارج کا پتہ چلانا چاہیئے، تاکہ اس کے موافق طریق کار اختیار کیا جائے چنانچہ ایک ایک کر کے لوگوں کے رجحانات کا اندازہ لگانا شروع کیا، پھرتے پھرتے ایک خوش طبع نوجوان نظر آیا جو اپنی حویلی کے سامنے اپنی نشستگاہ میں بیٹھا ہوا تھا بہت سے لوگ اس کے پاس جمع تھے ایک عورت نے

قارورہ دکھایا، نوجوان حکیم نے کہا یہ یہودی کا قارورہ ہے عورت نے کہا ہاں درست کہتے ہو حکیم نے کہا اس نے دہی کھایا ہے عورت نے کہا درست ہے۔ حکیم نے کہا تمہارا مکان شہر میں کسی نشیبی حصہ میں ہے عورت نے کہا ہاں درست ہے۔ شیخ کو یہ واقعہ دیکھ کر بہت بڑا اچنبھا ہوا۔ نوجوان حکیم نے شیخ کی طرف دیکھا اور کہا کہ تم ابوعلی سینا ہو علاء الدولہ کی مجلس سے بھاگ کر آئے ہو۔ شیخ اس کے قریب بیٹھ گیا یہاں تک کہ حکیم اپنے کاموں سے فارغ ہو گیا اور شیخ کا ہاتھ پکڑ کے اسے اپنے ہمراہ گھر لے گیا اور نوکروں کو حکم دیا کہ شیخ کو حمام میں لے جائیں نفیس پوشاک پہنائیں دستر خوان چننے کا حکم دیا، کھانے سے فارغ ہونے کے بعد شیخ نے حکیم سے پوچھا کہ قارورہ سے تم نے کیسے معلوم کر لیا کہ وہ یہودی کا ہے حکیم نے کہا میں نے دیکھا اس کی قمیص پر یہودیوں کا نشان ہے اور اس پر ذرا سا دہی لگا ہوا ہے لہٰذا میں سمجھ گیا کہ اس نے ضرور دہی کھایا ہے، یہودی شہر کی گنجان آبادی میں رہتے ہیں اور وہاں کے تمام مکانات نشیب میں واقع ہیں۔ پھر شیخ نے پوچھا کہ مجھے تو نے کس طرح پہچان لیا نوجوان حکیم نے کہا میں نے تمہارے حسن وجمال اور وجاہت و ذکاوت کا حال سنا تھا تمہیں دیکھتے ہی میں پہچان گیا اور اس حلیہ میں دیکھ کر فوراً میرے خیال میں آیا کہ تم علاء الدولہ کے پاس سے بھاگ کر آئے ہو، غصہ اترنے کے بعد مجھے یقین ہے کہ وہ تم کو پھر بلائے گا اور پھر تم اس کے دربار میں جاؤ گے اس لئے میں نے اس وقت تمہارے ساتھ یہ حسن سلوک کیا ہے (تاکہ تم کسی وقت میرے کام آؤ) ابوعلی نے کہا تمہارا کیا کام ہے؟ نوجوان نے کہا:۔ ''میں چاہتا ہوں کہ تم مجھے امیر کے دربار میں باریابی کا موقعہ دو اور اس سے یہ تمام واقعہ بیان کر دو تاکہ وہ مجھے اپنے مصاحبین میں شامل کر لے چنانچہ چند روز بعد ہی امیر نے حکیم کو بلایا خلعت اور سابق منصب سے بھی سرفراز فرمایا حکیم نوجوان کو اپنے ہمراہ لے گیا، اور امیر سے تمام حال بیان کیا، امیر خوش ہوا اور مصاحبین میں شامل ہو گیا، یہ واقعہ میں نے شیخ کی کتاب ''عہد کتبہ ابوعلی لنفسہ'' سے نقل کیا ہے۔

(۲۶) حکیم ابوریحان بیرونی (۲۸)

علم ہندسہ کے جلیل القدر ماہرین میں سے گذرا ہے چالیس سال تک ہندوستان میں تحصیل علوم کیلئے اندر مصروف رہا، اس قدر تصانیف اپنی یادگار چھوڑی ہیں کہ ایک اونٹ پر لادی جا سکتی ہیں۔ بیرونی کی یہ سعی قابل شکریہ ہے۔ قانون مسعودی سلطان مسعود بن محمود کے نام پر لکھی ہے یہ اس کی تصانیف میں سب سے زیادہ ممتاز ہے۔ شیخ ابوعلی سینا کے ساتھ بہت سے مناظرے اور مباحثے ہوئے ہیں علم منطق میں کچھ زیادہ دخل نہ تھا ع ہر کسے را بہر کارے ساختند۔ ابوریحاں کا وطن بیروں ان مقامات میں سے ہے جو آب

دہوا کی خوبی اور لطافت میں ضرب المثل ہے "موتی سیپی ہی میں ہوتا ہے"۔

اقوال (۱) تحقیق امر منازل القدر میں کہتا ہے۔ کسی چیز کی دشواری اور آسانی اعتباری چیزیں ہیں مختلف حالات کے اعتبار سے دشوار اور سہل کہا جاتا ہے چنانچہ ایک چیز بعض حالات کے اعتبار سے سہل ہوتی ہے اور وہی چیز دوسرے حالات کے اعتبار سے دشوار (۲) بادشاہوں کی شان اس سے بالاتر ہے کہ وہ لوگوں سے بدلہ اور انتقام لیں (۳) بادشاہ کو بہترین سیاست اور عمدہ انتظام کے سوا اور کسی چیز پر رشک نہ کرنا چاہیئے (۴) بادشاہ کو فقر و احتیاج کا خوف سب سے کم ہوتا ہے اور ہلاکت کا خوف و خطر سب سے زیادہ، لہذا اس کو بخل اور بزدلی ہرگز نہ برتنی چاہیئے کیونکہ جو مال و دولت اس کے پاس کم ہے وہ زیادہ نہ ہوگا اور جو زیادہ ہے وہ فنا نہ ہوگا (۵) محسن کے احسان کو احسان جتلانا تباہ کر دیتا ہے (۶) عقلمند وہ شخص ہے جو آج ایسا انتظام کرے کہ کل کے انتظام سے بے نیاز ہو جائے۔

(۲۷) حکیم ابو الحسن علی بن امیناس عوفی (۲۹)

تقسیم موجودات کے سلسلہ میں اس کا ایک بہترین رسالہ ہے اور بھی بہت سی عمدہ تصنیفیں ہیں۔

اقوال (۱) مرغ کا انڈا بہترین چیز ہے کیونکہ اس میں ہوا، آگ اور پانی کے اجزا بہت زیادہ اور مٹی کے اجزا بہت کم ہیں چنانچہ انڈے کی زردی طبیعت ہوا سے مناسبت رکھتی ہے۔ اور سفیدی پانی سے اسی وجہ سے مرغ اڑتا ہے اور چونکہ مٹی کا جزو بہت کم ہے اسی لئے قدرت نے اسے دانت داڑھ نہیں دئے سفیدی اور زردی بمنزلہ نطفہ اور خون کے ہے[1] اور مرغی کا انڈوں کو سینا قوتِ مولدہ کی اعانت کرتا ہے (۲) جو شخص صاحب خیر اور اخلاقِ حکماء سے آراستہ نہ ہو اس کے علم سے کسی کو بھلائی کی توقع نہ رکھنی چاہیئے (۳) لوگوں کے متعلق اچھے گمان کو اپنے دل میں جگہ دو (۴) اخلاق فاضلہ تمام بھلائیوں کا منبع ہیں اور کمینے اخلاق برائیوں کی جڑ بنیاد (۵) بات کہہ کر اسے واپس لینے سے خاموشی بہتر ہے جس طرح سمجھ کر کسی چیز کی جانب قدم اٹھانا، قدم اٹھا کر پھر پیچھے ہٹانے سے زیادہ دانشمندانہ فعل ہے۔ (۶) مشورہ کی بدولت بہت سی عقلیں ایک ہو جاتی ہیں۔[2] (۷) چھوٹی چیز کو حقیر نہ سمجھو وہ اپنی جگہ کارآمد ہوتی ہے اور بڑی چیز اپنی جگہ ضروری ہوتی ہے (۸) الفت اور عادت کا جو مقتضٰے ہے اور رائے عامہ کا جو فیصلہ ہے اس کے خلاف نہ کرو (۹) جس کو باتوں سے سزا دی جا سکتی ہے اسے کوڑے یا تلوار سے سزا دینے کی ضرورت

---

[1] یعنے سفیدی بمنزلہ منی کے بچہ کا مادۂ تخلیق ہے اور زردی مثل خون کے اس کی غذا ہے۔ [2] یہ چھ اقوال ابوریحان بیرونی کے ہیں یہاں غلطی سے درج ہو گئے۔

نہیں (۱۰) حکماء کے اخلاق کا مطالعہ اچھے طریقوں کو زندہ کرتا ہے اور بدعت کو فنا کر دیتا ہے (۱۱) نیک کام اور طریقے بھلائی اور حقانیت کی علامت ہیں (۱۲) آج کے لئے آج کا کام ہے اور کل کے لیے جو کل پیش آئے گا۔ (آج کا کام کل پر نہ چھوڑو)۔

(۲۸) ابو علی عیسیٰ بن زرعہ فیلسوف (۳۰)

بڑا فاضل حکیم اور کامل منطقی گذرا ہے اس نے ایک سالہ اس موضوع پر لکھا ہے کہ "فلسفہ پابندی شریعت کے لئے زبردست محرک اور سب سے بڑا داعی ہے"۔ اس رسالہ میں وہ لکھتا ہے (۱) جو شخص حکمت کے خلافِ شرع اور مضر ہونے پر یہ دلیل پیش کرے کہ حکمت خلاف شرع ہے اور ہر خلاف شرع چیز شریعت کے لئے مضر ہے لہذا حکمت شریعت کے لئے مضر ہے) وہ اس دلیل سے اپنے مدعا کو ثابت نہیں کر سکتا کیونکہ اس کے قیاس میں کبریٰ (دوسرا جزو) صحیح نہیں قیاس کی ترتیب اس طرح ہونی چاہیئے۔ حکمت خلافِ شرع ہے اور جو چیز کسی چیز کے مخالف ہے وہ اس کے لئے مضر ہے تب یہ نتیجہ نکل سکتا ہے کہ حکمت شریعت کے لئے مضر ہے لیکن اس صورت میں کبریٰ (دوسرا جزو) تسلیم نہیں دیکھئے شیرینی سفیدی کے مخالف ہے لیکن اس کے لئے مفسد نہیں صورت مادہ کے مخالف ہے مگر اس کے لئے مضر نہیں لہذا کبریٰ کلیہ صحیح نہیں اور جب کبریٰ کلیہ نہ ہوں تو قیاس کس طرح نتیجہ بخش ہو سکتا ہے (۲) منطق کا مفاد حق و باطل اور جھوٹ و سچ میں امتیاز پیدا کرنا ہے لہذا جو کوئی کہتا ہے کہ منطق میں حصہ لینے والا شریعت کی توہین کرتا ہے، وہ خود دراصل شریعت کی توہین کرتا ہے کیونکہ یہ ایسا ہی ہے جیسے کوئی کہے کہ شریعت بحث و تحقیق سے ثابت نہیں یا کسی کے پاس چند کھوٹے درہم ہوں اور وہ ماہر پرکھنے والے کو نہیں دکھاتا بلکہ ان ہی لوگوں کو دکھلاتا ہے جو پرکھنے کی قابلیت ہی نہیں رکھتے۔ لہذا جو شخص کہتا ہے کہ حکمت شریعت کے لئے تباہ کن ہے دراصل وہ خود شریعت پر طعن کرتا ہے نہ وہ منطقی جو حق و باطل میں امتیاز کرتا ہے (۳) جو شخص فلسفی پر توہینِ شریعت کا الزام اس لئے لگاتا ہے کہ وہ ہر چیز کی حقیقت اور باریکیوں سے بحث کرتا ہے اس کو حق نہیں کہ وہ کسی کو ملامت کرے۔ اس لئے کہ وہ خود شریعت کے متعلق یہ اعتقاد رکھتا ہے کہ بحث و نظر اس کے لئے تباہ کن ہیں لہذا وہ خود اس عقیدہ کی بناء پر سب سے پہلے مستحق ملامت ہے اس سے دریافت کرنا چاہیئے کہ تمہارا یہ عقیدہ کہ منطق شریعت کے لئے تباہ کن ہے یقین اور جزم پر مبنی ہے یا محض تخمینا اور گمان ہے اگر وہ کہے مجھے اس عقیدہ پر یقین کامل ہے تب تو وہ اپنے منہ سے شریعت کی توہین کرنے والا بن گیا اور اگر وہ کہے کہ یہ محض میرا خیال و گمان ہے تو خیال و گمان کبھی مفید نہیں ہوتے اور اگر وہ یہ کہے کہ یہ مشہور ہے سب کہتے ہیں تو اس کو بتلانا چاہیئے کہ ہر مشہور بات حق

نہیں ہوا کرتی اور اگر وہ کہے کہ شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام نے منع فرمایا ہے اور شریعت اس سے روکتی ہے گویا منطق شریعت کو نہیں تباہ کرتا بلکہ شریعت خود منطق کی تردید کرتی ہے تو ہم نے صاحب شریعت کے ارشادات اور افعال میں کوئی ایسی چیز نہیں پائی جو علم منطق کی تغلیط و تردید کرتی ہو۔ پھر یہ تبلاؤ کہ تم منطق اور اہل منطق پر جو الزام لگاتے ہو اگر یہ معرفت منطق کے بعد ہے اور تم ماہرین فن میں سے ہو اور پھر یہ دعوے کرتے ہو تو تم نے بھی اپنے علم منطق سے شریعت کو نقصان پہنچایا اور جو الزام دوسروں پر لگاتے تھے تم خود اس کے مرتکب ٹھہرے، اب تمہیں بتلانا چاہیئے کہ کس طرح شریعت منطق کی یا منطق شریعت کی تردید کرتا ہے اور اگر تم یہ گمان محض اور دوسروں کی تقلید میں کہتے ہو تو یہ بھی شریعت کے مخالف ہے۔ شریعت اندھی تقلید اور بدگمانی سے منع کرتی ہے۔ (۴۴) نبی کی صداقت معجزات سے ہی معلوم ہوتی ہے لہٰذا جو شخص حقیقت معجزہ سے واقف نہیں وہ نبی کی تصدیق بھی نہیں کرسکتا اور جو حقیقت معجزہ سے واقف ہے وہ حقیقت نبوت سے بھی واقف ہوگا اور ایک سطحی باتوں کی پیروی کرنے والے مقلد سے زیادہ حقیقت شناس اور بصیرت کے ساتھ نبی کی تصدیق کریگا! الغرض یہ رسالہ بہت اچھا اور بہت طویل ہے وقت و مقام اجازت نہیں دیتا ورنہ اس کو پورا نقل کرتے۔

اقوال

(۱) جو دوسروں کے حق میں برا خیال رکھتا ہے وہ خود اپنے حق میں برا خیال رکھتا ہے (۲) بدبخت وہ ہے جو اپنی عاقبت کو بھول جائے "اپنی کسی تصنیف میں ارسطو سے نقل کرتا ہے کہ کبھی کبھی میں جسم سے علیحدہ ہو کر اپنے نفس سے تخلیہ کرتا ہوں اس وقت میں اپنے آپ کو ایسا محسوس کرتا ہوں کہ میں ایک بغیر بدن کا جوہر مجرد ہوں اس وقت صرف میں اور میری ذات ہوتی ہے اور تمام چیزوں سے جدا ہوتا ہوں۔ اس وقت میں اپنی ذات میں ایسا حسن و جمال پاتا ہوں کہ حیران رہ جاتا ہوں مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ میں عالم اعلےٰ کا ایک فرد ہوں اور اپنے اندر ایک کارکن مؤثر قوت پاتا ہوں جسمانی تجرد کے اس مرتبہ پر پہونچ کر اب ذہنی ترقی کرتا ہوں اور اس عالم سے عالم لاہوت (عالم ذات وصفات الٰہیہ) میں پہنچتا ہوں وہاں مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ میں وہاں اُدھر لٹکا ہوا ہوں اُس وقت میں عالم عقول و مجردات سے بالاتر ہوتا ہوں وہاں مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا میں ایسے مقام کریم میں مقیم ہوں اور ایسا حسن و جمال مجھے نظر آتا ہے کہ زبانوں کو اس کے بیان کرنے کی اور کانوں کو سننے کی تاب و طاقت نہیں، جب یہ حالت بہت بڑھ جاتی ہے اور انوار و تجلیات مجھ پر غالب آجاتے ہیں تو میرے اندر اس کے برداشت کی تاب نہیں رہتی اور میں عالم ادراک مشاہدۂ جمال سے عالم نظر و فکر میں اُتر آتا ہوں اور اس نور کامل کو یہ حجاب فکر محجوب کر دیتا ہے۔ تو مجھے بڑا تعجب ہوتا ہے کہ میں اس عالم نورانی سے اس عالم میں کیسے آپڑا، اور حیرت ہوتی ہے کہ اس وقت کس طرح میرا نفس انوار و تجلیات سے پُر تھا اور اب بدن کے ساتھ ایسی پہلی حالت پر ہے۔

(۲۹) حکیم ابوالحسن بن سنان طبیب (۳۱)

بڑا حاذق طبیب اور فاضل حکیم گذرا ہے حکیم ابوالخیر مذکور الصدر کے مخلص دوستوں میں سے ہے۔

اقوال (۱) انسان کا بدن ایک مکان ہے اور حفظِ صحت اس کی عمارت ہے مکان بغیر بنیاد اور ستونوں کے نہیں رہ سکتا اسی طرح انسان کا بدن بھی بغیر حفظِ صحت کے نہیں رہ سکتا (۲) خواہشات نفس میں لطف ایک گھڑی کا ہے اور دُکھ ایک زمانہ کا (۳) اپنے عیوب کی تلاش میں ہمیشہ جدّ وجہد کرو تاکہ لوگ تمہارے عیوب کے تم سے زیادہ واقف نہ ہوں (۴) لوگوں میں عیوب ضرور ہیں لیکن انہیں چھپانا بہتر ہے (۵) تمام کاموں کی اصلاح پختہ اور صحیح رائے اور سخت جانفشانی پر منحصر ہے۔ (۶) بادشاہوں کا امتیازی نشان اور پیشانی کا چمکتا ہوا ستارہ علم اور علماء کی محبت، کمزوروں پر رحم اور عامۃ الناس کی بہتری کے لئے جدّ وجہد کرنا ہے (۷) جو شخص غیر ضروری کاموں پر دماغ سوزی کرتا ہے وہ ضروری کاموں کو نقصان پہونچاتا ہے۔

(۳۰) حکیم ابوالحسن بن ہارون الحرّانی (۳۲)

بڑا ماہر طبیب اور جلیل القدر حکیم گزرا ہے، علم ریاضی اور طب میں خاص طور سے دستگاہ رکھتا تھا،

اقوال (۱) درست رائے سلاطین کا زیور ہے (۲) مشورہ ایسے لوگوں سے کرنا چاہیئے جو واقف کار تجربہ کار، دلیر اور سخی ہوں کسی سے حسد نہ کرتے ہوں کیونکہ بزدل آدمی ڈر ڈر کے کام کریگا بخیل مقاصد عالیہ کے طلب کرنے میں کوتاہی کریگا، حریص ضروری سامان اور ذرائع مہیا کئے بغیر کام کرنا چاہے گا (۳) عقلمند مشیر اس طبیب حاذق کی مانند ہے جو مریض کا پسینہ قارورہ اور چہرہ کا رنگ دیکھتے ہی مریض کے مزاج اور طبیعت سے ایسا واقف ہو جاتا ہے کہ خود بیمار بھی اتنا واقف نہیں ہوتا اور اسی کے مطابق علاج کرتا ہے۔

(۳۱) عمّانی طبیب (۳۳)

حکیم ابوالخیر عمانی سے خوش تھا اور اس کی تعریف کی ہے کہ "عمّانی اپنے زمانہ کا جلیل القدر فاضل تھا اور بالخصوص اپنے فن طب کا بہت بڑا ماہر تھا"

اقوال (۱) انسان کو چاہیئے کہ اپنے دو محافظ مقرر کرے ایک آگے رہے اور ایک پیچھے۔ ایک عقل اور دوسرا خیر خواہ بھائی (۲) جو تمہاری ذات کے لئے مفید ہے وہ طلب کرو اگرچہ اس میں تمہاری بُرائی

نہ ہو اور جو دنیا و آخرت میں تمہارے لئے مضر ہے اگرچہ اس میں تمہاری بڑائی ہوا سے بالکل چھوڑ دو (۳) جو حکیم اپنے علاج میں اپنے اوپر اعتماد کریگا وہ کتنا ہی تجربہ کار اور ماہر فن کیوں نہو، خطرہ میں پڑ جائے گا اسی لئے مشورہ بہترین آلہ کار ہے۔

(۳۲) حکیم ابن سیّار طبیب (۳۴)

اپنے زمانہ کا بہت مشہور طبیب تھا جمیات (بخاروں) کے علاج میں خاص مہارت رکھتا تھا حکمت اور طب میں اس کی بہت سی تصانیف ہیں۔ منطق کے ندر بڑے ماہرین فن میں سے شمار ہوتا تھا

اقوال (۱) بڑے بڑے کارنامے زیادہ مددگاروں سے نہیں حاصل ہوتے ہاں اچھے مددگاروں سے میسر آتے ہیں (۲) اس دوست سے خدا کی پناہ جس کی باتیں اچھی ہوں اور عمل خراب (۳) جب تمہارے کسی دوست کو حکومت میسر آجائے تو سمجھ لو کہ اس کے اخلاق بدل گئے کیونکہ حکومت آنے کے بعد ہمیشہ اخلاق بدل جاتے ہیں (۴) جب خوبیاں زیادہ ہوتی ہیں تو برائیاں فنا ہو جاتی ہیں (۵) حکومت انسان کو بدزبان بنا دیتی ہے لہذا کسی حاکم کی گالیوں سے آزردہ خاطر نہ ہو (۶) حالات کی تبدیلی کو ہمیشہ یاد رکھو۔

(۳۳) ذبیان طبیب (۳۵)

معز الدولہ کا طبیب تھا۔ شابورخوست میں معز الدولہ پر فالج پڑا ذبیان نے اس کا بہترین علاج کیا آرام ہو گیا کامل صحت پانے کے تین سال بعد امیر سرسام حار میں مبتلا ہو گیا۔ نالائق طبیبوں نے کہا کہ ان گرم دواوں کا اثر ہے جن سے ذبیان نے فالج کا علاج کیا تھا معز الدولہ کے دل میں یہ بات بیٹھ گئی اور ذبیان سے ناراض ہو گیا۔ دربار میں کوئی انصاف پسند عالم نہ تھا غریب ذبیان تباہ و برباد ہو گیا۔ ابو الخیر نے کتاب محنت الاطبا میں اس واقعہ کا ذکر کیا ہے۔

اقوال (۱) جب دوسرے سے سوال کیا جائے تو تم جواب مت دو کیونکہ یہ سائل اور اس کے سوال دونوں کی توہین ہے (۲) ہر انسان کا ایک دوست ہے جس سے وہ مانوس ہوتا ہے لہذا ان میں تفریق کرانیکی طمع نہ کرو۔ (۳) جو شخص کسی کام کو بغیر واقفیت اور ذرائع بہم پہونچائے محض حرص اور لالچ میں آکر شروع کرے وہ دھوکا اور فریب میں مبتلا ہے (۴) جب مفید دوا سے بھی مرض پیدا ہو جائے، تو تجربہ کار طبیب بھی اس کے علاج سے عاجز ہو جاتا ہے (۵) جو کوئی بادشاہ کی مصاحبی میں پھنس جائے اسے ایک ساعت میں اس قدر خوف و ہراس اور محنت و مشقت برداشت کرنی پڑتی ہے کہ دوسرا آدمی کو زمانہ دراز

میں بھی نہیں برداشت کرتا۔

(۳۴) ابوسلیمان محمد بن طاہر سجستانی (۳۶)

کتاب صوان الحکمت کا مصنف ہے منطق میں اس کی بہت سی کتابیں ہیں رسالہ فی اختصاص طرق الفضائل اور رسالہ فی المحرک الاول بھی اسی کی تصانیف ہیں۔

اقوال (۱) حاسد سے نفع کی امید نہ رکھنی چاہیئے اس شخص سے کیا بھلائی کی امید ہو سکتی ہے جس کی مضرت سے اس کے اپنے قرابت دار بھی محفوظ نہ ہوں (۲) شرفا کا فضل وکمال تمام عالم کے لئے زینت ہے، (۳) علم کی زبان سب سے زیادہ فصیح ہوتی ہے (۴) علم کی یہ بہت بڑی خوبی ہے کہ جو علم سے ناآشنا ہیں وہ اس پر فخر کرتے ہیں اور جہالت کی یہ کس قدر ذلت ہے کہ جو خود جاہل ہیں وہ بھی اس سے نفرت کرتے ہیں (۵) نفس اور طبیعت ترازو کے دو پلّے ہیں جن میں انسان تولا جاتا ہے (۶) برائی پر قائم رہنا اور اس سے بچنے کی آرزو کرتے رہنا اور بھی زیادہ برا ہے (۷) حواس خمسہ جھوٹے ہیں مگر جب کہ عدل ورضا ان کی تائید کریں (۸) کوشش کرو کہ اچھا کام نہ کرو نہ یہ کہ اچھی باتیں کرو (۹) اپنے سے بڑے سے مت الجھو اور جو بات نہ جانتے ہو وہ مت کہو (۱۰) تحصیل منفعت میں بڑی چیز کو بھی حقیر سمجھو اور دفع مضرت میں حقیر چیز کو بھی بڑا سمجھو (۱۱) اپنے چھوٹوں کو وہی دو جو تم اپنے بڑوں سے لینا چاہتے ہو (۱۲) نیک لوگوں کے کارناموں اور ان کے طریقوں پر غور کرنا عقل کے لئے نور ہے (۱۳) جو ہاتھ سے جاتا ہے اس پر ناامیدوں کی طرح غم مت کرو اور جو تمہارے پاس ہے اس پر مغروروں کی طرح مت اکڑو۔

(۳۵) ابوحامد احمد بن اسحاق الاسفزاری (۳۷)

بڑا پرہیزگار حکیم اور یکتائے روزگار فلسفی تھا ریاضی اور معقولات پر اس کی تصانیف ہیں کلام پختہ اور صاف ہر قسم کی کدورت اور کمزوری سے خالی ہوتا ہے۔

اقوال (۱) جس چیز پر انسان کو سب سے زیادہ صبر کرنا چاہیئے وہ وہ چیز ہے جس میں تبدیلی نہیں ہو سکتی (۲) جو تم کرنا پسند نہیں کرتے اس کو دل میں بھی نہ لاؤ (۳) بیکار باتیں کرنے کی بجائے بے فائدہ پتھر پھینکا کرو یہ اچھا ہے (۴) خدا کا علم مختصر بیان سے ہوتا ہے لہٰذا زیادہ لمبی لمبی تقریریں لاعلمی کی دلیل ہیں (۵) دوسروں کے حق میں برائی کا خیال مضمر رکھنا خود اپنے ساتھ برائی کرنے اور اپنی زندگی خراب کرنے کے مرادف ہے (۶) خشوع وخضوع کے ساتھ نماز پڑھنا اور عبادات بجالانا خدائے تعالےٰ کی معرفت کی علامت ہے۔

(۷) جو مظلوم ظلم نہ کرے وہ مستجاب الدعوات ہے (۸) بڑی تہی دامنی ہے کہ انسان آزاد ہو کر بری عادت کا فرماں بردار غلام ہو (۹) بے کار باتیں نہ کرو وقت اور مقام کا جو اقتضا ہے وہ کرو (۱۰) ہنسی خوشی میں حد سے زیادہ تجاوز نہ کرو کہ حماقت کی دلیل ہے جیسا کہ کم باتیں کرنا نخوت و غرور کی علامت ہے۔

(۳۶) ابوالوفا بوزجانی (۳۸)

ریاضی اور حساب میں بہت بلند پایہ اور رفیع المقام ہے اس کی رفعت مقام پر اس کی تصانیف خاص طور پر کتاب المنازل اور زیج شاہد عدل ہیں دنیا کی آلودگیوں سے پاکدامن اور قناعت پیشہ حکیم تھا۔

اقوال (۱) جس زندگی میں صحت و عافیت نہ ہو اس میں کوئی بھلائی متصور نہیں ہو سکتی (۲) معلم کی توہین بدترین بدتہذیبی ہے (۳) جو آدمی تمہاری باتوں کو غنیمت نہ سمجھے اس سے سوائے ضرورت کے بات نہ کرو۔ (۴) اگر دوسرے لوگ گفتگو میں تم سے بڑھ جائیں تو بڑھ جائیں لیکن خاموشی میں نہ بڑھیں۔ (۵) اگر تم حماقت کو برا سمجھتے ہو تو اپنے عمل سے ثابت کرو اس طرح کہ حماقت کا بدلہ حماقت سے نہ دو۔ (۶) جیسا کوئی شخص ہو اس سے ویسے ہی پیش آؤ کیونکہ اگر تم جاہل سے عالمانہ انداز میں اور ایک لاابالی مسخرے سے سنجیدگی کے انداز میں پیش آؤ گے تو تم اس کے لئے اذیت کا باعث بنو گے حالانکہ تمہیں اسے ستانے کی ضرورت نہیں۔

(۳۷) بطلیموس ثانی حکیم ابو علی بن الہیثم (۳۹)

ریاضی اور معقولات میں دوسرا بطلیموس تھا اس کی تصانیف شمار سے زائد ہیں علم اخلاق میں ایک نہایت عمدہ بے مثل رسالہ ہے علم الحیل میں بھی اس نے ایک کتاب تصنیف کی ہے اور اس میں دریائے نیل کے اتار کے وقت کھیتوں میں اس کا پانی پہنچانے کی تدبیر بیان کی اور کتاب لے کر قاہرہ گیا اور ایک سرائے میں جا کر اترا ہی تھا کہ اس کو اتنے میں معلوم ہوا کہ وزیر مصر جس کو حاکم مصر کہتے ہیں دروازہ سرائے پر کھڑا بلا رہا ہے ابو علی کتاب لے کر پہنچا۔ ابو علی پست قامت تھا اور حاکم مصر ایک آراستہ پیراستہ گدھے پر سوار تھا سرائے کے دروازہ کے پاس ایک چبوترہ تھا ابو علی اس پر کھڑا ہو گیا اور حاکم کے ہاتھ میں کتاب دی اسی حالت میں اس نے کتاب کا مطالعہ کیا اور بگڑ کر کہا کہ یہ تدبیر غلط ہے کیونکہ اس پر اتنا خرچ آئے گا، کہ کھیتوں سے اتنی پیداوار نہ ہو گی اور جس چبوترہ پر ابو علی کھڑا تھا اس کو ڈھانے کا حکم دیا اور چلا گیا ابو علی کو اپنی جان کا خطرہ ہوا، لہذا راتوں رات مصر سے بھاگا اور شام کے ایک امیر کے پاس پہنچا، امیر نے بہت کچھ زر و جواہر انعام میں دیا اور وظیفہ مقرر کر دیا، ابو علی نے

کہا ایک دن کا خرچ اور ایک لونڈی اور ایک غلام میرے لئے کافی ہیں جو اس سے زائد ہے اگر اسے جمع کرتا ہوں تو تیرا خزانچی اور نوکر ٹھہرتا ہوں اور اگر خرچ کرتا ہوں تو تیرے مال کو ضائع کرنے والا بنتا ہوں اور اگر ان میں سے کسی ایک کام کو بھی انجام دوں تو میرا کام اور علمی خدمت کون انجام دے گا چنانچہ اس کے بعد صرف بقدر ضرورت خرچ لیا اور متوسط درجہ کا لباس قبول کیا ہمنان کے امراء میں سے ایک شخص جس کا نام سرخاب تھا ابوعلی کے پاس پڑھنے کے لئے آیا ابوعلی نے کہا "سو دینا ماہوار فیس لوں گا۔" امیر نے منظور کر لیا تین سال تک ابوعلی کے پاس رہا جب واپس جانے لگا تو ابوعلی نے کہا "جو مال تم نے مجھے اس عرصہ میں دیا ہے وطن پہونچنے پر میری نسبت تم اس کے زیادہ محتاج ہو، میرا منشا صرف تمہاری آزمائش تھا جب مجھے معلوم ہو گیا کہ تمہارے نزدیک علم کی قدر و قیمت مال سے زیادہ ہے تب تمہاری تعلیم و تربیت میں میں نے پوری کوشش اور تن دہی سے کام لیا، یاد رکھو! کہ بھلائی کرنے میں کس قسم کی اُجرت، ہدیہ اور رشوت لینا جائز نہیں

حکیم ابوعلی بن ہیثم بڑا متقی پرہیزگار، عبادت گذار اور پابند شرع شخص تھا۔ احکام شریعت کا احترام کرتا تھا اپنے ایک رسالہ میں بیان کرتا ہے کہ ہمیں عالم سفلی میں بعض کیفیات اور تاثیرات آسمان کی حرکات کے مناسب اور ان سے وابستہ معلوم ہوتی ہیں لہذا اسی طرح اگر ان کے علاوہ کچھ اور حالات و تاثیرات بھی ہم ان کے ساتھ مربوط اور موزوں خیال کریں تو اس میں کوئی مانع نہیں کیونکہ اب تک کوئی دلیل اس پر قائم نہیں ہوئی کہ ان تاثیرات کے علاوہ اور تاثیرات ان حرکات سے وابستہ نہیں۔ یہ رسالہ ابوعلی کی آخری تصنیف ہے۔

ابوعلی اتفاق سے دموی[1] اسہال میں مبتلا ہو گیا جہاں کوئی قابض چیز مثلاً رُبّ سفرجلی یا قرص طباشیر وغیرہ دستوں کو روکنے کے لئے استعمال کرتا خشکی مزاج پر غالب آجاتی، قے کر دیتا، جب زندگی سے مایوس ہو گیا تو کہا "افسوس میری موت سے علم ہندسہ اور علم طب و معالجات برباد ہو گئے اور اب صرف پروردگار کو جان سونپنا رہ گیا ہے" ایک ہفتہ تک اسہال کی تکلیف برداشت کرنے کے بعد رو بقبلہ ہو کر بیٹھا اور کہا "اے پروردگار! تیری ہی جانب مرجع اور ٹھکانا ہے۔ اے پروردگار تیرے اوپر ہی میں توکل کرتا ہوں۔ اور تیری ہی جانب لوٹتا ہوں" اور اس کے بعد وفات پائی۔ (سبحان اللہ)

اقوال (۱) جان پہچان والوں پر احسان کرو مستعد اور قابل لوگوں کو تعلیم دو لیکن دین اور آبرو سے بچاؤ (۲) اگر کسی شخص کی کوئی اچھی بات تمہیں معلوم ہو تو اسے اپنا مت بناؤ اور صرف

---

[1] خون کے دست ۱۲۔

فائدہ حاصل کرنے پر اکتفا کرو کیونکہ بیٹا باپ ہی کا ہو کر رہتا ہے اور بات والے کی۔
اگر تم دوسروں کی اچھی باتوں کو اپنی جانب منسوب کروگے تو دوسرے اپنی بری باتیں تمہاری جانب منسوب کریں گے (۳) انسان کی فطرت ہے کہ جس سے قریب... ہوتا ہے اس سے دور رہنا چاہتا ہے اور جس سے دور ہوتا ہے اس سے قریب ہونا چاہتا ہے (۴) حکما کی نصیحتیں خواہ کتنی ہی تھوڑی ہوں ان کا فائدہ بہت زیادہ ہوتا ہے۔

(۳۸) ابو سہل کوہی (۴۰)

اول اول.... بازار میں شیشہ بازی کیا کرتا تھا آخر توفیق الٰہی نے ہاتھ پکڑا اور خواص حکما میں شامل کر دیا علم حیل، علم جر اثقال، متحرک کروں کے علم اور اسی قسم کے دوسرے فنون اور ان کی باریکیوں میں خاص خاص تحقیقات اور نکات کا مالک اور یکتائے روزگار تھا، بڑھاپے میں علم ادب حاصل کیا، اور اس فن میں کتابیں لکھیں زمانہ بھر کے شائقین اس کے انوار و کمالات علمیہ سے فائدہ حاصل کرتے آتے تھے، فضائل و کمالات باطنی کی اس فراوانی کے ساتھ ہی حسن و جمال ظاہری کی دولت سے بھی ایسا مالا مال تھا کہ آنکھیں اس کے مطالعۂ جمال سے روشن ہوتی تھیں۔

اقوال[1] اگر کوئی خطا کار تم سے اپنے قصور کی معذرت کرے تو اس کا عذر خندہ پیشانی اور خوش اخلاقی کے ساتھ قبول کر لو الا یہ کہ اس سے دور رہنے میں ہر مصیبت سے چھٹکارا ہو اور اس کے قریب میں بلا کا سامنا کیونکہ ایسے آدمی سے خندہ پیشانی کے ساتھ عذر قبول کرنا اپنی زندگی کو تباہ و برباد کرنا اور خوش نصیبی وانبساط خاطر سے جنگ کرنے کے مرادف ہے (۲) جنگجو دشمن کے مقابلہ پر تمہارا ہتھیار یہ ہے کہ جو کام تم کرو اس کی حقانیت اور خوبی پر تم دلیل و برہان پیش کر سکو (۳) جو کوئی عافیت پسند ہے اس کو چاہیئے کہ اپنی اس عافیت پسندی کو دشمنوں پر ظاہر نہ ہونے دے ورنہ وہ ایذا رسانی اور تکلیف دہی میں اور بھی دلیر ہو جائیں گے۔

(۳۹) حکیم ابو محمد عدلی قائنی (۴۱)

زیج عدلی کا بانی ہے، علم ہندسہ و نجوم میں بے مثل اور یکتائے روزگار تھا اسی طرح علم طب اور ادب میں بھی بہت بڑا ماہر اور فخر زمانہ تھا لیکن علم منطق و کلام میں کچھ دخل نہ تھا علم ہندسہ و نجوم میں بہت سی

---

[1] ان اقوال کو تتمہ میں مجملاً بیان کیا ہے ۱۲۔

تصانیف ہیں مثلاً زیج عدلی۔ علم مساحت میں ایک کتاب، جبر و مقابلہ میں ایک کتاب، زیج بتانی کو بھی اس نے بہترین اسلوب پر ترتیب دیا اور اس میں اس نے زیج ارجانی سے مدد لی تھی۔

اقوال (۱) استر کاری کرنے والا تعمیر کرنے والے کے برابر نہیں ہو سکتا اور معمار (مہندس) (انجنیر) کے مرتبہ کو نہیں پہونچ سکتا چنانچہ "بطلیموس" اس فن کا مہندس تھا، اور "بتانی" معمار اور میں استر کاری کرنے والا ہوں (۲) سلسلۂ کلام شروع کرنے کے بعد اسے منقطع کر دینا حماقت ہے اور حماقت رذالت ہے۔

(۴۰) ابن علم شریف بغدادی (۴۲)

بغداد میں پیدا ہوا اور پرورش پائی بہت عالی نسب تھا حضرت جعفر طیارؓ کی اولاد میں سے تھا مزاج میں کچھ ہلکا پن تھا ادارت اتمام مہندس متفق ہیں کہ مریخ کی تقویم سب سے زیادہ درست اور صحیح اسی کی زیج سے ہوتی ہے لیکن اس نے اپنی زیج ایک مرتبہ پانی میں ڈال دی اور اس کے بعد صرف ایک ناقابل اعتماد نسخہ دستیاب ہوا۔ علم ہندسہ میں زبردست دستگاہ رکھتا تھا کہ موسیقی میں "قانون فیثاغورث" کا بہت اچھا عالم تھا۔ اگرچہ اس کے اخلاق و عادات پاگلوں کے سے تھے لیکن ع "گاہ باشد کہ کودک ناداں" کے طور پر چند اقوال اس کے منقول ہیں جو علم و دانش کی روح اور جان ہیں۔

اقوال (۱) یا تو شہریاروں کا ہم نشین بن اور عیش کر اور یا راہ روان طریقت کے ساتھ سالک بن اور دنیا سے بے تعلق ہو جا" بہت ٹھوس مقولہ ہے۔

(۴۱) ابو الحسن کوشیار بن لبان بن باشہری گیلی (۴۳)

وہ مجسم علم ہندسہ تھا اور اس فن پر پورے طور سے حاوی بلکہ اپنے عہد کا صاحب قران تھا۔ اس کی تصانیف مثلاً زیج بالغ، زیج جامع اور مجملی نجوم میں اور مکمل "علم اصطرلاب" میں اس کی تعریف و توصیف اور علم ہندسہ میں یکتائے روزگار ہونے پر بہترین گواہ ہیں بعض مہندسین نے "تقویم مریخ" میں اس سے اختلاف کیا تو اس نے ایک نقشہ بنایا اور "اصلاح تقویم مریخ" اس کا نام رکھا (ت)

اقوال (۱) ایک چیز کے جب دو آدمی طالب ہوں تو جو خوش نصیب ہے وہ لے گا۔ (۲) جو اپنے عیوب سے واقف نہیں وہ اپنا خیر خواہ نہیں۔

(۴۲) محمد بن ایوب طبری (۴۴)

اس کی ایک زیج ہے اور علم نجوم میں کچھ مثالیں ہیں علمی فضائل کے ساتھ ساتھ دولت و ثروت کا بھی مالک تھا رےؔ کے کسی بزرگ کے پاس اس نے ایک خط لکھا ہے اس میں لکھا ہے "صبر اور جوان مردی کمزوری کو توانائی سے اور دشواری کو آسانی سے تبدیل کر دیتی ہیں اور انسان کو ہر مقصد میں کامیاب و محنت و مشقت سے سبکدوش بنا دیتی ہیں۔

(۴۳) ابوالصقر عبدالعزیز بن عثمان قبیصی ہاشمی (۴۵)

علم نجوم میں اس کی کتاب مدخل سے زیادہ بہتر اور قابل اعتماد کوئی کتاب اب تک تصنیف نہیں ہوئی مدخل کا مرتبہ کتب نجوم میں ہی ہے جو عربی دیوانوں میں دیوان حماسہ کا ہے۔

اقوال اس شخص کی دوستی پر اعتماد کرو جو تمہیں صرف تمہارے کمالات نفسانی یعنی علم و حکمت اور اخلاق جمیلہ کی وجہ سے دوست رکھتا ہے کیونکہ جس طرح یہ تمہارے فضائل تم سے جدا نہ ہوں گے اور ہمیشہ ساتھ رہیں گے اسی طرح اس کی دوستی بھی برقرار رہے گی اور زائل نہ ہوگی (۲) جو شخص دنیاوی سامان آرائش کو اسی طرح بچشم حقارت دیکھے گا جیسا کہ وہ فی الواقع حقیر و ذلیل ہیں اور اس کا نفس قدوسیت کی موجوں میں مستغرق ہونے کی وجہ سے اس تاریک دنیا کے گڑھے کی جانب دیکھنے سے بالاتر ہوگا وہی شخص دنیا والوں کی نظروں میں باوقار اور بارعب ہوگا (۳) جاہل کی طرح عالم بنو اور خاموش کی طرح گویا یعنی اپنے علم پر اس قدر رکھتے رہو جیسے جاہل اپنے جہل میں اور گفتگو میں اس قدر کم سخن بنو جیسے خاموش، (۴) جس کی نظروں میں دنیا حقیر ہوگی وہی لوگوں کی نظروں میں وقیع ہوگا فن نجوم میں اس کی بہت سی تصانیف ہیں احکام نجوم کی تردید میں عیسیٰ بن علی کا ایک رسالہ ہے اس کی اس نے تردید کی ہے۔

(۴۴) حکیم ادیب ابوالفرج علی بن الحسین (۴۶)

بڑے بڑے فضلا جہاں علم و فضل اور زہد و اتقا میں اس کو عظمت کی نظر سے دیکھتے تھے۔ اس کی باریک بین نکتہ رس عقل و دانش سے استفادہ کرتے تھے فضل و کمال کی اس وسعت اور کثرت کے ساتھ ہی علوم حقیقیہ میں بھی کافی دخل رکھتا تھا حکیم ابوالخیر الحسن بن سوار سے استفادہ علمی کرتا تھا اس کی ایک کتاب امتزاج الحکمت

لے ان اقوال کو تتمہ میں باختصار نقل کیا ہے ۱۲ ؂ یہ تعریفی کلمے تتمہ میں نہیں ہیں۔

ہے۔ علم طب کے فوائد میں بھی ایک کتاب لکھی ہے جس کا نام مفتاح ہے۔ رسالہ مشوقہ۔ کتاب النفس اور دیگر رسائل اور ایک دیوان بھی اس کی تصنیف ہیں اس کے علاوہ اور بھی تصانیف ہیں۔

واقعات

(۱) کتاب المفتاح میں بیان کرتا ہے کہ ہمارے پڑوس میں ایک متکلم رہتا تھا علم طب کا قائل نہ تھا ایک کتاب بھی طب کی تردید میں لکھی تھی اپنے شاگردوں کو اطبا سے مناظرہ اور مقابلہ کرنے کے لئے بھیجا کرتا تھا آخر ایک روز اس کے سر میں سخت درد ہوا حکیم ابوالخیر کے پاس اس نے قارورہ بھیجا ابوالخیر نے اس کے فرستادہ آدمی سے کہلا بھیجا کہ "جو کتاب تم نے علم طب کی تردید میں لکھی ہے اس کو سر کے نیچے رکھ کر سو جاؤ تمہیں طب اور طبیب کی ضرورت نہیں" اور کوئی طبیب اس کے علاج کے لئے تیار نہ ہوا آخر اس نے اپنی غلطی کا اعتراف کیا کتاب کے پُرزے پرزے کر دئے اور اس قسم کی حرکات سے توبہ کی پھر ہم نے اس کا علاج کیا اور خدا کے فضل و کرم سے آرام ہو گیا۔

ایک روز حکیم ابوالفرج نے اس متکلم (مولانا) سے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ علم دو قسم کے ہیں، ایک علم الابدان اور ایک علم الادیان، علمِ اجسام کو مقدم رکھا کیونکہ اللہ تعالےٰ کی عبادت اور پرستش فرض ہے اور عبادت اسی وقت ہو سکتی ہے کہ جسم تندرست ہو اور عقل ٹھکانے۔ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں کہ "بیمار کے لئے کوئی دشواری نہیں"۔ ایک دوسرے مقام پر فرماتے ہیں کہ "اگر تم مریض ہو یا مسافر تو (بجائے وضو کے تیمم کر لو" ایک اور جگہ پر فرماتے ہیں کہ "جو کوئی بیمار ہو یا سر میں کوئی تکلیف ہو"۔ اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معالجات مشہور و معروف ہیں جن کو کسی طبیب نے ایک کتاب میں جمع بھی کیا ہے (کیا اس کے بعد بھی تم طب کو غلط اور بُرا سمجھتے ہو) جب مولانا نے میری یہ تقریر سنی تو اپنے عقیدہ سے توبہ کی۔

(۲) ایک اور متکلم ہمارے پڑوس میں رہتا تھا اس کو خناق (انجیر) کا مرض ہو گیا میں اس کی عیادت کے لئے گیا اس نے کہا اس مرض میں از روئے طب کون کون سی چیزیں مفید ہیں؟ میں نے کہا آش جو نیم گرم، آب انارین، رُب توت، سرکہ جوز، آب ہندبا، شیر فلوس خیار شنبر پیو، قیفال کی فصد کراؤ۔ اس نے کہا "اور مضر کیا کیا چیزیں ہیں" میں نے کہا "ہر گرم چیز تمہارے لئے مضر ہے"۔ اس نے کہا "عمدہ شہد اور کھجوروں کا حلوہ کیسا ہے؟" میں نے کہا: "خدا کی پناہ! موت کا سامان ہے"۔ تو اپنے شاگردوں سے کہنے لگا کہ میں ہمیشہ عقیدۃً بھی اور عملاً بھی اطبا کی رائے کے مخالف رہا ہوں اور آئندہ بھی رہوں گا اگر میں اپنے عقیدے کے خلاف دل دوں کسی حکیم کی پیروی کروں تو خدا مجھے نہ بخشے۔ یہ سن کر میں اس کے پاس سے چلا آیا اس کے بعد اس نے شہد اور کھجوروں کا حلوہ کھایا اور اسی وقت مر گیا۔

علم طب کی فضیلت اور فوائد کے بارے میں ابوالفرج کی کتاب مفتاح سے بہتر اور کوئی کتاب میں نے نہیں دیکھی ابوالفرج "سیدۃ" کے دیروں میں سے تھا۔

اقوال اپنی عزت اپنے ہاتھ ہے (۲) علم و دانش کی قدر کرو، دنیا کو بچشم حقارت دیکھو، خواہشات کے تسلط سے نکلو، دل لگی مذاق میں سست اور اہم کاموں میں چست رہو خیال رکھو کہ جس فعل پر کوئی شخص معذور ہو سکتا ہے اس پر اسے ملامت مت کرو (تتمہ) جس فعل کے کرنے سے تمہیں خود معذرت کرنی پڑے اس پر دوسرے کو ملامت نہ کرو (درۃ) شکایت صرف اس شخص سے کرو جس کا کوئی فائدہ تم سے متعلق ہے (جس کی وقعت تمہارے دل میں ہے۔ درۃ) تاکہ (اس پر عمل کر کے) تم کامل دانشمند بن جاؤ (۳) عقلمند اپنی بساط سے زیادہ بوجھ نہیں اٹھاتا اور جو حاصل نہ ہو سکے اس کی کوشش نہیں کرتا اور بیکار کاموں کی طرف نظر نہیں اٹھاتا جتنا کماتا ہے اتنا ہی خرچ کرتا ہے اور کسی شخص سے اسی قدر بدلے کا متوقع رہتا ہے جتنی اس میں طاقت ہے (اگر کسی شخص سے احسان کے بدلہ کی توقع رکھتا ہے تو اسی قدر جتنی اس کی بساط ہے۔ تتمہ)

(۴۵) حکیم ابو سہل مسیحی (۴۷)

حقائق حکمت اور نکات علمیہ پر کامل عبور رکھنے کے باوجود طب میں خاص طور سے شغف تھا۔ اس فن میں اس کی بہت سی مفید تصانیف ہیں، گورگان میں پیدا ہوا بغداد میں تعلیم و تربیت پائی خوارزم شاہ بن مامون بن محمد نے اسے اپنے ہاں رکھ لیا تھا۔ علم تعبیر رویا میں ایک بے نظیر عمدہ کتاب خوارزم شاہ کے خزانہ علمیہ کے لئے تصنیف کی نصرانی مذہب تھا مگر نصرانیوں کی طرح گرجا میں نہیں جاتا تھا بلکہ گھر پر ہی عبادت کر لیا کرتا تھا۔

اقوال (۱) جس شخص کا حسب نسب کو تقویت پہونچائے اور سخاوت بزرگیوں کو سہارا دے اور دلاوری عزت کی اعانت کرے وہ سب سے زیادہ شریف ہے (۲) عقلمند سے ہر حال میں بھلائی کی توقع رکھنی چاہیئے اور جاہل سے ہر حال میں ...... ڈرنا چاہیئے۔

(۳) دانشمند حتی الامکان خود کو عوام کے اختلاط سے دور رکھنا چاہتا ہے (۴) بے عقل اور بے علم انسان ایک بے جان مورت ہے۔ ابو سہل نے علم النفس میں ایک کتاب لکھی اور پھر خود ہی فارسی میں اس کا ترجمہ کیا اس میں کہتا ہے، جو شخص اپنے موجودہ سامان زندگی پر مطمئن نہیں وہ دوسروں کا مال پالینے کے بعد بھی مطمئن نہ ہوگا کیونکہ انسان کی فطرت کبھی سیر نہیں ہوتی، وہ کہتا ہے: مسیح کے حکم سے کیسے سرتابی کروں دراں حالیکہ مسجد اقصی میں "کنیسہ قیامہ" کے اندر آگ اتر رہی ہے" اس آگ کا واقعہ یہ ہے کہ ماہ نیسان (ایسٹر کے دن) کے ایک پہلے پندرہویں شب کو جس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ پاک نے آسمان کی جانب اٹھا لیا تھا ہر سال سب کے سامنے آسمان سے ایک آگ اترتی ہے کنیسہ قیامہ کی تمام قندیلیں خود بخود روشن ہو جاتی ہیں حالانکہ نہ چھت میں کوئی

روشندان ہے نہ کھڑکی بلکہ آگ چھت میں سے گزر کر آتی ہے اور قندیلوں اور شعلوں کو روشن کر دیتی ہے اور چھت کی ایک لکڑی بھی نہیں جلتی صبح ہوتے ہی بجھ جاتی ہے ابو ذکریا یحییٰ بن عدی ابو نصر فارابی کے شاگرد نے اس آگ کے متعلق ایک کتاب لکھی ہے اور اس کے اسباب طبیعہ سے بحث کی ہے (ت)

(۴۶) ابو ذکریا یحییٰ بن عدی (۴۸)

بڑا فاضل حکیم اور جلیل القدر فاضل فلاسفر تھا، فارابی کے شاگردوں میں اس سے بڑھ کر اور کوئی نہیں ہوا، اس کی بہت سی تصانیف ہیں ارسطو کی کتابوں کی شرح کی ہے اور ابو نصر فارابی کی تصانیف کا خلاصہ کیا ہے

اقوال (۱) دانشمند انسان عقلمندوں کے پاس باوجود خستہ حالی اور تنگدستی کے زیادہ خوش رہتا ہے بنسبت اس کے کہ بیوقوفوں کے پاس رہے اور خوشحال رہے (۲) دانشمند... اس بلند مرتبہ پر کبھی فریفتہ نہیں ہوتا جو اگرچہ آسان ہو مگر اس کا نشیب سخت اور خطرناک ہو (۳) جو شخص حق اور باطل میں تمیز نہ کر سکا اس نے حق کو پہچانا بھی نہیں۔

(۴۷) فیلسوف بہنیار حکیم (۴۹)

ابو علی بن سینا کا خاص شاگرد، مجوسی مذہب، آذربائیجان کا باشندہ تھا، عربی نہیں جانتا تھا۔ ابو علی کی کتاب المباحث اسی بہن یار کے سوالات کا مجموعہ ہے یہ ابو علی سے دشوار مسائل باریک نکتے دقیق مضامین اکثر دریافت کرتا رہتا تھا اس کی تصانیف کتاب الزینیہ اور کتاب التحصیل منطق میں اور کتاب البہجۃ والسعادۃ اور ایک کتاب فن موسیقی میں اور بہت سے رسائل ہیں (جن میں سے تین اب بھی کتب خانہ رام پور میں موجود ہیں)

اقوال (۱) مال محروس ہے اور عقل اس کی پاسبان (۲) عقل سفر میں مونس و ہمدم ہوتی ہے (۳) جب کوئی فکر پیش آئے تو دانشمندی سے غم کو دور کر دو اور عقل کو اس کی تدبیر اور گلو خلاصی کے لئے رہنے دو۔ (۴) سچ عقلمندوں کا محبوب ہے (۵) عقلی لذت وہ شفا ہے جس کے بعد انسان بیمار نہیں ہوتا وہ تندرستی ہے جس کے بعد انسان مریض نہیں ہوتا، (۶) جس شخص نے علوم حقیقت تو حاصل کئے مگر حکما کے سے اخلاق نہ اختیار کئے وہ درحقیقت ان علوم کی حقیقت سے جاہل ہے (۷) انوار حکمت واقعی حکیم پر اسی طرح نمودار ہوتے ہیں جس طرح چمن میں آثار بہار (۸) جو حکیم ضرورت سے زیادہ مال طلب کرتا ہے وہ حکمت جانتا ہے لیکن اس کے ذائقہ سے ناآشنا ہے (۹) جو حادثہ پیش آ چکا اس کا غم نہ کرو بلکہ اس کے ازالہ کی کوشش کرو اور جو ابھی پیش نہیں آیا اس سے بچو اور غم نہ کرو اور یقین رکھو کہ جو قسمت میں ہے وہ ہو کر رہے گا ۵۰۳ھ ہجری میں ابو علی سے تیس سال بعد

بہمنیار نے وفات پائی۔

(۴۸) حکیم ابومنصور حسین بن طاہر بن زیلہ (۵۰)

اصفہانی النسل ہے اور اصفہان میں ہی پیدا ہوا، ابوعلی کے مخصوص شاگردوں میں سے ہے بعض لوگ کہتے ہیں کہ مجوسی تھا مگر مجھے پورے طور پر تحقیق نہیں، ریاضی کا عالم اور موسیقی میں یکتائے روزگار تھا۔ طبعیاتِ شفا کا خلاصہ اس نے لکھا فن موسیقی میں ایک کتاب لکھی رسالہ حی بن یقظان کی شرح لکھی اس میں لکھتا ہے۔ حیّ سے مراد نفس کلی (ساتویں آسمان کا نفس) ہے اور یقظان سے عقل مراد ہے اس لئے کہ عقل بنسبت سونے والے کے بیدار سے زیادہ مشابہ ہے اور عقل کا فیضان بھی نفس ہی پر ہوتا ہے" اس رسالہ میں شیخ نے سلسلہ موجودات کو بالترتیب بیان کیا ہے نفس کے متعلق بھی اس کی کتاب ہے اور کچھ رسائل بھی ہیں، اس کی عمر بہت کم ہوئی شیخ ابوعلی کے بعد بارہ سال سے زائد زندہ نہیں رہا ۴۴۰ھ ہجری میں وفات پائی، عربی علوم کا بہت بڑا ماہر تھا حساب کی جانچ پڑتال کا فن بھی خوب جانتا تھا۔

اقوال (۱) آنے والے امور کا فکر نہ کرو کیونکہ نہیں معلوم تمہیں ان کی مضرت پہونچے گی یا نہیں۔ (۲) تمہارے دشمن جب آپس میں ایک دوسرے سے برسرِ پیکار رہوں تو تم مطمئن رہو اسی طرح جب قوت شہویہ اور غضبیہ برسرپیکار رہوں تو تم ان کی مضرت سے محفوظ رہو گے، اسی لئے ارسطو نے لکھا ہے کہ قوت شہوانیہ کی قوتِ غضبیہ سے اور قوت غضبیہ کی قوت شہوانیہ سے اصلاح کرو (۳) جب کسی خطرہ میں پھنس جاؤ تو گھبراؤ مت اور دل میں سوچو کہ ممکن ہے اس سے بھی زیادہ برا ہوتا اور ہوسکتا ہے کہ جس چیز کو برا سمجھ رہا ہوں اس میں کوئی بھلائی مضمر ہو۔

فقیہ حکیم ابوعبید جوزجانی

شیخ بوعلی سینا کا مخصوص خادم شاگرد ہمنشین اور رفیق خلوت وجلوت اور شریک عیش ونشاط تھا اسی نے شیخ کو کتاب شفا لکھنے پر آمادہ کیا نجات اور رسالہ علائیہ کے آخر میں اس نے کچھ حصہ علم ریاضی سے متعلق اضافہ کیا۔ قانون کے مشکل مسائل حل کئے۔ رسالہ حی بن یقظان کی شرح لکھی فارسی میں کتاب الحیوان لکھی کتب خانہ نظامیہ میں اب بھی اس کا ایک نسخہ موجود ہے (ت)

سب کچھ تھا مگر شیخ کے شاگردوں میں اس سے زیادہ فرومایہ کم رتبہ اور کوئی نہ تھا مصنف تتمہ لکھتے ہیں کہ میں نے اپنے ایک استاد سے سنا کہ ابوعبید شیخ کی مجلس میں عقیدتمند مرید کی طرح تھا استفادہ کرنے والے

شاگرد کی طرح نہ تھا۔

اقوال (۱) تین چیزیں جتنی کم ہوں اچھی ہیں۔ سلاطین[1] سے قرب، عورتوں[2] سے اختلاط، مال[3] کی افراط (۲) ایسا کوئی نہیں جسے قرب سلاطین حاصل رہا ہو اور ہمیشہ سلامتی اس کے ساتھ رہی ہو (۳) خدا کی ذات وصفات کے متعلق انسان کی انتہائی علمی بلند پروازی یہ ہے کہ وہ اپنے عجز کا اعتراف کرے یہی معرفت برہانی دلیل پر مبنی ہے (۴) ہستی جیسی بھی ہو بہتر ہے (۵) انسان جانتا ہے کہ وہ بذات خود ہمیشہ باقی نہ رہے گا بلکہ اس کا بقا بقاءِ نوع سے ہے اور بقاءِ نوع توالد تناسل سے ہے اسی لئے جب بچہ مرتا ہے تو وہ روتا ہے اپنے بقا کے ختم ہونے پر۔ کیونکہ وہ جانتا ہے کہ اس کی ذات کا بقا اس بچہ کے بقا سے وابستہ تھا، اسی لئے کہا گیا ہے کہ بچے کے غم سے زیادہ اور کسی چیز کی ہلاکت کا غم نہیں ہوتا کیونکہ اسے اپنی ہلاکت کا تو پہلے سے ہی یقین تھا ہاں اپنے ایک جزو یعنے اولاد کے بقا کے ساتھ وہ اپنے بقا کی امید رکھتا تھا، بچہ کی وفات سے وہ امید منقطع ہو گئی اسی لئے اسے سخت صدمہ ہوتا ہے (۶) جس چیز کا میسر آنا دشوار اور مشکل ہو انسان اسی کا حریص ہوتا ہے۔

(۵۰) ابو عبداللہ معصومی حکیم (۵۲)

کنیت ابو عبداللہ نام میں اختلاف ہے احمد ہے یا محمد بن احمد ہے۔ شیخ بو علی سینا کے بزرگ ترین شاگردوں میں سے ہے اسی کے نام پر شیخ نے عشق پر ایک کتاب لکھی ہے ان الفاظ کے ساتھ کتاب شروع کرتا ہے "اے ابو عبداللہ فقیہ معصومی! خدا تمہیں خوشی نصیب کرے تم دریافت کرتے ہو، جب شیخ نے ابوریحان کے سوالات کا جواب دیا تو ابوریحان نے ان جوابات پر اعتراضات کئے اور چند گستاخانہ توہین آمیز باتیں بھی لکھیں تو ابو علی نے اس سے مناظرہ ترک کر دیا اور معصومی نے اعتراضات کے جوابات دئے اور کہا اے ابوریحان! اگر تو ان الفاظ کو چھوڑ کر مہذب الفاظ کے ساتھ شیخ کو مخاطب کرتا تو عقل اور علم کے شایان شان ہوتا، معصومی نے مفارقات[1]، عقول اور ترتیب کائنات کے متعلق ایک رسالہ لکھا ہے اس کا ایک نسخہ نیشاپور کے کتب خانہ نظامیہ میں تھا جمال الملک بن نظام الملک نے اسے وہاں سے لے لیا پھر معلوم نہیں کہ وہ کیا ہوا، عنقا اسے اڑا لے گیا یا فنا کے ہاتھ پڑ گیا، یہ کتاب تمام فضلا و حکما کو محبوب تھی چنانچہ سب کو اس کے ضائع ہونے کا بڑا افسوس تھا۔ شیخ کے دل میں معصومی کی بڑی عظمت تھی وہ کہا کرتا تھا "معصومی کو مجھ سے وہی نسبت ہے جو ارسطو کو افلاطون سے تھی"۔ صاحب تتمہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک رسالہ معصومی کے نام سے اللہ تعالےٰ کے علم کے متعلق دیکھا لیکن مجھے یہ تحقیق نہیں ہوا کہ یہ معصومی یہی ہے یا کوئی اور غالب بھی ہے کہ اسی معصومی کا ہوگا۔

[1] مفارقات چار ہیں (۱) ایسا موجود جس کا کوئی سبب (موجد) نہ ہو (۲) عقول فعالہ (کار فرما عقلیں۔ فرشتے) یہ بہت سے ہیں (۳) نفوس سماویہ آسمانوں کے نفوس۔ (۴) نفوس انسانیہ ۱۲

اقوال (۱) مغرور انسان کا کوئی ثنا خواں نہیں ہوتا غدار آدمی کا کوئی دوست نہیں ہوتا، ظالم بادشاہ کی حکومت پُر امن نہیں ہوتی (۲) بادشاہ، سرمایہ دار اور نوجوان نخوت کے نشہ میں مست ہوتے ہیں اور یہ نشہ ان کو بے سود چیزوں کی طرف دعوت دیتا ہے (۳) علماء جب کہیں جمع ہوں گے ایک دوسرے کی فطرت کا مطالعہ کریں گے اور فضل و کمال کو پہچانیں گے اور جہلا اگر تمام عمر بھی یکجا رہیں تو ایک دوسرے کی جہالت سے واقف نہ ہوں گے (۴) جلد بازی ایک درخت ہے جس پر ندامت کا پھل لگتا ہے اور اس کے خوشے شیاطین کے سر معلوم ہوتے ہیں (۵) حکیم کا طریقہ یہ ہے کہ وہ خوب سمجھ لینے کے بعد سوچ سمجھ کر جواب دیتا ہے (۶) جو شخص سوچ سمجھ کر کلام کرے وہ انسان ہے۔

(۵۱) ابو الحسن انبیری حکیم (۵۳)

تمام فنون حکمت کا بہت بڑا عالم تھا مگر اس کے باوجود علم ہندسہ اس پر بہت غالب تھا حکیم عمر بن خیام اس سے استفادہ کیا کرتا تھا اور مجسطی پڑھتا تھا ایک ایک فقیہ نے ابو الحسن سے دریافت کیا "تم کیا پڑھتے ہو" ابو الحسن نے کہا کتاب اللہ کی ایک آیت کی تفسیر بیان کرتا ہوں" فقیہ نے پوچھا "کون سی آیت حکیم نے کہا اَوَلَمْ یَرَوْا اِلَی السَّمَآءِ فَوْقَهُمْ کَیْفَ بَنَیْنٰهَا (کیا وہ اپنے سروں پر آسمان کو نہیں دیکھتے ہم نے اسے کس خوبی سے بنایا ہے) میں بتلاتا ہوں کہ اللہ پاک نے اسے کس خوبی سے بنایا ہے۔

اقوال (۱) چغلخور خائن ہے اگرچہ وہ خیر خواہانہ باتیں کرے (۲) مصائب کے وقت ہوشیار اور باخبر رہو (سستی اور بے پروائی کو چھوڑ دو) اور حقیقی دشمن یعنی شہوی اور غضبی قوتوں پر غالب رہو ہر حالت میں راستی اور سچائی اختیار کرو تاکہ تمہارا ہر خیال درست ہو اور جو خواب دیکھو وہ پریشان نہ ہو اور جھوٹ کی مضرتوں سے محفوظ رہو (۳) جب برائی کا خیال آئے تو اسے ٹال دو (۴) سچ کو دشمن بھی قبول کرتا ہے، اور جھوٹ کو تمہارا ضمیر بھی قبول نہیں کرتا۔

(۵۲) ادیب حکیم اسمٰعیل ہروی (۵۴)

بہت بڑا حکیم ادیب، فاضل، پسندیدہ اشعار اور شیریں لطائف کا مالک تھا حکمت اور باقی تمام علوم میں اس کی تصانیف ہیں فارابی کی کتابوں کا درس دیا کرتا تھا ابو علی کی تصانیف سے ... دلچسپی نہ تھی بڑے بڑے حکما اور فضلا کو اس کی شاگردی کا فخر حاصل ہے جن کا ذکر اپنے اپنے مقام پر آئے گا ایک دن ہرات کے ایک خطیب سے جھگڑا ہو گیا اور اس نے کہا میں جمعہ کی نماز میں دونوں خطبوں کے درمیان تیرے لئے بد دعا کروں گا۔

ہروی نے کہا مجھے یقین ہے کہ اللہ پاک تیری دعا ہرگز قبول نہ کریگا کیونکہ ساری عمر ہو گئی تو ہر جمعہ کو خطبہ میں دعا کرتا ہے اے اللہ فلاں بن فلاں کی اصلاح کر مگر اللہ پاک نے اب تک اس کی اصلاح نہ کی اور تیری دعا قبول نہ ہوئی۔"

اقوال (۱) مرنا دوسری مرتبہ دودھ چھوٹنا ہے (۲) عقل کی پیروی دولت کی اطاعت ہے اور شہوت وغضب کی پیروی دشمن کی فرماں برداری ہے (۳) ایک گہرا گڑھا ہے جس کی حقیقت بیان نہیں کی جاسکتی ہاں تزکیۂ نفس سے اس کی چاشنی چکھی جاسکتی ہے۔

(۵۳) حکیم میمون بن نجیبُ واسطیُ (۵۵)

بڑا فاضل طبیب اور کامل حکیم تھا شفا کا حصۂ منطق (ت) اور حصۂ الٰہیات وطبعیات کا حافظ تھا، دولتمند جاہ پسند دنیاداروں سے قطعاً نہیں ملتا تھا۔ شرف الدین ظہیر الملک علی بن حسن بیہقی ایک عرصہ تک ہرات کا حاکم رہا۔ اور حکیم میمون کی ملاقات کا از حد مشتاق۔ مگر حکیم اس قدر خود دار اور حکام سے کنارہ کش تھا کہ اسے ملاقات میسر نہ ہوئی یہاں تک کہ ایک مرتبہ خود ظہیر الملک یا اس کا کوئی عزیز سخت بیمار ہوا تو اس نے حکیم کو لانے کی تدبیر یہ کی کہ ترکوں کا ایک گروہ اس کے مکان پر مسلط کر دیا انہوں نے دق کیا اور گھر میں رہنا دشوار کر دیا، آخر حکیم حاکم کے پاس شکایت کرنے پر مجبور ہوا چنانچہ حکیم ظہیر الملک کے مکان پر گیا ظہیر الملک نے اسے روک لیا تب حکیم نے علاج بھی کیا اور مدت تک اس کے پاس رہا اور ظہیر الملک حکیم کی صحبت اور ذوق گفتگو سے بہرہ اندوز و شیریں کام ہوا۔

اقوال (۱) اگر کبھی غلط تدبیر سے تمہارا کوئی کام پورا ہو جائے تو خبردار آئندہ کبھی اس غلط تدبیر کا ارتکاب نہ کرنا اور صحیح تدبیر اور طریق کار کو ہرگز نہ چھوڑنا کیونکہ غلطی کے انجام بد سے بہت کم نجات ملتی ہے (۲) دانشمند وہ ہے جو مصیبت آنے کے بعد اس کے دفعیہ کی تدبیر سے عاجز نہ ہو اس کا نام خرم و دانشمندی ہے اور عاجز وہ ہے جو معمولی سی مصیبت میں حیران رہ جائے اور کوئی تدبیر اور آنے والی مصیبت کی روک تھام نہ کر سکے (۳) بات کیسی ہی دانائی کی ہو اس وقت مفید ہوتی ہے جب ڈھنگ سے کہی جائے۔

میں نے سنا ہے کہ میمون نجیب واسطی خاندان سے تھا خوز میں پیدا ہوا اور ہرات میں رہتا تھا۔

(۵۴) حکیم ابوالفتح کوشک (۵۶)

تمام علوم حکمت کے اندر حاذق اور ماہر حکیم تھا، روشن خیال، تیز ذہن اور صحیح فکر کا مالک تھا سلطان

اعظم سنجر مغفور و مرحوم اس سے بے حد عقیدت رکھتا تھا اسی حسن اعتقاد کی وجہ سے اس کی اکثر تصانیف سلطان سنجر کے کتب خانہ میں موجود تھیں اور سلطان کو اس کی کتابوں کے مطالعے سے خاص شغف تھا۔

شیخ ابو القاسم بیہقی (پدر بزرگوار مصنف تتمہ) فرماتے ہیں بیہق کے اطراف میں ایک سید متکلم رہتا تھا سید علیک بن زید الحسینی السلفی" اسے کہتے تھے نیشاپور کے خاندان سے تھا مسائل علم کلام کا حافظ تھا لیکن ان کی حقیقت سے نا آشنا تھا، ایک دن یہ سید علیک ابو الفتح کے پاس حاضر ہوا، ابو الفتح اس کو بیہق کے بلند پایہ علماء میں سمجھتا تھا، چنانچہ اس سے گفتگو شروع کی سید نے نہایت بے پروائی کے ساتھ مسائل کلامیہ کا ایک باب جیسے مدرسوں میں لڑکے پڑھا کرتے ہیں فر فر پڑھ کر سنا دیا اور دو تین مرتبہ اسے دھرا بھی دیا، حکیم اس سے اس کے علمی افلاس اور نا قابلیتی کو سمجھ گیا اور اس کے بعد پوچھا "سید صاحب تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ تم انسان ہو؟ اس نے کہا یہ مسئلہ تو میں نے اپنی کتاب میں نہیں پڑھا۔ حاضرین ہنس پڑے اور سید صاحب بگڑ کر چلے گئے اور باہر جا کر فرمانے لگے" یہ حکیم مجھ سے مخروطی اشکال دریافت کرتا ہے اور کہتا ہے تو نے اپنے انسان ہونے کو کیسے جانا؟ حالانکہ میں تو متکلم ہوں مجھے مخروطات سے کیا واسطہ" میں نے ان سے کہا" سید صاحب آپ کو تو مبسوطات (کتب علمیہ) سے بھی کوئی واسطہ نہیں"۔

اقوال (۱) عقلمند کے لئے ایک اشارہ کافی ہے (۲) تمام کاموں کی بہترین کنجی سچ ہے (۳) جو نہیں کہا اس پر عمل کرو یہ اس سے بہتر ہے کہ جو کہا ہے اس پر عمل نہ کرو کیونکہ عمل کا قول سے زیادہ ہونا تو فضیلت ہے اور کم ہونا ذلت ہے۔

(۵۵) حکیم ابو سہل نیلی نیشاپوری (۵۷)

بکر بن عبد العزیز نام ہے نیشاپور میں پیدا ہوا وہیں پرورش پائی، بڑا فاضل حکیم اور کامل طبیب تھا۔ طب میں خاص طور سے شغف تھا مسائل حنین کی کئی بڑی بڑی جلدوں میں شرح لکھی ہے۔ علوم معقولات (منطق) کا ماہر اور معالجات میں بے حد حاذق تھا۔

اشعار (۱) میں نے اپنے نفس کو یاس و ناامیدی کا عادی بنا لیا عقلمند ایسا ہی کرتا ہے (۲) قوت لا یموت پر میں نے اسے قانع بنا لیا ہے اسی میں ہر طرح کی نعمت ہے (۳) لہذا نہ کسی شریف آدمی کا مجھ پر احسان ہے اور نہ کسی کمین آدمی کا۔

(۱) اے بہادری جتانے کے لئے محبت کو چھپانے والے یاد رکھ تکلف میں ہمیشہ تکلیف ہوتی ہے (۲) حالانکہ عاشق کے ضمیر کی آوازان تمام اسرار محبت کا اعتراف کر لیتی ہے جن کو وہ چھپاتا ہے۔

اقوال (۱) سچ عقل کا ستون ہے (۲) سچ ہی امانت ہے (۳) جب قول کی تائید عمل سے نہ ہو اس میں کوئی

بھلائی نہیں (۴) جو کوئی مرض کی ابتداء سے بحرانوں کی کیفیت نہ پہنچانے وہ طبیب نہیں (۵) طبیب جھوٹ نہیں بولتا کیونکہ جھوٹ خیانت ہے اور طبیب خیانت سے بہت دور ہے۔

(۵۶) ابراہیم بن عدی حکیم (۵۸)

یحییٰ بن عدی کا بھائی تھا ابونصر فارابی کے مخصوص ترین شاگردوں میں سے تھا اور ہمیشہ اس کے ساتھ رہتا تھا ابونصر کی کتابیں اسی نے ترتیب دیں۔ علم النفس اور دیگر علوم میں اس کی بہت سے تصنیفیں ہیں ایک کتاب میں لکھتا ہے :" تقسیم اوپر سے نیچے اترنا ہے اور تحلیل نیچے سے اوپر چڑھنا۔ تقسیم و تحلیل حدود و براہین کے خادم ہیں تقسیم کی خدمت واسطوں کی زیادتی ہے اور تحلیل کی خدمت پر کھنا۔ جیسے حد انسان کی تحلیل حیوان ناطق ہے (۳) ہر محدود چیز متصور ہے مگر ہر متصور محدود نہیں۔

(۵۷) حکیم ابو الحسن علی بن احمد حشوی (حشولی۔ت) (۵۹)

قدیم حکما میں سے ہے اور بہت سی تصانیف کا مالک ہے ایک کتاب کا نام بویہ نامہ ہے اس میں لکھتا ہے عالم باخبر اور قدرت والا خدا جس لحاظ سے دیکھو یکتا اور اکیلا ہے نفع اور نقصان سے بری۔ ہر چیز سے بے نیاز، جو کچھ کرتا ہے کسی غرض اور طبعی خواہش کے ماتحت نہیں کرتا کیونکہ اس کی شان اس سے بہت اعلیٰ وارفع ہے۔

(۲) اے بزرگ و برتر ہستی! کس قدر اچھے طریق پر تو نے سیدھے راستہ کی رہنمائی کی اور راہ حق بتلادی اگر تیرا جود و کرم اس خوبی اور عمدگی کے ساتھ نہ ہوتا ہو تو یاذ ذالجلال والاکرام تیری شان کے لائق نہ ہوتا حقیقی قلم عقل ہے اور لوح نفس ہے اور فلک اطلس۔ (نواں آسمان) عرش ہے اور فلک کوکب (فلک الثوابت آٹھواں آسمان) کرسی ہے اور باقی افلاک ساتوں آسمان ہیں اور ساتوں ولائتیں یہ سات زمینیں ہیں اور اعلےٰ علیین عرش یعنے محدد الجہات (جہتوں کی تعیین کرنے والا) ہے اور اسفل السافلین مرکز عالم ہے

(۵۸) ابو علی یحییٰ بن علی المنجم (۶۰)

بہت سی تصانیف کا مالک ہے ایک کتاب میں حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت منطقی دلائل سے ثابت کی ہے۔

اقوال (۱) تمہارا خیر خواہ ہی تمہارا عذر قبول کر سکتا ہے (۲) تھوڑی اور فنا ہونے والی چیز کو زیادہ اور باقی رہنے والی چیز پر ترجیح مت دو یعنے دنیا کی ہیچ اور بے بود آرائش کو آخرت کی حقیقی سعادت پر

ترجیح مت دو (۲) جس بات کی مذمت کی تمہارے پاس دلیل نہ ہو اس کی برائی مت کرو (۳) حق عادت سے بہتر ہے حق کے مقابلہ میں عادت کو چھوڑ دینا چاہئے)

(۵۹) ابوسعید محمد بن محمد غانمی (۶۱)

علوم حقیقیہ اور ریاضی میں کافی مہارت رکھتا تھا اس سے پوچھا گیا مخروطی شکل کس طرح بنتی ہے؟ جواب دیا اقلیدس کے نزدیک مثلث قائم الزاویہ سے بنتی ہے اس طرح کہ زاویہ قائمہ کا احاطہ کرنے والے دونوں ضلعوں میں سے ایک کو اپنی جگہ ثابت رکھا جائے اور سطح مثلث کو گھمایا جائے یہاں تک کہ جہاں سے حرکت شروع ہوئی تھی وہیں لوٹ آئے تو اس سطح مثلث کے دورے سے ایک جسم مخروطی بن جائے گا۔ ابولینوس کے نزدیک اس طرح بنتی ہے کہ ایک سطح پر دائرہ اور اس کے بیچ میں ایک نقطہ بنایا جائے نقطہ اور محیط دائرے کے درمیان ایک خط قائم کیا جائے اور اس خط کی ایک جانب کو مرکز پر قائم رکھا جائے اور دوسری جانب کو محیط دائرہ پر گھمایا جائے محیط کے جس نقطہ سے گھمانا شروع کیا تھا اسی پر ختم کر دیا جائے جسم مخروط بن جائے گا۔

(۶۰) حکیم ابوالقاسم حسین بن المفضل راغب (۶۲)

جلیل القدر حکما اسلام میں سے ہے اس نے اپنی تصانیف میں شریعت اور حکمت کو جمع کیا ہے، غرۃ التنزیل و درۃ التاویل، کتاب الذریعہ اور کتاب الصحابہ اس کی تصانیف میں سے ہیں معقولات میں زیادہ دخل تھا۔

اقوال (۱) کتاب تفصیل النشاتین وتحصیل السعادتین کے شروع میں لکھتا ہے جو لوگ ہیں لیکن خواہشات نفس کے ماتحت، علم حاصل کرتے ہیں لیکن وہی جو مضر ہو اور نفع نہ دے، علم رکھتے ہیں لیکن صرف دنیاوی زندگی کی سطحی چیزوں کا جھگڑا کرتے ہیں لیکن باطل کے ذریعے حق کو مٹانے کے لئے حکم کرتے ہیں لیکن زمانۂ جاہلیت کا حکم چاہتے ہیں پکارتے ہیں لیکن اللہ کے ساتھ دوسرے خداؤں کو۔ یہ لوگ صرف دیکھنے ہی دیکھنے کے انسان ہیں بقول علی بن ابی طالب "اے مردنما انسانو"، بحتری نے ان ہی کے متعلق کہا ہے ؎

"لوگوں میں اب بجز ان نمائشی صورتوں کے اور کوئی اس قابل نہیں جس کو خیال میں لایا جائے"

اقوال (۱) انسان دونوں جہان کی بہتری چاہتا ہے (۲) ہر چیز کو اس کے مصالح کی جانب ہدایت کی جاتی ہے (۳) عقل اور شرع ایک دوسرے کی مددگار ہیں اور ہر ایک دوسرے کی محتاج۔ (۴) جو شخص شریعت اور عبادت الٰہیہ سے لگاؤ پیدا نہ کرے وہ انسان نہیں (۵) عبادت کا منشا نفس کی طہارت اور اس کی صحت ہے (۶) کچھ امراض ایسے ہیں جن کا ازالہ بغیر شریعت نہیں ہو سکتا (۷) انسان فطرتاً اصلاح

نفس کا خواہاں ہے (۸) عواقب پر نظر رکھنا انسانی فطرت اور خصوصیت ہے اللہ تعالےٰ نے انسان میں یہ خصوصیت صرف اس لئے پیدا کی ہے کہ اس سے اس کی بہتری وابستہ ہے اگر ایسا نہ ہوتا تو یہ خصوصیت بیکار ہوتی اور اگر اس رنج وغم سے بھری ہوئی خسیس اور کمینی زندگی کے علاوہ انسان کے لئے اور کوئی زندگی اور قابل رشک ..... حالت نہیں ہوتی تو ایک ادنےٰ درجہ کا جانور اس سے ہزار درجہ بہتر ہوتا اور یہ قوت تمیز بیکار ہوتی اللہ تعالےٰ نے اس پر متنبہ بھی کیا ہے فرماتے ہیں کیا تمہارا خیال ہے کہ ہم نے تم کو بیکار پیدا کیا ہے اور تم ہمارے پاس لوٹ کر نہ آؤگے اور اس حسین ترین انسانی جسم کو اس قدر بہتر پیدا کر کے اور پھر جانوروں کی طرح ملیامیٹ کر دینا، حالانکہ اس میں اسے سخت اذیت انہانی پڑتی ہے اور جانور اس سے بری ہیں ایسی ہی حماقت اور بے وقوفی ہے جیسے بے وقوف عورت... کاتنے کے بعد کتا ہوا سوت اُدھیڑ ڈالے ـ اللہ پاک اس سے بہت برتر اور مقدس ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے دنیا گذرگاہ ہے قرار گاہ نہیں تم کو تو صرف ابد کے لئے پیدا کیا ہے یہ مرنا اور جینا صرف ایک مکان سے دوسرے مکان کی جانب منتقل ہونا ہے تا اینکہ دار القرار میں پہنچ کر قرار لو۔

(۶۱) حکیم ابو القاسم عبد الرحمٰن بن علی بن ابو صادق متطبب (۶۳)

علوم حکمت میں بڑا مرتبہ رکھتا تھا خاص کر طب میں بڑے بڑے فضلا کی نگاہیں اس پر پڑتی تھیں۔ مسائل حنین اور فصول بقراط کی شرح میں اس کی تصانیف تمام حکما اور اطبا کے لئے نادرۂ روزگار اور قابل تحفظ ہیں۔

نیشاپوری الاصل تھا نیشاپور میں ہی پیدا ہوا فضائل و کمالات کی وسعت اور فراوانی کے باوجود انتہا درجہ نازک مزاج خوش اخلاق حسن صورت اور حسن سیرت کے ساتھ آراستہ تھا اس کا دیدار جمال غذائے روح اور قوت جان تھا علوم طب میں انتہادرجہ حاذق اور ماہر ہونے کی وجہ سے اسے بقراط ثانی کہتے تھے۔

صاحب تتمہ فرماتے ہیں کہ مجھ سے ایک ابو القاسم کے دیکھنے والے نے بیان کیا کہ وہ آخر عمر میں نیشاپور کی ایک تفریح گاہ قریہ انبہر دوستانہ میں چلا گیا تھا اور وہیں رہتا تھا گھر سے باہر نہ نکلتا تھا ایک دن میں اس کے پاس گیا گرمی کے میووں کا ایک طباق اس کے سامنے رکھا ہوا تھا حکیم نے مجھ سے کہا اُٹھو اور باغ میں گشت کرو۔ میرا خیال ہے کہ طباقوں میں اور ان میووں میں... جو میرے سامنے رکھے ہیں کوئی فرق نہیں کیونکہ یہ میوے بھی مجھے نقصان دیتے ہیں اسی لئے میں نے کھانے کے بجائے خوشبو اور فضا کو خوشبو دار بنانے پر اکتفا کیا ہے جیسے تم نے نخلخوں کے بجائے ان میووں کے کھانے پر اکتفا کیا ہے جیسے تم کو نخلخوں کی ضرورت نہیں ہوتی ایسے ہی مجھے ان میووں کے کھانے کی ضرورت نہیں ہوتی ہیں نے تو کھانے اور پھر اس کی مضرت کو دور کرنے کی مصیبت سے

اپنے آپ کو نجات دی کیونکہ بعض مرتبہ مضرت اس درجہ بڑھ جاتی ہے کہ اس کا ازالہ نہیں ہوسکتا (رت)

عمید خراسان محمد بن منصور ایک مرتبہ درد قولنج میں مبتلا ہوا طبیب علاج سے عاجز ہوگئے عمید خراسان نے حکیم ابوالقاسم کے پاس بلانے کے لئے اپنی سواری اور غلام بھیجے شمس اس وقت سرطان کے پہلے درجہ میں تھا گرمی نہایت سخت تھی اس بستی اور نیشاپور کے درمیان ۱۲ فرسخ کا فاصلہ ہے حکیم ... ابوالقاسم نیشاپور روانہ ہوا گرمی کی شدت، تیز رفتاری، گھوڑے کی سرکشی اور پیاس نے سخت اذیت پہونچائی تو حکیم نے اپنے شاگردوں سے کہا۔ "عمید خراسان تو بچ گیا، اور میں ہلاک ہوگیا" چنانچہ یہی ہوا جب حکیم نیشاپور پہونچا اور عمید خراسان کا علاج کیا تو اسے تو آرام ہوگیا مگر ابوالقاسم بیمار پڑ گیا اور روز بروز حالت گرتی چلی گئی اسی برس سے زائد عمر ہوچکی تھی آخر غریب کا انتقال ہوگیا (رت)

بعض لوگ کہتے ہیں کہ سلطان نے حکیم ابوالقاسم کو لانے کے لئے اپنے مصاحبین خاص بھیجے تو کہا "جو شخص اپنی حالت پر قناعت کرنے والا ہو وہ سلطان کی خدمت کے قابل نہیں اور جو خدمت پر مجبور کیا جائے اس کی خدمت ایسی ہی مفید نہیں جیسے مجبور باز جو شکار پر مجبور کیا جائے۔ (رت)

گوشہ نشینی اور خلوت پسندی میں حکماء متقدمین کے نقش قدم پر چلتا تھا چنانچہ غزنی کے بادشاہ سلطان ابراہیم نے بہت سا زر و جواہر پالکی اور سواری سمیت حکیم کے پاس بھیجا اور اپنے پاس بلایا حکیم نے کہا "سلطان مجھ سے علم طلب کرتا ہے اور یہ مال و دولت اس نے اسی لئے خرچ کیا ہے کہ میں اس کے عوض میں علم خرچ کروں یہ تو اچھا خاصہ سودا ہے حالانکہ علم کوئی خرید و فروخت کی چیز نہیں مجھے اس کے مال و دولت کی بالکل ضرورت نہیں رہا علمی افادہ سو اس کے لئے میرے اہل شہر سب سے زیادہ مستحق ہیں لہذا میں بادشاہ کے لئے بھلائی کی دعا کرتا ہوں اور اپنی گردن اس کے احسان کے طوق سے آزاد رکھنا پسند کرتا ہوں[۱]

اقوال حقیقی طبیب وہ ہے جو اول اخلاق فاضلہ کے ذریعے اپنے نفس کا علاج کرے، اخلاق رذیلہ کو اپنے لئے مضرت رساں سمجھے اور خود کو ان سے دور رکھے اور اس کے بعد جسمانی علاج میں مصروف ہو، اور جو شخص علاج روحانی سے فارغ ہونے سے پہلے ہی علاج جسمانی شروع کردے وہ اسفل السافلین میں ہے۔

(۶۲) استاد حکیم ابوالحسن علی نسوی (۶۴)

رے کے حکماء میں سے ہے رسیج فاخراسی کی بنائی ہوئی ہے جملہ علوم حکمت میں ماہر تھا علم ہندسہ سے خاص

[۱] درۃ کے الفاظ کا ترجمہ یہ ہے سلطان سے کہدو میرے پاس دعا ہے اسی پر اکتفا کریں تاکہ میں اس کے احسان سے آزاد رہ کر علمی خدمات اور دعائے دولت میں مشغول رہوں ۱۲۰۔

شغف تھا. پسندیدہ اخلاق و عادات سے آراستہ تھا، سو برس کی عمر ہو چکی تھی تمام قویٰ بالکل سالم تھے صرف کمزوری کی وجہ سے بازار میں چل پھر نہیں سکتا تھا اسی لئے گھر سے باہر نہ نکلتا تھا بعض لوگوں کا خیال ہے کہ کوشیار اور ابو معشر اس کے شاگردوں میں سے تھے لیکن اس میں تامل ہے ہاں اس میں شک نہیں ہے کہ تہا بہت سن رسیدہ ۔

اقوال اپنے تلامذہ سے کہا کرتا تھا صاحب فن ہنو چکھنے والے سیر نہیں ہوتے (البتہ ہمت اور پختہ ارادہ سے مقصود حاصل ہو سکتا ہے نہ کہ مشقت اور جد وجہد سے (ت)

(۶۳) ملک عادل عضد الدنیا والدین علاءالدولہ فرامرز بن علی بن فرامرز ملک یزد (۶۵)

جلیل القدر دانشمند دین پرور انصاف پسند بادشاہ تھا حکماء کے مکارم اخلاق سے آراستہ ملک و ملت کے انتظام اور نظم ونسق کا بہترین اہل صاحب تتمہ فرماتے ہیں کہ میں نے ۵۱۲ھ کے اندر خراسان میں اسے دیکھا میرے والد کو اس نے اپنی کتاب مہجۃ التوحید دکھلائی ابوالبرکات بغدادی کی حمایت کیا کرتا تھا. مسئلہ عالمیت میں اس کی رائے کی تائید کرتا تھا چنانچہ ایک مرتبہ امام عمر خیام سے دریافت کیا کہ ابوالبرکات نے جو شیخ ابوعلی سینا پر اعتراضات کئے ہیں ان کے متعلق تمہاری کیا رائے ہے؟ عمر خیام نے کہا ابوالبرکات نے ابوعلی کا کلام سمجھا ہی نہیں اور نہ اس میں اتنی قابلیت کہ اس کا کلام سمجھے چہ جائیکہ اعتراضات کرے اور اس کے کلام میں شکوک وشبہات پیدا کرے اس پر ملک علاءالدولہ نے دریافت کیا کسی شخص کا خیال ابوعلی کے خیال سے زیادہ قوی ہو سکتا ہے؟ عمر خیام نے کہا ..... محال تو نہیں " علاءالدولہ نے کہا ایک غلام تم سے اختلاف کرتا ہے تم کہتے ہو ابوالبرکات کو سمجھنے اور اعتراض کرنے کا بھی سلیقہ نہیں اور میرا غلام دوانی کہتا ہے کہ وہ سمجھنے، اعتراض کرنے بلکہ اس سے کچھ بڑھ جانیکی قابلیت رکھتا ہے ۔ لہذا تم کوئی ایسی دلیل اور برہان پیش کرو کہ تمہارا دعوےٰ اس غلام کے مقابلہ میں پایۂ ثبوت کو پہونچے اور دیکھو چھچورے پن پر نہ اتر آنا ورنہ میرا غلام اس پر تم سے زیادہ قادر ہے؟ امام عمر سٹپٹا گیا تو ملک علاءالدولہ نے کہا حکیم دوسرے کے کلام کی تنقیص اور تحقیر حجت اور براہین سے کرتا ہے اور حجت باز جھگڑالو آدمی گالی گلوچ اور افترا پردازی سے، اب تم ان میں سے اعلیٰ مرتبہ اختیار کرو ذلیل اور پست طریق کومت اختیار کرو۔" امام کچھ نہ بول سکے اور چپ چاپ کھڑے ہو گئے۔

اقوال (۱) مہجۃ التوحید میں فرماتے ہیں جس فن کو شروع کرنے کے بعد انسان پایۂ تکمیل تک نہ پہونچا سکے اسے دوسرے کے فن کو اختیار نہ کرنا چاہئے اس لئے کہ جو ایک کام کو پورا نہ کرسکا وہ دوسرے

کام کو بھی پورا نہ کر سکیگا کیونکہ قصور و نقصان آحال میں تحصیل کمال سے مانع ہوتا ہے۔

(۶۴) وزیر فیلسوف حجۃ الحق عمر بن ابراہیم خیام (۶۶)

نیشاپوری خاندان سے تھا نیشاپور میں ہی پیدا ہوا تمام علوم حکمت میں اس کی حذاقت و مہارت اور وسعت علم ابو علی کے برابر تھی لیکن اتنا فرق ہے کہ یہ بہت بد خلق، بد مزاج، بخیل تعلیم و تفہیم، تصنیف و تالیف اور افادہ و استفادہ میں بے حد بخل کرتا تھا چنانچہ اس کی ایک مختصر سی کتاب طبعیات میں ہے اور ایک رسالہ وجود کے مسئلہ میں اور ایک کون و تکلیف کے متعلق، اس کے سوا اور کوئی تصنیف نہیں، طالع جوزا تھا آفتاب اور عطارد طالع کے درجہ پر جوزا کے درجہ ۸ میں تھے، عطارد صمیمی تھا اور مشتری تثلیث کی وجہ سے ان کے طرف ناظر تھا اسی وجہ سے بہترین قوت حافظہ اور تیزیٔ فہم دونوں کا مالک تھا چنانچہ کہتے ہیں کہ ایک بہت بڑی کتاب اصفہان میں سات مرتبہ دیکھی اور نیشاپور میں آکر اپنے حافظہ سے طلباء کو لکھادی پھر جو ہم نے مقابلہ کیا تو زیادہ فرق نہ تھا یہ ہی حافظہ اور استعداد و قابلیت تھی کہ جس کی وجہ سے تمام عقلی اور نقلی علوم پر زبردست عبور حاصل کیا چنانچہ لغت فقہ اور تاریخ کا زبردست امام تھا۔

ایک روز عمر خیام، شہاب الاسلام وزیر عبد الرزاق بن الفقیہ الاجل ابو القاسم عبد اللہ بن علی کی خدمت میں آئے امام القراء ابو الحسن غزالی بھی موجود تھے اور ایک آیت کے بارے میں ائمہ قرأت کے اختلاف پر بحث ہو رہی تھی جب امام پہونچے تو شہاب الاسلام نے کہا "کوبھئی واقف کار بھیدی مل گیا"؛ چنانچہ اس آیت کے متعلق امام سے سوال کیا گیا اور ان مختلف قرأتوں میں سے صحیح اور درست قرأت دریافت کی۔ امام نے تمام قرائتیں اور ہر ایک کے علل و اسباب بیان کئے غیر معروف قرائتیں اور ان کی وجوہات بھی بیان کیں اور ان میں سے ایک قرأت کو پسند کیا اور دلائل و براہین کے ساتھ اس کو سب پر فضیلت دی امام غزالی یہ تقریر سن کر اُٹھے اور انہوں نے کہا "اللہ پاک تم جیسے علماء کی تعداد میں اضافہ کرے (اللہ تعالے دنیا کو امام کے وجود مبارک سے خالی نہ رکھے مجھے اپنے متوسلین میں داخل کیجئے اور خوشنودی سے سرفراز فرمائیے۔ میں نہ سمجھتا تھا کہ دنیا میں کوئی امام قرأت بھی اس قدر وسیع معلومات رکھتا ہوگا چہ جائے کہ ایک حکیم فلسفی۔

باقی رہے ریاضی اور معقولات وغیرہ علوم حکمیہ سو ان میں تو وہ نادرۂ روزگار اور یگانہ عہد تھا مگر اسی کے ساتھ انتہا درجہ بخیل بھی تھا چنانچہ ایک مرتبہ امام حجۃ الاسلام غزالی رضی اللہ عنہ ان کے پاس آئے اور دریافت کیا کہ فلک متشابہ الاجزاء ہے پھر فلک قطبیہ کے اجزاء کی تعیین کیوں ہے یہ مسئلہ چنداں مشکل نہیں میں نے اپنی کتاب عرائس الافکار میں اسے بیان کیا ہے مگر امام نے ایک لمبی چوڑی تقریر کی اور کہا کہ حرکت فلاں مقولہ

سے ہے اور اسی قسم کی اِدھر اُدھر کی باتیں کہتا رہا اصل مسئلہ کے متعلق ایک لفظ نہ کہا مگر یہ کوئی نئی بات نہ تھی امام کی فطرت ہی یہ تھی یہاں تک کہ دوپہر کا وقت آگیا اور موذن نے آذان دیدی، امام غزالی رضی اللہ عنہ نے فرمایا جَاءَ الحق وزَهَقَ البَاطِل" (حق آگیا اور باطل فنا ہو گیا) اور چلے گئے ایک مرتبہ امام سلطان اعظم سنجر کے پاس گیا یہ سلطان کے بچپن کا زمانہ تھا اور چیچک نکل رہی تھی جب امام اس کے پاس سے آیا تو وزیر مجیر الدولہ نے دریافت کیا کہ کیا حال ہے کیا مرض ہے اور کیا علاج تجویز کیا؟ امام عمر نے کہا بچہ کی حالت خوفناک ہے ایک حبشی خواجہ سرا بھی قریب کھڑا تھا وہ سمجھ گیا اور سلطان کو اس سے آگاہ کر دیا جب سلطان تندرست ہو گیا تو اس بات کو اس نے اپنے دل میں رکھا اور امام کا دشمن ہو گیا، سلطان ملک شاہ خیام کو ایک جلیل القدر ہمنشیں سمجھتا تھا اور بخارا میں خاقان شمس الملوک امام کی حد درجہ تعظیم کرتا تھا اور اپنے ہمراہ تخت پر بٹھاتا تھا۔

امام عمر خیام نے ایک دن میرے والد سے بیان کیا کہ ایک روز میں سلطان ملک شاہ کے پاس موجود تھا، ایک امیر کا لڑکا آیا اور نہایت عمدہ طریق پر آداب بجالایا میں نے صغرسنی کے باوجود اس خوش اسلوبی سے آداب بجالانے پر اظہار تعجب کیا تو سلطان نے فرمایا کہ تعجب کیوں کرتے ہو دیکھو۔ مرغی کا بچہ انڈے سے کھلتے ہی بغیر سکھائے دانہ چننے لگتا ہے لیکن اپنے گھر تک کا راستہ نہیں جانتا اس کے برعکس کبوتر کا بچہ بغیر سکھائے دانہ نہیں اٹھاتا لیکن واقف راہ کبوتر بن جاتا ہے اور مکہ سے بغداد تک کا سفر کر لیتا ہے مجھے سلطان کی اس تقریر پر بڑا تعجب ہوا اور میں نے کہا کہ ہر بڑے آدمی کو الہام ہوتا ہے۔

صاحب تتمہ فرماتے ہیں کہ میں ۵۰۸ھ میں اپنے والد کے ہمراہ امام عمر خیام کے پاس گیا انہوں نے مجھ سے حماسہ کے اس شعر کا مطلب دریافت کیا۔

وَلَا يَرْعَوْنَ اكناف الهوينا : اذا احلوا ولا ارض الهدون

(جب کسی مقام پر اترتے ہیں تو نہ حقیر مواقع پر اپنے جانور چراتے ہیں اور نہ مشترکہ صلح کی زمینوں میں)

میں نے کہا اُلْهُوَيْنَا اسم تصغیر ہے اس کا مکبر نہیں آتا جیسے ثُرَيَّا اور حُمَيَّا اور شاعر ان ممدوحین کی قوت وشوکت کو بیان کرتا ہے کہ جب وہ کسی جگہ اُترتے ہیں تو قطعاً کسی کوتاہی یا امر حقیر کی جانب رخ نہیں کرتے۔ بلکہ دشوار سے دشوار اور سخت سے سخت اہم امور اور بڑے بڑے کاموں کا ارادہ کرتے ہیں" اس کے بعد خطوط قوسیہ کی اقسام دریافت کیں میں نے کہا خطوط قوسیہ کی چار قسمیں ہیں (۱) محیط دائرہ (۲) قوس نصف دائرہ۔ (۳) قوس نصف دائرہ سے کم (۴) قوس نصف دائرے سے بڑی تو میرے والد صاحب سے فرمایا:۔ شنشنة اعرفها من اخزم[۱] (یہ تو اخزم کی آواز معلوم ہوتی ہے) امام کے داماد امام محمد بغدادی نے

---

[۱] عرب کی ایک مثل ہے ۱۲

بیان کیا کہ خیام سونے کی خلال سے دانتوں میں خلال کیا کرتے تھے ایک مرتبہ شفائی الہیات کا مطالعہ کر رہے تھے جب واحد اور کثیر کی فصل پر پہونچے تو خلال ورقوں کے درمیان رکھ دی اور کہا کہ "سمجھدار لوگوں کو بلاؤ۔ میں وصیت کرنا چاہتا ہوں" چنانچہ امام نے وصیت کی اور کھڑے ہوکر نماز پڑھی اور اس کے بعد نہ کچھ کھایا اور نہ پیا عشا کی نماز کے بعد سجدہ میں پڑ گئے اور سجدہ میں دعا کی "اے اللہ میں نے اپنے مقدور کے موافق تیری معرفت حاصل کر لی اب تو میرے گناہ معاف کر دے، میری یہ معرفت ہی میرا وسیلۂ مغفرت اور ذریعہ نجات ہے" اور اسی حالت میں انتقال فرما گئے۔

(۶۵) ابوالمعالی عبداللہ بن محمد المیانجی عین القضاۃ (۶۷)

عمر خیام کے شاگردوں میں سے ہیں امام احمد غزالی سے بھی استفادۂ علوم و معارف کیا ہے ان ہی کے فیض صحبت سے ان کو انوار و تجلیات الہیہ اور اشراق قلب میسر آیا۔ زبدۃ الحقائق نامی کتاب لکھی، اس کتاب میں صوفیہ کے علوم و معارف کو یونانی حکمت کے ساتھ آمیز کیا ہے آج یہ کتاب ارباب معرفت اور اہل باطن کے حلقہ میں قابل فخر سرمایہ ہے۔ وزیر ابوالقاسم استرآبادی اور ان کے درمیان عداوت ہو گی، آخر وزیر مذکور نے انہیں سولی دیدی۔

اقوال (۱) جس شخص نے بزرگ و برتر خدائے حی و قیوم کی ہستی کو پا لیا اس کے قلب میں ایک ایسا عظیم الشان شوق اور کامل طلب پیدا ہو گی کہ الفاظ اس کے ادا کرنے سے قاصر ہیں عقل و خرد بھی حق تعالٰے کی ہستی پالینے سے ایک عجیب ناقابل بیان لذت پاتی ہے یہ لذت حق تعالٰے کے کمال اور ادراک جمال پر مبنی نہیں ہوتی بلکہ یہ اس شاندار کامیابی کی وجہ سے ہوتی ہے جو اس کے معلوم ہو جانے کی وجہ سے حاصل ہوتی ہے، جیسے دوسرے معلومات کے اضافہ سے ہوا کرتی ہے۔ حیات مستعار کی قسم اس تشبیہ سے یہ نہ سمجھئے کہ میں اس عظیم الشان تفاوت کا منکر ہوں جو ان دونوں لذتوں میں ہر دو معلوموں کے شرف و عظمت کی وجہ سے موجود ہے میرا مطلب اس تشبیہ سے صرف یہ ہے کہ عقل اس ذات باری کے علم سے ایسی ہی لذت اندوز ہوتی ہے جیسے منظر ایک خوش منظر دیدہ زیب خوشبو کے رنگ و ہیئت کو دیکھ کر لذت اندوز ہوتی ہے۔ (۲) عالم امکان کی جتنی چیزیں ہیں فنا ہونے والی ہیں بقا صرف ذات حی و قیوم کے لئے ہے جس طرح آئینہ میں نظر آنے والی صورت کہ وہ حقیقت میں ایک فنا ہونے والی چیز ہے، بقا صرف خارجی صورت کے لئے ہے (۳) زمین کا نور آفتاب سے روشن ہونا اس پر موقوف ہے کہ زمین اور آفتاب کے درمیان ایک خاص مناسبت ہے اگر یہ مناسبت جاتی رہے تو زمین کی یہ روشنی قبول کرنے کی صلاحیت

جاتی رہے گی، اللہ تعالیٰ موجود تھا اور کوئی چیز اس کے ساتھ موجود نہ تھی اور نہ کسی چیز کا یہ رتبہ ہے کہ وہ خدا کے ساتھ ہو ہاں وہ خدا ہر چیز کے ساتھ ہے اس لحاظ سے کہ وہ ہر چیز کا اندازہ اور اس کی حفاظت کرتا ہے اگر اس کی معیت ہر چیز کے ساتھ نہ ہو تو کوئی ممکن چیز باقی نہ رہے اسی لئے اللہ پاک فرماتے ہیں وَھُوَ مَعَکُمْ (وہ اللہ تمہارے ساتھ ہے) (۳) صفاء باطن اور تزکیۂ نفس کے طلبگار کے لئے ایسے لوگوں کی صحبت بہترین معین و مددگار ہے جنہوں نے اپنے قلوب کو کمینے اخلاق اور رذیل عادتوں سے پاک کر لیا ہے یہی ہیں وہ لوگ جن کا ہمنشین بدبخت نہیں ہوتا (۴) تم نے کبھی نہ دیکھا ہو گا کہ زنگر یزا ور خاکروب سلاطین اور بادشاہوں سے مزاحمت کرتے ہوں۔

(۶۶) قاضی فیلسوف مجدالافاضل عبدالرزاق ترکی (۶۲)

ادیب ابوالعباس کے شاگردوں میں سے تھا علم ہندسہ میں خاص طور پر ماہر تھا معقولات کا بھی بہت بڑا عالم تھا مگر زیادہ دقیقہ رس نکتہ شناس طبیعت نہیں پائی تھی کتابوں کے الفاظ اور ظاہری عبارتوں سے آگے نہ بڑھتا تھا۔ امیر سید شرف الزماں محمد الایلاقی کے اور اس کے درمیان بہت سے مناظرے ہوئے عبدالرزاق کا دائرۂ بحث حاشیہ کتابوں کے الفاظ اور ظاہری عبارتوں تک محدود رہتا تھا اس سے آگے نہ بڑھتا تھا ابوعلی کی اکثر کتابوں کا حافظ تھا اور اس کی تمام تصانیف کے مقاصد کا عالم مگر علم معقولات میں ایسی گہری نظر اور وسیع مطالعہ نہ تھا جیسا اس زمانہ کے علماء کا ہوتا تھا۔ میرے اور اس کے درمیان بہت سی خط و کتابت ہوئی جو میری کتاب عرائس النفائس میں درج ہے۔

اقوال (۱) ترتیب موجودات کی ایک مثال اگر معلوم کرنا چاہتے ہو تو دیکھو خلیفہ سلطان کو مقرر کرتا ہے اور سلطان وزیر کو اور وزیر امیر کو اور امیر والی کو اور والی قاضی کو اور قاضی مزکی اور عدول (گواہوں کی توثیق کرنے والے) کو اب رعیت اپنے مقدمات قاضی کے پاس پیش کرتی ہے اور قاضی والی کے پاس اور والی امیر کے پاس اور امیر وزیر کے پاس اور وزیر سلطان کے پاس اور سلطان خلیفہ کے پاس جس کی خلافت کھلی ہوئی چیز ہے[1] یعنے انوار تجلیات الٰہیہ کے ایک پرتو ہے جس کسی کی چشم بصیرت نصیحت کے سرمے سے روشن ہے.... اس کو اس ترتیب کے علم سے ترتیب کائنات کا علم ہو جائے گا " بے شک اس میں نصیحت ہے اگر کسی کے پاس دل ہو یا متوجہ ہو کر کان لگا کر سنے" (۲) خیالی لذت سلطنت کی لذت سے زیادہ دلآویز ہے تو عقلی سعادت ولذت تو کس قدر روح پرور اور نشاط آفرین ہوگی رات قاضی عبدالرزاق اپنے محلہ کی مسجد میں طب اور حساب کا درس دیا کرتا تھا یہاں تک کہ عزت و احترام کے ساتھ اس

[1] جس کی خلافت کا یہ کرشمہ ہے۔

عالم فانی سے رحلت کی (ت)

(۶۷) سید امام فیلسوف شرف الزماں محمد ایلاقی (۴۳)

تمام علمی اور عملی کمالات و فضائل کا مالک تھا اس کی بہت سی تصنیفیں ہیں مثلاً کتاب لواحق، کتاب دوست نامہ۔ کتاب عدادؔ فوق۔ کتاب صواب، علمی فائدہ رسانی، عدل و انصاف اور تمیز میں بہت بلند رتبہ رکھتا تھا معالجات میں اس کا ہاتھ نہایت مبارک تھا۔ باخرز میں رہتا تھا پھر علاء الدین بن قماج نے بلخ میں اپنے ہاں رکھ لیا تھا جنگ گورخاں کے اندر قطوان میں قتل ہو گیا۔

اقوال (۱) جانوروں کے نفوس ان انسانی نفوس کو سجدہ کرتے ہیں[۱] جو دنیا میں خدائے تعالیٰ کے خلیفہ ہیں اور اپنے فطری کمال کی بناء پر صراط اول سے گزر چکے ہیں اور جب علوم و فنون کے ساتھ کامل ہو جاتے ہیں تو وہ صراط ثانی سے گزرنے کے مرادف ہے (۲) معمولی باتوں میں دھوکہ کھا لینا علو ہمت کی دلیل ہے اور حقیر باتوں پر حرص کرنا رسوائی ہے (۳) فلسفہ علم الکل ہے اور تمام علوم و فنون کا سرتاج ہے جیسے امیر الامراء تمام امراء کا سردار اور حقیقی متفلسف وہ ہے جو بقدر طاقت مبادیٔ عالیہ (عقول) سے مشابہت پیدا کرے۔ شرف الزماں امام عمر خیام اور دوسرے علماء کبار کے پاس جاتے آتے تھے (ت)

(۶۸) قاضی امام فیلسوف زین الدین عمر بن سہلان ساوی (۴۴)

شریعت اور حکمت کو ایک لڑی میں پرو دیا تھا۔ ساوہ کا باشندہ تھا وہیں پیدا ہوا اس کے بعد نیشاپور چلا گیا اور وہاں رہنے لگا اور تعلیم حاصل کی، اپنے ہاتھ سے کما کر کھاتا تھا کتابیں لکھ کر روزی پیدا کرتا تھا۔ کتاب شفا کا ایک نسخہ اپنے قلم سے لکھ کر سو دینار (اشرفی) میں فروخت کرتا تھا۔ فاضل نجیب الدین ابوبکر طبیب نیشاپوری بیان کرتے ہیں کہ قاضی عمر نے ایک مرتبہ بیان کیا کہ میرا طالع میزان تھا ایک دن میرے درجہ طالع پر راس اور زہرہ کا اتصال ہو گیا تو میں نے سوچا کہ آج ضرور کوئی کامیابی مجھے حاصل ہو گی اقلیدس مقالہ عاشر کی ایک شکل میری سمجھ میں نہیں آتی تھی اور حل نہیں ہوتی تھی نیند کا غلبہ ہوا آنکھ لگ گئی خواب میں میں نے ایک بوڑھے آدمی کو دیکھا لوگوں نے مجھ سے کہا کہ یہ اقلیدس نجار ہے میں نے اُن سے کہا کہ میں آپ سے ایک بات دریافت کرنا چاہتا ہوں انہوں نے کہا دریافت کرو میں نے اس شکل کا حل ان سے دریافت

---

[۱] درۃ میں ہے "دلیل یہ ہے کہ ان کی ہیئت سجدہ کرنے والوں کی سی ہے" ۱۲

کیا تو انہوں نے کہا کہ فلاں مقالہ کی فلاں شکل کو غور سے دیکھو یہ شکل حل ہو جائے گی اس کے بعد میری آنکھ کھل گئی میں اٹھا وضو کیا نماز پڑھی اور پھر اس بتلائی ہوئی شکل میں غور و خوض شروع کیا تو وہ دشوار شکل واقعی حل ہو گئی اور ایک نامعلوم چیز مجھ پر منکشف ہو گئی۔

قاضی عمر کی بہت سی تصانیف ہیں بصائر نصیریہ منطق میں ہے حساب میں ایک کتاب ہے اور کچھ متفرق رسائل ہیں اس کے علاوہ اور بہت سی کتابیں تھیں جو ساوہ میں کتب خانہ میں آگ لگ جانے کی وجہ سے جل گئیں اور کچھ اس کی وفات کے بعد بطور سوگ جلادی گئیں۔

مصنف تتمہ فرماتے ہیں کہ میں قاضی عمر کے پاس اکثر جایا کرتا تھا میں نے ان کو علوم و معارف کا ایک بحر بیکراں پایا ایک خط میں وہ مجھے لکھتے ہیں تم ان لوگوں میں سے ہو جاؤ جو نام و نسب اور القاب کی بیڑیوں سے آزاد ہو چکے ہیں پس ماندگاں کے گناہوں کا بار اپنے کاندھوں سے اتار چکے ہیں سالوں اور صدیوں کا گرد و غبار اپنے حالات کے اوپر سے جھاڑ چکے ہیں، یہ ان لوگوں کا شیوہ ہے جن کی شان میں ارشاد ہے۔ "بیشک فلاح اس شخص نے پائی جس نے اپنے نفس کو آلودگیوں سے پاک کیا اور محروم وہ رہا جس نے اپنے نفس کو گناہوں میں چھپا دیا" (۲) محسن وہ ہے جو محسن اور غیر محسن دونوں پر احسان کرے نہ وہ جو صرف محسنین پر احسان کرے اور غیر محسنین پر نہ کرے (۳) تھوڑی سی برائی سے بھی بچو کیونکہ وہ بہت سی برائی پر دلالت کرتی ہے جو نہ ہو سکے اس کی طمع نہ کرو اور جو ہو سکتا ہے اس سے مایوس نہ ہو (۴) خوف سے ہر شخص کو استقامت میسر آتی ہے چنانچہ جو خدا سے نہ ڈرے گا وہ ہر شخص سے ڈرے گا اور جو اخلاق رذیلہ کے ننگ و عار سے نہ ڈریگا وہ فضائل کو نہیں حاصل کر سکتا۔

حکیم عبداللہ[۱] ارموی (۷۵)

بغداد کا مشہور طبیب ہے، بہت شیریں اخلاق اور مہذب حکیم تھا۔

اقوال (۱) شریف آدمی کے ہمراہ کھانا کھانے سے کھانے کی لذت بڑھ جاتی ہے (۲) دشمنی کے ساتھ دولت ہو اس سے یہ بہتر ہے کہ محبت کے ساتھ تنگ دستی ہو (۳) علوم کو سینے میں محفوظ کرنا ایسا ہے جیسے کھیت میں بیج ڈالنا اور ان میں غور و فکر کرنا ایسا ہے جیسے کھیت میں پانی دینا۔

(۶۹) حکیم جلیل ابو الحسن اثردی (۷۶)

سلطان مسعود بن محمد بن ملک شاہ کا طبیب تھا نوادرات علم و حکمت پر زبردست عبور اور کامل اقتدار

[۱] درۃ میں عبداللہ کا ذکر نہیں ہے۔

حاصل تھا۔

اقوال (۱) جو شخص کثرت سے حکمت کی باتیں سنے گا جلد ہی خود بھی حکیمانہ باتیں کرنے لگے گا (۲) شریف وہ ہے جس کو اس کی شریف فطرت سے نہ کوئی نعمت ہٹا سکے اور نہ کوئی مصیبت۔

(۷۱) ابوعلی اخلاطی متفلسی (۷۷)

اصول وقواعد حکمت کا حافظ اور حاذق دشوار ترین مسائل حکمت کا شارح حکیم تھا۔

اقوال (۱) انصاف ایک منصف حَکَم ہے (۲) تنگ دست آدمی سے وہ لوگ بھی بدظن ہو جاتے ہیں جو افلاس سے پہلے حسن ظن رکھتے تھے (۳) کمینہ آدمی اگر کسی کی خیر خواہی کرتا ہے تو صرف خوف یا اپنی حاجت کی وجہ سے۔

(۷۱) حکیم ابوسعد تبریزی (۷۸)

مصنف تتمہ فرماتے ہیں کہ تبریزی میرے والد کے عہد میں بیہق میں گذرا ہے تمام علوم حکمت میں فاضل تھا بالخصوص معقولات میں زبردست خصوصیات کا مالک تھا۔

اقوال (۱) زمانہ کے متعلق اگر تم اچھا گمان رکھوگے تو وہ تمہیں تباہ کردیگا (۲) غنی وہ ہے جو حرص کی قید و بند میں اسیر نہ ہو (۳) جس نے اپنے بھائیوں پر دست درازی کی وہ ان کی خالص محبت حاصل نہیں کرسکتا (۴) جو آدمی اس پر خوش ہوتا ہے کہ لوگ اس کی تعریف کریں وہ گویا خود اپنی تعریف کرتا ہے (۵) جو شخص تمہاری ایسی خوبیاں بیان کرے جو تمہارے اندر ہیں حالانکہ تم اپنی حقیقت سے دوسروں سے زیادہ واقف ہو تو اس پر خوش نہ ہو اور جو ایسی تعریفیں کرے جو تمہارے اندر نہیں وہ تو تمہیں دھوکہ دیتا ہے (۶) جب دنیاوی امور میں تمہارے افکار بڑھ جائیں گے تو امور عقلیہ میں قوتِ فکریہ بے کار ہو جائے گی۔

(۷۲) حکیم ابوسعید ارموی (۷۹)

حکیم تھا، اسرار حکمت پر پورا پورا حاوی علوم ادبیہ کا ماہر نظم و نثر پر قادر بہت سی تصانیف کا مالک۔ علم الٰہی میں ایک کتاب ہے، ایک کتاب منطق میں بھی ہے۔ مقالہ اولے اور مقالہ ثانیہ اوقلیدس کی شرح بھی لکھی ہے۔

بعض معتمد لوگوں نے بیان کیا کہ ارموی فخر الملک کے مکان پر اس کے بچوں کو پڑھایا کرتا تھا نو سو دینار نیشاپوری اس کے پاس جمع ہو گئے تو اس نے کہا کہ اگر ایک ہزار دینار ہو گئے تو ملازمت سے علیحدگی اختیار کر کے علم کی خدمت کے لئے خود کو وقف کر دوں گا اور اہل دنیا کے میل جول سے کنارہ کش ہو جاؤں گا اتفاق کی بات ہے کہ نو سو ننانوے دینار ہوئے تھے کہ حکیم کا دفعتہً انتقال ہو گیا اور وہ مال دوسروں کے کام آیا۔

اقوال (۱) ایک دن کسی بخیل سے کہا مال خرچ کر کے بخل کے ازالہ کی کوشش نہ کرو۔ مفت میں مال بھی ضائع ہو گا اور بخل بھی نہ جائے گا کیونکہ تکلف عادت اور طبعی خصلت کو زائل نہیں کر سکتا (۲) زاہد کی صورت بھی بدل جاتی ہے اور لوگوں سے بھی متنفر ہو جاتا ہے (۳) عفت دو رذیلتوں یعنی حرص اور بزدلی کے درمیان اعتدال کا مرتبہ ہے (۴) سیاست کے متعلق خود اس کے قلم سے لکھا ہوا میں نے دیکھا "ہر اعتبار سے اشرف رئیس ہے اور ہر اعتبار سے خسیس رعایا ہے باقی رہے درمیانی حکام سو ان میں سے ہر ایک کسی کا رئیس اور کسی کا ماتحت ہے۔

(۷۳) حکیم ابو الہیثم بوزجانی (۸۰)

مصنف تتمہ فرماتے ہیں میں نے ان کا صرف ایک قصیدہ حکمت کے بارے میں دیکھا ہے جس کی محمد بن سرح نیشاپوری نے شرح کی ہے باقی اس کے علاوہ ان کا کوئی کارنامہ تصنیف و تالیف کے سلسلہ میں مجھے سننا نہیں ہوا جس سے ان کے علمی مرتبہ کا اندازہ کیا جائے عام حکما میں شمار ہوتے ہیں۔

(۷۴) عبد الیشوع بن یوحنا متطبب (۸۱)

...... بہت بڑا کامل حکیم تھا طب میں خاص شغف تھا۔

اقوال (۱) جس نے خود کو نہیں پہچانا اس کے کسی علم پر اعتماد نہیں کیا جا سکتا نفس انسانی زبردست عالم ہوتا ہے جب علم کی جانب مائل ہو، بہت بڑا کارفرما ہوتا ہے، جب سیاسیات کی جانب متوجہ ...... (۴) الٰہیات کے سلسلہ میں کہتا ہے:- جانب اعلےٰ حق تعالےٰ شانہ ہے اور جانب اسفل انسان ہے (۵) ہر چیز کی حکایت اس سے زیادہ لذت بخش ہے۔

(۷۵) حکیم امام ابوالحسن ابریشمی (۸۲)

نیشا پور کی قدیم جامع مسجد کا امام تھا۔ علم حکمت حاصل کرنے میں بہت جفاکش، تمام عمر طالب علمی میں مستغرق رہا قرآن کا حافظ اور تمام قرأتوں کا عالم تھا محمد اور محمود دونوں بیٹوں کو ہمراہ لے کر غزنی گیا حکماء غزنی نے حسد کیا اور سلطان مسعود بن ابراہیم سے کہا کہ یہ فقیہ تو قاریوں کے گروہ میں شامل ہونا چاہیئے۔ چنانچہ ہر روز سلطان کے محل میں قرآن پڑھنے آیا کرتا تھا اور اسی میں عمر تمام ہوگئی، غزنی سے اپنے ایک دوست کو لکھتا ہے۔ نیشاپور میں جو اللہ پاک نے دیا تھا اسی پر ہم قناعت کرتے تو غریب الوطنی اور ناکامی کا منہ دیکھنا نہ پڑتا۔ محمود اس کا لڑکا طبیب تھا۔ طبیعت میں کچھ جلد بازی تھی علم ہندسہ کا بہت ماہر تھا۔ سلطان اعظم سنجر کے عہد میں بڑے خوش نصیب حکما اور اطبا میں سے تھا اور سلطان کی نظروں میں بہت وقیع اور محترم تھا۔

(۷۶) فیلسوف ابوحاتم المظفر اسفزاری (۶۸)

جلیل القدر حکیم تھا، عمر خیام کا ہمعصر تھا ان دونوں میں مناظرے ہوئے ہیں لیکن مظفر خیام کے پایہ کا نہ تھا اس لئے ہمیشہ خیام غالب رہا اس کو علم ہیئت، علم الاثقال اور علم الحیل میں خاص شغف تھا۔ خیام کے برعکس وہ اپنے تلامذہ اور مستفیدین کے حق میں بہت مہربان اور شفیق تھا۔ ریاضیات اور آثار اجسام علویہ کے متعلق اس کی بہت سی کتابیں ہیں اسی نے میزان ارشمیدس (ایک قسم کی ترازو) تیار کی تھی جس سے کھرے اور کھوٹے سکے میں امتیاز ہوجاتا تھا عمر کا بہت بڑا حصہ اسی میں صرف کیا سلطان اعظم کے شاہی خزانچی کو جس کا نام سعادت خاں تھا اس ترازو کی وجہ سے اپنی خیانتوں کے ظاہر ہونے کا خطرہ ہوا لہذا اس نے اسے توڑ ڈالا اور ٹکڑے ٹکڑے کر دیے، جب حکیم مظفر کو اس کا علم ہوا تو وہ غم کے مارے ہلاک ہوگیا۔

اقوال (۱) لذات حسیہ اور لذات عقلیہ میں ایسا ہی فرق ہے جیسے کھانے اور سونگھنے ..... میں (۲) (۲) معلم روحانی استاد ہے اور باپ جسمانی باپ ہے (۳) مہندس و انجنیر کا علم عمارت کا اصلی سبب ہے گویا وہ اپنے علم کی وجہ سے بمنزلہ بنیاد ہے اور اس کے بعد معمار (مستری) کا مرتبہ ہے اور پھر راج مزدور کا انجنیر مستری کو حکم دیتا ہے اور مستری راج مزدوروں کو اور راج مزدور اینٹ اور گارا لگاتے ہیں (۴) ضرورت ہے کہ بادشاہ اپنے اور اپنی رعیت کے حق میں سخی ہو۔

(۷۷) ادیب فیلسوف ابو العباس لوکری (۶۹)

بہمنیار کا شاگرد ہے اور بہمنیار ابو علی کا، خراسان میں علوم حکمت کی نشر و اشاعت اسی کے دم سے ہوئی کیونکہ وہ اسرار و رموز حکمت سے بہت اچھی طرح واقف اور آگاہ تھا بڑھاپے میں بینائی کے اندر فرق آگیا تھا۔ شہر مرد کے عالی خاندان لوگوں میں سے تھا اس کی بہت سی تصانیف ہیں جن میں سے چند یہ ہیں بیان الحق بضمان الصدق ایک قصیدہ مع شرح فارسی، رسائل، حواشی مختصرات، دیوان اشعار۔

میں نے ایک معتبر آدمی سے سنا کہ وہ اپنی آخر عمر میں کہا کرتا تھا کہ میں اپنے علم و معرفت میں زیادتی سے مایوس ہوں جو کچھ میں نے حاصل کیا ہے اب اس میں اضافہ نہیں ہوسکتا کیونکہ کمزوری اور نگاہ ضعیف ہوجانے کی وجہ سے اب میں بالکل بیکار ہوں اور آخرت کا مشتاق بار بار یہ کہا کرتا تھا یہاں تک کہ اس کے شاگردوں اور متعلقین پر اس کا شوق آخرت واضح ہوگیا تھا، اتفاق سے ایک روز بھنی ہوئی سری اس نے کھائی اور اس کے بعد حمام میں گیا غسل کر کے حمام سے باہر نکلا اور فوراً بیمار پڑ گیا اور اسی میں ہلاک ہوگیا۔ مرض الموت میں اس کا ایک شاگرد علاج کرتا تھا مگر وہ کہتا تھا کہ "مجھے میرے رب کے فیصلہ پر چھوڑ دو اگر وہ مجھے بخشے تو اس کی نوازش ہے اور اگر اپنی مقدس بارگاہ میں بلائے تو اس کا کرم ہے۔ میں وہی پسند کرتا ہوں جو میرا خدا پسند کرتا ہے"۔ ابو العباس کے کچھ اشعار وشاح دمیۃ القصر میں مذکور ہیں بہت عمدہ اور پختہ ہیں۔

اقوال (۱) علم ہمت بلند کرتا ہے اخلاقِ حسنہ پیدا کرتا ہے زبان میں وسعت بخشتا ہے (۲) اپنی عزت کمینے اور رذیل لوگوں سے بچاؤ (۳) ناتجربہ کار آدمی کے مشورہ پر عمل نہ کرو۔ (۴) ایک مغموم شخص کو غم سے جدا کرنے کی بہ نسبت ایک مسرور کو مسرت سے علیحدہ کرنا آسان ہے۔ (۵) وہی شخص تمہارے ساتھ احسان کرے گا جو تم سے بدگمان نہ ہو۔

---

(۷۸) فیلسوف قطب الزمان محمد بن ابی طاہر طبسی مروزی (۷۰)

حکیم ابو العباس کے شاگردوں میں سے ہے، اس کا باپ مرد کا حاکم تھا اور یہاں خوارزم کی تھی۔ جملہ علوم حکمت میں کامل دستگاہ رکھتا تھا طبیعت رسا اور ذہن روشن پایا تھا وزیر نصیر الدین محمود بن المظفر بن عبد الملک بن ابی توبہ نے اسے اپنے ہاں ملازم رکھ لیا تھا۔ مگر اس ملازمت سے محروم اور....

تنگدست ہوگیا[۵۱]

اقوال (۱) دنیا ایک قید خانہ ہے اور لوگ اس کے اندر مقید ہیں۔ ایک ایک شخص بلا تعین اس جیل خانہ سے نکالا جاتا ہے اور ہلاک کر دیا جاتا ہے جب ایک شخص نکالا جاتا ہے تو دوسرے کو چونکہ یہ معلوم نہیں ہوتا کہ اب کس کی باری ہے اس لئے وہ بے خبری کے عالم میں اس جیل خانہ کی آبادی میں مشغول رہتا ہے۔

ماہ شوال ۵۳۹ھ ہجری میں سرخس کے اندر فالج میں مبتلا ہو کر وفات پائی، توبہ اور رجوع الی اللہ پر خاتمہ ہوا وفات کے وقت کہا "میری تعزیت ہو چکی اور میں موت سے خوش ہوں" امام محمد زیادی نے سرخس میں نماز جنازہ پڑھائی، بڑے بڑے ائمہ نماز جنازہ میں شریک ہوئے[۵۲]۔

(۷۹) فیلسوف ابوالفتح بن ابوسعید فندورجی (۷۱)

ناصح الدولہ کا حافد اور قطب الزماں کا شاگرد تھا، اپنے عہد میں حکمت کے اندر یکتائے روزگار اور بے مثل حکیم تھا اس علمی فضیلت اور عظمت کے باوجود بہت خلیق اور نرم خو تھا، آثار علویہ میں اس کی بہت سی تصانیف ہیں اور ایک کتاب تفصیل حیوانات میں ہے۔ آخر عمر میں دنیا کی وہمی لذائذ اور فریب نظر دل آویزیوں سے منہ موڑ کر شیخ المشائخ یوسف ہمدانی کے مدرسہ میں معتکف ہو گیا تھا۔

اقوال (۱) اپنے نفس کو دنیا سے جدا ہونے والا سمجھو تاکہ مفارقت کے وقت تکلیف نہ ہو (۲) ناگوار چیزوں کو دفع کرنے کی بہ نسبت ان کو برداشت کرنا اور اس پر صبر کرنا آسان اور سہل ہے۔ (۳) جو شخص عقلی لذات کا خواہاں ہے اسے حسی لذات جو عقلی لذات کے لئے مانع ہیں نہ طلب کرنی چاہئیں ورنہ اس کی مثال ایسی ہوگی جیسے کوئی ٹھیکریوں کے بدلے سونا بیچے۔

(۸۰) حکیم ظہیر الحق محمد بن مسعود ادیب غزنوی (۹۲)

احیاء الحق نامی ایک کتاب لکھی اور اس میں ارسطو اور ابو علی کی مخالفت کی اور ذاتی تحقیقات اور از خود استنباط کردہ مسائل سے اس کتاب میں استدلالات کئے اور اپنے شاگرد سید اشرف غزنوی کے پاس اس کتاب کو بھیجا ظہیر الحق بہت بڑا فاضل حکیم، ادیب مہندس اور طبیب تھا متقدمین پر اعتراض اور ان کے کلام کی تردید

---

[۵۱] درۃ کے الفاظ اس سے مختلف ہیں ان کا ترجمہ یہ ہے وزیر نصیر الدین نے اسے سرخس میں قید کر دیا اور پھر جیل میں ڈال کر خبر نہ لی آخر غریب جیل خانہ ہی میں مر گیا ۱۲

[۵۲] یہ قطب الزماں، ظہیر الدین بیہقی مصنف تتمہ کے اساتذہ میں سے ہیں ۱۲۔

کرنے کا خود کو مستحق اور اہل سمجھا تھا اور علوم حکمت میں خاص مرتبہ اور استعداد کا مالک تھا۔ حقیقت میں اس کا کلام اس قدر پختہ ہے کہ اس کے دیکھنے اور غور کرنے سے اس کا علمی مرتبہ اور بلند مقام معلوم ہوتا ہے۔ سید اشرف کو لکھتا ہے "خطیب کا فرض ہے کہ وہ مفاخرت کے موقعہ پر مدح سرائی اور چاپلوسی میں امتیاز کرے اور مخالفت کے موقعہ پر ظالم اور مظلوم میں فرق کرے یاد رکھو کہ ظلم وہی کرتا ہے جو بہت بیباک اور ظلم و ستم میں شہرۂ آفاق ہوتا ہے اور مظلوم وہی ہوتا ہے جو تنہا اور کمزور شکستہ حال ہوتا ہے، جھگڑا کرنے والے کی شکل درندہ کی سی ہوتی ہے اور ایک قادر الکلام مقرر ہر گناہ کو بڑے سے بڑا اور چھوٹے سے چھوٹا بنا سکتا ہے۔ ان الفاظ سے یہ اس جرم کا پہلا مرتبہ ہے "کس قدر سخت جرم کیا ہے" وہاں ارتکاب جرم کیا جہاں اس کی آبرو بنی ہوئی تھی اور ایسے وقت کیا جب کہ اس کا وقار قائم تھا" ایک بدکار کے لئے وہ کہہ سکتا ہے "بڑا خوش طبع اور پر لطف آدمی ہے" ایک بزدل کو کہہ سکتا ہے "صلح پسند ہے" ایک بے حس بدتمیز کو کہہ سکتا ہے "پاکدامن ہے" ایک عاجز و درماندہ انسان کو کہہ سکتا ہے "بُردبار ہے" علماء کا تذکرہ ہو تو کہہ سکتا ہے "میاں حسد تو علماء کی فطرت ہے۔ میں تو حسد کے خطرہ اور مضرت کی وجہ سے ہی علم ترک کر دینے کا حکم دیتا ہوں"

(۸۱) ابو البرکات بن ملکا طبیب بغدادی (۸۴۳)

عراق، عرب اور عراق عجم کا جلیل القدر فلسفی ہے، ارسطو کے مرتبہ کا مدعی ہے اپنے عہد میں بے مثل نادرِ روزگار حکیم تھا، روشن ذہن پاکیزہ خیال اور دقیقہ شناس طبیعت کا مالک تھا، اس کی تصنیفات و تالیفات بے شمار ہیں، کتاب المعتبر اور کتاب النفس زیادہ مشہور ہیں، نوے سال کی عمر پائی، جذام ہو گیا۔ خود ہی علاج کیا، جذام کو تو آرام ہو گیا مگر اندھا ہو گیا، بقیہ زندگی اسی کوری میں بسر کی۔ سلطان محمد بن ملک شاہ نے غلط علاج کا الزام لگا کر قید کر دیا، ایک زمانہ تک جیل خانہ میں رہا آخر ۵۴۷ھ ہجری میں سلطان مسعود بن محمد بن ملک شاہ درد قولنج میں مبتلا ہو گیا اس سے پہلے شیر نے زخمی کر دیا تھا تو علاج کے لئے ابو البرکات کو بغداد سے ہمدان بلایا گیا، علاج سے کوئی افاقہ نہ ہوا جب ابو البرکات سلطان کی زندگی سے مایوس ہو گیا تو اسے اپنی جان کا خطرہ ہوا چنانچہ اسی خوف و ہراس میں چاشت کے وقت اس کا انتقال ہوا اور عصر کے بعد سلطان نے وفات پائی، ابو البرکات کا تابوت حاجیوں کے ہمراہ بغداد پہنچایا گیا۔

یہ ابو البرکات مسترشد باللہ اور سلطان مسعود کی جنگ میں گرفتار ہوا تھا اور ہلاکت یقینی تھی لہٰذا اسی وقت اسلام لے آیا اس سے پہلے یہودی تھا۔ اسلام کی پناہ میں آ کر قتل سے نجات پائی۔ سلطان نے خلعت عطا کی اس کا ایمان واسلام بہت اچھا ثابت ہوا۔

سلہ تمام حقیقۃ درۃ میں نہیں ۱۲

اقوال خطیب (مقرر) وہی ہے جو خطابت کر سکے اس کے لئے شرط یہ ہے کہ عبادت گذار، پاک دامن، فصیح وبلیغ، سامعین کو اپنے سے مانوس اور گرویدہ بنانے پر قادر ہو، لوگوں کے اخلاق و عادات کو سمجھتا ہو اور ان کی عقل وفہم کے موافق ان سے باتیں کر سکتا ہو، ٹھوس ارادہ کا اور پختہ عزم کا مالک ہو۔ اشتعال انگیز چیزوں سے متاثر نہ ہو۔ مخاطبین (جن کے سامنے تقریر کی جاتی ہے) ان میں سامعین بھی ہوتے ہیں مخالفین بھی ہوتے ہیں تماشائی بھی ہوتے ہیں (خطیب کو ان سب کا خیال رکھنا چاہیئے) طریق تقریر عمدہ تمثیلات وتشبیہات استعمال کی جائیں۔

مضمون تقریر مشورے، مضامین فخر ومباہات اور نزاعات واختلافات ہوتے ہیں لہذا خطیب کا فرض ہے کہ مشورہ کے موقعہ پر وہ نیک وبد میں امتیاز کرے، دو نیک کاموں میں سے بہتر کام کو یا دو بُری کاموں میں سے زیادہ بُری کام کو انتخاب نہ کرے

خیر حقیقی کی اصولاً چار قسمیں ہیں۔ (۱) عفت (۲) شجاعت (۳) حکمت (۴) عدالت۔

دنیا کی سعادتیں:۔ خوبی حواس۔ عمدہ مشورہ، خطا اور لغزش سے برات، کامیاب جستجو، شرافت خاندان، نرینہ اور غیر نرینہ خوب صورت پاک دامن اولاد۔ مقاصد میں اعانت کرنے والے بھائی۔ غنا (بے نیازی) ظاہری و باطنی جمال، دولت خرچ کرنے کے لئے نہ کہ جمع کرنے کے لئے۔ اگر تم ان خوبیوں کو مقولات میں سمجھنا چاہتے ہو تو اس طرح سمجھو (۱) جوہر شریف النسل (۲) کم (مقدار) داد و دہش فراواں (۳) کیف (کیفیت) قدرت اور غنا (۴) اضافت (نسبت) سرداری (۵) این (جگہ) مکان نہایت عمدہ پُر فضا سرور انگیز (۶) متی (وقت) خوش وقت پر لطف صحبت (۷) وضع (ہیئت) حسن صورت اور تناسب اعضا (۸) فعل (تاثیر) حکم نافذ۔ (۹) انفعال (تاثر) عمدہ گانا۔

(۸۴) فیلسوف بہاء الدین ابو محمد خرقی (۹۴۱)

مرو کے حکماء میں سے ہے علم ہیئت اور معقولات میں اس کی تصانیف ہیں ملک عادل خوارزم شاہ علمی استفادہ کرنے کے لئے اپنے ہمراہ خوارزم لے گیا۔ تاریخ میں بھی اس کی تصانیف ہیں، بہت خلیق اور خوش مذاق آدمی تھا، اپنے ایک شاگرد کو لکھتا ہے علوم ریاضیہ کو تعالیم اربعہ اس لئے کہتے ہیں کہ ریاضی کا موضوع کم (مقدار) ہے وہ یا منفصل ہوگی یا متصل اور متصل یا متحرک ہوگی یا غیر متحرک (۱) کم متصل متحرک علم ہیئت ہے (۲) کم متصل غیر متحرک علم ہندسہ ہے۔ علاوہ ازیں کم منفصل یا نسبت تالیفی اس میں ہوگی یا نہیں (۳) کم منفصل جس میں نسبت تالیفی ہو علم موسیقی ہے (۴) کم منفصل جس میں نسبت تالیفی نہ ہو علم اعداد (حساب) ہے۔

(۲) نفس کا کمال، امورِ عقلیہ کو سمجھنا ہے نفس کا جمال، علم ہندسہ، ہیئت، حساب، موسیقی ہے نفس کی صیقل علم ہندسہ ہے۔

(۸۳) حکیم علی بن محمد الحجازی القائنی (۸۳)

بیہق میں رہتا تھا، بڑا با وقار جلیل القدر حکیم تھا وہ تمام آداب و خصائل جو ایک طبیب میں ہونے چاہئیں۔ سب اس میں موجود تھے اخلاق حمیدہ اور خصائل حمیدہ کا مالک تھا۔ مسائل معقولات کا زبردست عالم طب اور معالجات میں اس کے بہت سے رسائل ہیں، سلطان اعظم سنجر کے نام پر ایک کتاب ترکوں کے مفاخر پر لکھی اور ملک عادل خوارزم شاہ اتسنر بن محمد کے نام پر ایک کتاب حکمت میں لکھی نوے سال زندہ رہا۔ ۵۴۶ھ ہجری میں وفات پائی، عمر خیام کے شاگردوں میں سے تھا۔

(۸۴) حکیم ابو مضر محمود بن جریر الضبی الاصفہانی (۸۴)

جمال حکمت سے آراستہ، علم ہندسہ کی باریکیوں سے آگاہ حکیم تھا، وزیر صدر الدین محمد بن فخر الملک نے اسے اپنے ہاں مرو میں رکھ لیا تھا بڑا سخی، دریا دل پسندیدہ اخلاق حکیم تھا۔ مرو میں ۷، ماہ شوال ۵۰۸ھ میں وفات پائی۔

احمد اخسیکتی نے مرثیہ لکھا جس کے چند اشعار[ف] یہ ہیں۔

(۱) اے ابو مضر اب سائلین کی کون خبر لے گا جبکہ وہ قحط میں مبتلا ہوں گے اور کم و بیش احسانات سے محروم ہونگے (۲) ابو مضر اب وزیر کے لئے ایسا ہمدم و مونس کہاں ملے گا جو اخلاقِ حسنہ اور خصائل حمیدہ سے آراستہ ہو۔

(۱) ابو مضر ہلاک ہو گیا اور اپنی نعمتوں اور نوازشوں کی وصیت کر گیا جو اس کے خاموش ہو جانے کے بعد اس کی طرف سے گفتگو کریں گے۔ (۲) خدا اس کی قبر کو سیراب کرے بخدا لوگوں نے اس کے ساتھ ایک ایسے نوجوان کو قبر میں دفن کر دیا جو مرنے کے بعد نیک نام زندگی کے ساتھ زندہ ہے۔

اقوال (۱) اگر تمہارا مال محتاجوں اور مسکینوں تک نہ پہونچے تو کم از کم رحم و کرم سے تو انہیں محروم نہ کرو (۲) جو قانع نہ ہوگا مال اس کی ثروت میں اضافہ نہ کریگا بلکہ اور فقر بڑھا دیگا (۳) تھوڑا ہو آرام

ف درہ کی عبارت یہ ہے احمد اخسیکتی جیسے فضلاء عصر نے اس کے مرثیہ میں بہت عمدہ قصائد لکھے ہیں ۱۲

کے ساتھ اس سے بہتر ہے کہ بہت ہو اور خطرات اس کے ساتھ ہوں (۴) کمال سخاوت یہ ہے کہ لوگوں کے مال و دولت کی طمع نہ رکھو اور جو تمہارے پاس ہے اسے خرچ کرو۔

(۸۵) اِمامُ اسعد المیہنی (۸۵)

بغداد میں مدرسۂ نظامیہ کا مدرس تھا دربار خلافت میں اس کی بڑی وقعت اور عزت تھی جب دربار میں آتا تو اس کے نام سے اِن الفاظ کے ساتھ فرمان جاری ہوتا تھا "اسعد المیہنی کی آمد کی ہمیں اطلاع دی گئی"۔ ادیب ابو العباس لوکری کے شاگردوں میں سے تھا۔ قاضی عمر ساوی کے نام ایک خط لکھا ہے اس میں لکھتا ہے:"بزرگ ترین سخاوت یہ ہے کہ اہل حقوق کے حقوق ادا کئے جائیں (۲) جو شخص ثنا خوان اور شکر گزار لوگوں سے بخل کرے گا اس کا مال ناسپاس اور بُرا کہنے والے کھائیں گے (۳) اپنے مددگار کو بُرا کہنا عار ہے اور ان سے ہمدردی کرنا فضیلت۔

(۸۶) امام محمد شہرستانی (۸۶)

بہت سی تصانیف کا مالک ہے۔ کتاب الملل والنحل، کتاب العیون والانہار، قصہ موسیٰ و خضر، کتاب المناہج والآیات زیادہ مشہور ہیں کتاب المناہج میں شیخ ابو علی کے کلام پر تردید کرتا ہے۔ صاحب تتمہ فرماتے ہیں کہ شہرستانی نے میرے مکان پر شہرستانی نے اس کتاب کے کچھ ابواب مجھے پڑھ کر سنائے۔ میں نے کہا ہر باب اور اس سے متعلقہ اعتراضات پر مفصل بحث کی ضرورت ہے۔ مگر وقت نے مساعدت نہ کی اور اس دارِ فانی سے کوچ کا وقت آگیا۔ یوں تو شہرستانی کی تصانیف بیس جلدوں سے متجاوز ہیں مگر اس نے حکماء کا طریق اختیار نہیں کیا۔ شہرستانی نے خوارزم میں ایک مجلس منعقد کی میں نے اس کو لکھا ہوا دیکھا اس میں کچھ اشارات اصولِ حکمت کی جانب ہیں اسے دیکھ کر تعجب ہوا۔

امام ابو الحسن بن جمویہ نے مجھے اور شہرستانی کو ایک مجلس میں مدعو کیا اس مجلس میں امام ابو منصور عبادی موفق الدین احمد المیہنی۔ شہاب الدین شفور کافی وغیرہ فضلا بھی موجود تھے۔ شہرستانی نے اس مجلس میں تقدم کے اقسام بیان کئے میں نے اس پر دریافت کیا کہ تم کہتے ہو تقدم کی چھ صورتیں ہیں اس لئے کہ متقدم یا باعتبار ذات متقدم ہوگا یا باعتبار زمان یا باعتبار طبیعت یا باعتبار مکان یا باعتبار زمان یا باعتبار شرف۔ اب بتاؤ کہ تقدم کی ان صورتوں میں انفعال حقیقی ہے یا غیر حقیقی؟۔

اس نے کہا التقدم باعتبار ذات اور تقدم باعتبار وجود میں فرق ہے اور اس پر تقریر شروع کر دی میں نے اس پر کہا کہ تم موضوع بحث سے دور ہوتے ہو میں تم سے مقصد ھل مرکب اور لم (یعنی دعوے اور

اس کے اسباب کے متعلق سوال کرتا ہوں؛ اور تم اس کے بجائے مقصد تا (بیان حقیقت) سے جواب دیتے ہو یعنے میں تم سے دریافت کرتا ہوں کہ مراتب متقدم میں انفصال حقیقی ہے یا غیر حقیقی اور جو بھی ہے اس کی دلیل کیا ہے اور تم مجھے بتلاتے ہو کہ تقدم باعتبار ذات اور تقدم باعتبار وجود میں فرق ہے میں تم سے یہ نہیں دریافت کرتا کہ تقدم باعتبار ذات اور تقدم باعتبار وجود میں کیا فرق ہے بس تو یہ پوچھتا ہوں کہ تم نے یہ دعوی کس دلیل سے کیا کہ تقدم ان چھ صورتوں میں منحصر ہے اور ان میں انفصال حقیقی ہے" اس پر بات بڑھ گئی، بدمزگی سی پیدا ہو جانے کی وجہ سے گفتگو ختم ہو گئی۔ شہرستانی ایک تفسیر لکھ رہا تھا اور اس میں آیات قرآن کی تفسیر اور مراد شریعت اور حکمت کے اصول و قوانین پر بیان کرتا تھا۔ میں نے کہا تفسیر کا یہ طریق صحیح نہیں قرآن کی تفسیر تو صرف صحابہ کرام اور تابعین کے اقوال سے کرنی چاہیئے اور حکمت کو تفسیر کلام اللہ سے کیا علاقہ خاص کر جس مرزیہ تم مراد قرآن کریم بیان کرتے ہو۔ تم امام غزالی رح سے بہتر طریق پر شریعت اور حکمت کو جمع نہیں کر سکتے اور نہ اس کی توقع رکھنی چاہیئے اس پر شہرستانی سخت ناراض اور فرط غضب سے آگ بگولہ ہو گیا۔

شہرستان میں ۵۴۸ھ ہجری میں وفات پائی سلطان اعظم سنجر بن ملک شاہ کے دربار میں بہت زیادہ تقرب یافتہ اور سلطان کا رازدار تھا۔

اقوال (۱) جس بات کو انسان سمجھ نہیں سکتا اس پر تم اسے ملامت نہ کرو (۲) ناگوار چیزوں پر صبر کرنا آسان ہے مگر محبوب اور مفرت رساں چیزوں سے پرہیز کرنا بہت مشکل ہے۔ (۳) مصائب کے وقت استقلال کے ساتھ نفس پر قابو رکھو، عالم بالا (عالم روحانیات کے متعلق کہتا ہے (۴) بوڑھا جوان سے زیادہ عالم علوی کا خواہشمند ہے اور باپ بیٹے سے زیادہ (۵) آداب تصنیف میں سے یہ ہے کہ مصنف کو جس قدر ضرورت ہے اس سے زیادتی یا کمی کرنے سے پرہیز کرے اور جس چیز کو مقدم کرنا ضروری ہے اس کو موخر اور جس کو موخر کرنا ضروری ہو اس کو مقدم کرنے سے احتراز کرے (۶) تعلیمات کی چار قسمیں ہیں (۱) تقسیم (۲) تحلیل (۳) تحدید (۴) برہان (یعنے کسی فن کی تعلیم کے وقت اول موضوع علم کی تقسیم کی جائے پھر ہر قسم کے اجزا الگ الگ تحلیل کئے جائیں پھر ان اجزاء کی تعریفات بتلائی جائیں اور پھر ان پر دلائل قائم کئے جائیں)

(۸۷) حکیم ابوالحسن بن تلمیذ بغدادی (۸۷)

بیہقی کہتے ہیں کہ نیشاپور کے ایک فاضل حکیم ابوبکر بن عروہ رحمۃ اللہ علیہ نے جو خود بھی مذہب اور خلافیات کے زبردست عالم اور تمام علوم حکمت سے واقف متقی، پرہیز گار تھے اور ان تمام کمالات سے موصوف تھے

جن سے اس زمانہ میں انسان کامل ہوتا ہے اور بغداد سے واپس آتے ہوئے ۵۵۳ھ ہجری میں استرآباد کے اندر انہوں نے وفات پائی۔ مجھ سے بیان کیا کہ ایک روز ابن تلمیذ کے درس میں گیا اس نے یہ معلوم کرکے کہ میں نے کچھ علوم حکمت حاصل کئے ہیں، اپنے درس کا رُخ بدل دیا اور منطق و طبعیات کے دشوار اور باریک مسائل بیان کرنے شروع کر دئے جس سے میں سمجھ گیا کہ طب کے علاوہ وہ دوسرے علوم میں بھی وہ اعلیٰ مرتبہ رکھتا ہے۔

نجیب الدین ابوبکر طبیب نیشاپوری نے بیان کیا کہ جب سلطان اعظم سنجر قراجہ کی جنگ سے فارغ ہوا تو ابن تلمیذ سلطان کی مجلس میں حاضر ہوا اور کہا میں تیرے بہرے پن کا علاج کروں گا اور مذکورہ ذیل گولیوں کا نسخہ لکھا:۔

سقمونیا ایک مثقال، تربد ½ ۱ مثقال، ایارج لوغاذیا ۱ مثقال، شحم حنظل ⅓ ۱ مثقال، زنجبیل ایک مثقال ایارج فیقرا ½ ۱ مثقال، ریوند چینی ½ مثقال، جاؤشیر ۱ مثقال۔ اسکنج ایک مثقال۔

اس پر بدیع الزمان طبیب سلطان نے کہا سلطان اگر خیار شنبر اور ترنجبین کا ایک مسہل لے تو بیس دست آجائیں گے وہ کافی ہے لیکن اگر یہ گولیاں سلطان نے کھالیں تو پھر کون سا طبیب ہے جو طبیعت کو اسہال سے روکے گا؟ لہٰذا سلطان ان گولیوں کے استعمال سے رُک گیا، اور یہ نسخہ الطبا، خراسان کے پاس ہے میں نے سُنا ہے کہ بغداد میں ابن التلمیذ کا سالانہ وظیفہ ۲۰ ہزار سالانہ سے زیادہ تھا مگر وہ یہ تمام مال طلبا اور غربا پر خرچ کر دیا کرتا تھا، نصرانی تھا ۵۴۹ھ ہجری میں وفات پائی۔

اقوال (۱) ابو الفتح طوسی نصرانی نقل کرتا ہے (جو عالم تعلیم نہ دے وہ دولتمند بخیل کے مانند ہے (۲) اگر دنیا کی کوئی خوبی تمہارے لئے مقدر ہے تو ضعف کے باوجود تمہارے پاس آئے گی اور اگر کوئی مصیبت تمہاری قسمت میں ہے تو تم اپنی طاقت سے اسے دور نہیں کرسکتے (۳) کبھی خوف کے پہلو سے بھلائی میسر آتی ہے اور کبھی امید کے پہلو سے برائی سامنے آتی ہے (۴) جو شخص کام کا وقت آنے سے پہلے اس میں مشغول ہو جائے گا وہ وقت پر فارغ ہو جائے گا۔

(۸۸) ابو الحسن[۱] طبیب بغدادی (۸۸)

بڑا فاضل طبیب تھا، بہت سی تصانیف کا مالک ہے۔ عبدالوہاب نیشاپوری اس کا شاگرد ہے یہی اس کی تصانیف خراسان میں لایا ہے معقولات اور حکمت میں اور بالخصوص طب میں بہت بلند مرتبہ رکھتا تھا۔ علم تشریح میں اس کی کتاب ورمغنی طب میں اس کے کمال فن پر دلالت کرتی ہیں۔

اقوال:۔ حکیم عبدالوہاب نقل کرتا ہے (۱) جس نے بلاگناہ معذرت کی اس نے گناہ اپنے ذمے لیا (۲) ضروری

[۱] تتمہ میں ابن الحسن ہے ۱۲

کاموں میں سستی کا نتیجہ ہلاکت ہے (۳) سب سے زیادہ بدبخت عاجز وہ ہے جو عجز پر عجز رکھتا ہے اور اس پر یہ شعر پڑھا سے "ناقص رائے انسان فرصت کو بکثرت ضائع کر دیتا ہے اور جب کام ہاتھ سے جاتا رہتا ہے تو تقدیر پر ناراض ہوتا ہے" (۴) خزانہ وہی جمع کرتا ہے جو اپنے اندر کوئی کمی محسوس کرتا ہے (۵) حیا ہیبت کا ایک شعبہ ہے (۶) اگر کسی شخص پر تمہارا کوئی احسان ہو تو اس کو بھلا کر باقی رکھو۔

(۸۹) حکیم علی مناولی نیشاپوری (۸۹)

خوش رو اور باوجاہت حکیم تھا، علم حکمت کی باریکیوں پر کامل عبور رکھتا تھا، علوم ہندسہ اور معقولات کی گہرائیوں سے باخبر اور جدید و قدیم تحقیقات اور معلومات پر حاوی تھا۔ امام اوحد رشیدی کے پاس اس نے ایک خط لکھا۔ زمانہ کی شکایت کرتے ہوئے اس میں لکھتا ہے (۱) اس زمانہ میں جس چیز کا ضائع ہونا ہمارے لئے پریشان کن تھا وہ اس وقت ضائع ہے اور جس چیز کا موجود ہونا ضرر رساں تھا وہ موجود ہے (۲) علم کا پھل شیریں ہے اور جو اس کی تحصیل پر خرچ ہو وہ نفع بخش ہے (۳) صحیح رائے کا نفع بہت زیادہ اور مصیبت کے وقت اس کی مضرت بہت کم ہوتی ہے (۴) دنیا کی جو چیز تم حاصل کرو گے وہ دوسری چیز کی ضرورت پیدا کریگی۔ لہٰذا دنیا کا طالب ہمیشہ محتاج اور فقیر رہتا ہے (۵) دانشمندی سے زیادہ بہتر پھل لانے والا اور کوئی درخت نہیں اس لئے کہ جس قدر تم اس کے پھل توڑو اسی قدر پھل زیادہ ہوتے ہیں اور مالک حفاظت سے مستغنی ہوتا ہے بلکہ اس کی پناہ میں محفوظ رہتا ہے۔

(۹۰) ابوالمعالی مجدود بن ابی نصر بن محمد الرشیدی النیشاپوری (۹۰)

خلیفہ ہارون الرشید رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد سے تھا نیشاپور کا باشندہ تھا اور ایسا فاضل حکیم تھا کہ تشنگان حکمت کے لئے اس کا کلام آبِ زلال ہوتا تھا، دریائے علم و ادب کی گہرائیوں میں جب غوطہ لگاتا تھا تو بڑے بڑے ادیب ساحل پر چلو بھرتے تھے، اور حکمت کی موجوں میں جب پیرتا تو بڑے بڑے حکماء کنارے پر کھڑے ہو کر افیضوا علینا من الماء او مما رزقکم اللہ (تھوڑا سا پانی یا جو تم کو اللہ نے عطا کیا ہے اس میں سے کچھ ہم کو بھی دیدو) کی صدائیں آسمان تک پہونچاتے تھے، اس زمانہ میں بڑے بڑے بزرگ اس کے کارناموں اور مفاخر کو انگلیوں پر شمار کرتے تھے اس کی بارگاہ.... بڑے بڑے فاضل حکماء کی جائے پناہ اور کامل حکماء کے اژدحام کا مقام تھی۔

اقوال (۱) بیہقی کو لکھتا ہے (۱) دنیا کی ہر لذت موروث غم ہے (۲) اپنے مآل کو کما حقہ یاد رکھو (۳) ہم آج دھوکہ میں ہیں اور کل پر اعتماد نہیں (۴) ناقص لذتوں میں بے رغبتی سعادت عظمیٰ کی رغبت

ل درۃ میں ترجمہ صحیح نہیں ہوا

کے لئے کنجی ہے (۵) انسان کا اپنے کلام پر اصرار کرنا اور اسی پر اڑا رہنا اخلاق ذمیمہ میں سے ہے (۶) کسی شریر سے دوستی نہ کرو اس کا شر تمہارا پیچھا نہ چھوڑے گا اور اگر اس سے علیحدگی اختیار کروگے تب بھی اس کا شر تم کو پہونچے گا۔

(۹۱) امام صاحب بن محمد البخاری (۹۱)

فاضل امام تھا۔ علوم[۱] اسلامیہ میں نہایت پختہ قدم اور حکمت کی باریکیوں میں نہایت قوی دستگاہ رکھتا تھا چنانچہ شاعر نے ذیل کے شعر میں اس کے متعلق جو کچھ کہا بالکل درست کہا ہے

"وہ پختہ علم اور علماء کے ساتھ رہا تھا اس لئے ہم نے اس کا نام "صاحب" رکھ دیا"۔

بیہقی فرماتے ہیں "میں نے اس کے فضائل اور خوبیاں اپنی کتاب عرائس النفائس میں مسئلہ وجود کے ذیل میں لکھی ہیں کچھ رسائل اور مضامین اس نے میرے پاس بھیجے میں نے جو ان سے استفادہ کیا تو ایسا معلوم ہوا کہ وہ چشمہ آب حیواں ہے اور میں اس سے سیراب ہو رہا ہوں وہ علمی فوائد جن کے سلسلہ میں ہماری خط وکتابت رہی یہ ہیں۔

میں نے لکھا: حسد ایک مستحق خوش حالی کی خوش حالی پر جلنا یہ مذموم ہے اور کمینوں میں ہوتا ہے۔ منافست ایک غیر مستحق کی خوش حالی پر افسوس کرنا یہ اچھا ہے اور عالی ہمت لوگوں میں ہوتا ہے۔ فضیلت۔ بھلائی کی جانب لانے والی قوت ہے۔ کرم۔ دل سے مال کثیر خرچ کرنا سخاء۔ ایک فضیلت ہے جس کے ذریعہ انسان مال خرچ کرکے شریف بنتا ہے بخل اس کی ضد ہے۔ مروت ایک فضیلت ہے جس کے ذریعہ انسان کھانے پینے میں وسعت کرکے شریف بنتا ہے۔ نذالت اس کی ضد ہے۔ ہمت ایک فضیلت ہے جس کے ذریعہ انسان بکثرت بڑے بڑے کارہائے نمایاں انجام دیتا ہے۔ سفالت اس کی ضد ہے۔ شہامت۔ ایک فضیلت ہے جس کے ذریعہ انسان تمام معاملات میں رائے صائب اور فکر صحیح کا مالک ہو جاتا ہے۔ بلاہت اس کی ضد ہے۔ حلم ایک فضیلت ہے جس کے ذریعے انسان غصہ دلانے والی چیزوں سے متاثر نہیں ہوتا۔ سفاہت اس کی ضد ہے"۔

---

[۱] تتمہ کے الفاظ کا ترجمہ یہ ہے "ایسا فاضل ہے جس کی دستگاہ علوم اسلامیہ میں نہایت قوی جس کی قوتیں حکمت کی باریکیوں میں نہایت مستحکم ہیں لیکن اس کا دعویٰ مصداق سے بہت زائد ہوتا تھا، حافظہ نہایت قوی طبیعت بہت پختہ تصانیف ٹھوس اور مستحکم ہیں جن میں خلل اور نقصان کا امکان نہیں تھا چنانچہ میں نے اس کے متعلق یہ شعر کہا ہے۔

اس مکتوب کا جواب امام نے اپنے فضل وکمال کے شایان شان دیا ایک اور مکتوب میں یمینی کے پاس لکھا :- ریاست چند طرح کی ہوتی ہے ۔ (۱) علم اور عمل کی بنا پر یہ سب سے اشرف ریاست ہے (۲) لوگوں کے اتفاق واتحاد کی بنا پر (۳) دولت کی بنا پر (۴) عظمت وکرامت کی بنا پر (۵) قوت اور طاقت کے زور سے ۔ سب سے بزرگ ریاست پہلی ہے اس میں علما سب سے بڑے عالم کو اپنا رئیس منتخب کرتے ہیں ۔ یا اہل لشکر سب سے زیادہ دلیر اور بہادر آدمی کو اپنا سردار منتخب کرتے ہیں ۔ اسی طرح ہر صاحب فن اپنے میں سب سے بڑے ماہر فن کو سردار بناتا ہے تو یہ سردار اپنے تمام اہل زمانہ کا ظاہری اور باطنی صوری اور اور معنوی رئیس ہوتا ہے باقی ریاست تغلبیہ ذلیل ترین ریاست ہے یہ تو تنہا تنہا ریاستیں ہیں کبھی ایسا ہوتا ہے کہ ان انفرادی فضائل اور ریاستوں سے ایک ریاست مرکب ہوتی ہے جس میں یہ تمام باتیں جمع ہوتی ہیں جیسا کہ ہمارے زمانہ میں ہے[۱]

میں نے ایک روز ایک شخص کے اخلاق کے متعلق جو وہاں موجود تھا دریافت کیا اس کے بارے میں کچھ کہا اور پھر اخلاق کے متعلق ایک نہایت عمدہ تقریر کی اور کہا "بچہ کے اخلاق زہرہ ستارہ کی طبیعت پر ہوتے ہیں ۔ اس کے پختہ ارادے بھی بدل جاتے ہیں ، بے حد جلد باز ، غصیل ، ضدی ہوتا ہے ۔ مفید چیزوں کے مقابلہ پر خوب صورت چیزوں کو پسند کرتا ہے جلد دھوکہ کھا جاتا ہے نہ اس کی دوستی قابل اعتماد اور نہ دشمنی قابل اہتمام ، بوڑھے کے اخلاق ان تمام باتوں میں بچہ کی ضد ہوتے ہیں ، نوجوانوں کے اخلاق ان تمام باتوں میں درمیانی درجہ پر ہوتا ہے ۔ طاقتور ۔ ہر کام پر پختہ ارادہ ہوتا ہے ، عالی نسب ، اپنے بزرگوں کے ساتھ مشابہت کرتا ہے ۔ دولتمند گالیاں دیتا ہے ، بدزبانی کرتا ہے اور ہر شخص کے متعلق یہ گمان کرتا ہے کہ وہ اس پر حسد کرتا ہے جس سے تعلقات دیرینہ ہوتے ہیں وہ بہت خرچ کرنے والا ہوتا ہے اور نئے تعلقات والا بہت گستاخ ہوتا ہے ۔

(۹۲) امام احمد بن حامد نیشاپوری (۹۵)

ریاضیات میں اس کا مرتبہ بہت بلند اور قدم بہت مستحکم تھا میں نے اس کو آخر عمر میں دیکھا اور استفادہ

---

[۱] یہ دونوں قول بیہقی نے یہاں اپنے نقل کئے ہیں جو اس نے صاحب بن محمد بخاری کے پاس لکھ کر بھیجے ہیں اور اس نے بنظر استحسان ان کو دیکھا ہے مناسب یہ تھا کہ صاحب ترجمہ کے اقوال اس جگہ نقل ہوتے بعض لوگ غلط فہمی اور استبعاد کی بنا پر ان اقوال کو صاحب بن محمد بخاری کی طرف منسوب کرتے ہیں یہ غلط ہے ۔

بھی کیا کسی نے اس سے دریافت کیا کہ تم علم نجوم کیوں نہیں حاصل کرتے اس نے کہا "تحویل وتسییر طالع کے لئے جس قدر نجوم کی مجھے ضرورت ہے اس کے لئے تو میں چند درہم دے کر دوسروں سے کام لے لیتا ہوں اور جس کی مجھے ضرورت نہیں بلکہ دوسرے اس کے محتاج ہیں اُس خدمت کو میرے بعض شاگرد انجام دیدیتے ہیں، پھر مجھے کیا ضرورت ہے کہ میں وقت ضائع کروں، اور اس میں کیا طبیب کی کسرِ شان ہے کہ دوسرے اس کی دوائیں اور جڑی بوٹیاں مہیا کردیں (۲) بہترین عمل وہ ہے جو نیک نیتی سے کیا جائے۔ (۳) جس کا نفس اخلاق رذیلہ اور برائیوں سے محفوظ رہا اس کا نحوست کا ستارہ ڈوب گیا۔

اس کی امامت اور ریاست قدیم خاندانی تھی۔

(۹۳) عین الزمان الحسن القطان المروزی (۹۶)

ادیب ابو العباس لوکری کے شاگردوں میں سے تھا، بڑا فاضل طبیب، حکیم اور ادیب تھا بہت موزوں طبیعت پائی تھی اشعار بہت کہتا تھا، شعر گوئی سے طبعی مناسبت تھی اس کی بہت سی تصانیف ہیں جن میں کیہانِ شناخت ہیئت میں، ایک کتاب علم عروض میں کتاب الدوحہ علم الانساب میں اور اس کے علاوہ طب میں بہت سے رسائل مشہور ہیں، اس کا اصول علاج زیادہ تر کم اور ہلکی غذاؤں پر مبنی تھا بعض اوقات مریض کو ان دواؤں سے بھی منع کردیتا تھا جن میں غذائیت ہوتی تھی۔

اقوال (۱) حکمت فضائل نفس کی ماں ہے اور معتدل مزاج دایہ ہے اور استعداد کامل باپ ہے اور سعادت عظمیٰ بیٹا ہے (۲) نمائش ذلیل ترین عمل ہے (۳) ضبط وتحمل نہایت پاکیزہ عبادت ہے

(۹۴) امام عمر بن غیلان بلخی (۹۷)

دربارِ (مرو) کا سب سے بڑا حکیم تھا حکمت میں کامل دستگاہ رکھتا تھا گویا حکمت نے اس کو اہل سمجھ کر اس کے دامنوں میں پناہ لی تھی، ایک دن ایک فاضل آدمی کی شکایت کے سلسلہ میں کہا شریر آدمی اتنا بھی امتیاز نہیں کرسکتا کہ کون اس کے شر سے بھاگتا ہے اور کون اس کے شر کا شر سے جواب دیتا ہے۔

(۹۵) بہاء الدین محمد بن محمود بن یوسف بن برادر بدیع (۹۸)

بڑا مبارک قدم، پاکیزہ فطرت طبیب تھا معالجات اور طبی تجربات میں بہت عالی مقام رکھتا تھا۔ سلطان اعظم سنجر بن ملک شاہ نے اس کی عزت وعظمت کو چار چاند لگائے تھے۔ سلطان اسے تقرب، اعزاز

واکرام اور خلعت و انعام سے خاص طور پر سرفراز فرماتا رہتا تھا مرض کی شدت اور ضعف قوت کی حالت میں بارہا سلطان کا علاج کیا اور شفا ہوئی۔ معالجات میں عجیب و غریب تجربات کا مالک تھا۔ حسن سیرت اور علمی کمالات کے ساتھ حسن صورت بھی رکھتا تھا۔

(۹۶) نجیب الدین ابوبکر طبیب نیشاپوری (۹۹)

اخلاق جمیلہ کی طاقت پر بھروسہ رکھتا تھا اور فضل و کمال کے مرغزار میں خیمہ زن تھا اس قدر مبارک قدم حکیم تھا کہ عزیز الدین افضل الممالک ابوالفتح علی بن فضل اللہ طغرائی اس کے حق میں کہا کرتے تھے کہ "علاج تو بڑی چیز ہے جس مریض کے دروازے سے یہ فاضل گزر جائے اس کو شفا ہو جائے" حکیم ابوالخیر کتاب امتحان الاطبا میں لکھتا ہے :۔ طبیب کے لئے ضروری ہے کہ وہ خوش قامت ہو اس کے اعضا تندرست، موزوں، خوبصورت، قوی ہوں، مزاج معتدل ہو ہتھیلیاں گداز، انگلیوں کے درمیان کشادگی زیادہ ہو، رنگ گورا سرخ و سپید ہو، بال متوسط درجہ نہ بہت زیادہ نہ بہت کم نہ بالکل سیدھے نہ زیادہ گنجان (بلکہ گھونگریالے ہوں) آنکھیں بڑی بڑی سیاہ ہوں، نگاہوں میں ہمیشہ سرور و نشاط کی لہریں موجزن ہوں، چہرہ پر بشاشت اور خوشروئی کھیلتی ہو، زیرک اور ذکی ہو حافظہ قوی، فہم و فراست عمدہ۔ فکر رسا اندازہ و قیاس نہایت قوی ہو صحیح اور درست مقاصد کے لئے ہر قسم کی تکلیف مشقت اور مصیبت برداشت کرنے میں مستقل مزاج ہو۔ راز دار ہو، مریضوں کی خلاف مزاج باتوں کو برداشت کرنے والا ہو، یہ تمام اوصاف بہار الدین اور نجیب الدین ابوبکر میں موجود ہیں" خدا ان کی عمر دراز کرے"۔

(۹۷) حکیم ناصر ہروی (۱۰۰)

خاندان کسریٰ سے تھا جملہ علوم حکمت اور دقائق و معارف فلسفہ پر حاوی تھا ذہن بے حد تیز اور نقاد طبیعت نہایت موزوں اور رسا پائی تھی عربی اور فارسی اشعار بہت اچھے کہتا تھا۔ کچھ اشعار میں نے اپنی کتاب وشاح دمیۃ القصر میں نقل کئے ہیں کچھ عرصہ میرے پاس بھی آتے رہے اس کے بعد قطب الزماں کے ہاں جانے لگے نیشاپور میں اپنے مکان پر طبعی موت سے وفات پائی ملک الوزراء طاہر بن فخر الملک نے شاہی دربار کی ملازمت کے لئے سر و بلالیا بیہقی کہتے ہیں کہ وفات کے بعد میں نے اسے خواب میں دیکھا وہ کہتا تھا۔ "دربار کی ملازمت کی رغبت کی وجہ سے میں یہاں سخت تکلیف میں ہوں اس کے سوا میں نے دنیا کی جانب کبھی التفات نہیں کیا۔

اقوال (۱) ایک گھر سے دوسرا گھر بدل جاتا ہے مگر ان دونوں گھروں کا مالک نہیں بدلتا (۲) شریر اپنے شر پر فخر کرتا ہے نیک اپنی نیکی سے شرم کرتا ہے کتنا بڑا فرق ہے۔

۹۸ امام محمد بن الحارثان سرخسی ۱۰۱

حکمتِ کاملہ کی جستجو اور طلب میں دنیا کی اکثر ولایتوں اور ملکوں کی سیاحت کی، ادب میں جوہری اور ابن فارس کا مرتبہ رکھتا تھا، میرے اور اس کے درمیان اس مسئلہ پر گفتگو رہی کہ تصدیق سے پہلے دو تصور ہونے چاہئیں یا تین اپنی کتاب شرح نجات میں میں نے اس گفتگو کا ذکر کیا ہے۔

اقوال (۱) عارفین کے فکر کی ابتدا اور انتہا صرف ذات حیّ و قیوم ہے (۲) عقل کا سفر عالم ملکوت (عالم بالا) میں اس سے بہتر کوئی سفر نہیں (۳) جس شخص کی قابلیت کی انگوٹھی کا نگینہ حقائق کے نقوش سے آراستہ ہو گیا اس نے حقیقی لذت حاصل کر لی۔

(۹۹) فیلسوف محمود خوارزمی (۱۰۲)

اس کا باپ قسر کا وزیر تھا یہ قسر ایک ترکی تھا، خوارزم پر اس نے قبضہ کر لیا تھا محمود علوم حکمت کے ساتھ ہی علوم عربیت اور ادب میں بھی بڑا ماہر تھا حکیم ابو البرکات سے اس نے استفادہ کیا تھا بیہقی کہتے ہیں کہ میں نے ۵۱۹ھ میں مرو کے اندر دیکھا تھا آخر سودا کا اس کے مزاج پر غلبہ ہوا۔ اور سردی کے موسم میں رات کے وقت اس نے قلم تراش چاقو سے خودکشی کر لی۔

اقوال (۱) آنکھوں والا جب نابینا سے راستہ دریافت کریگا یقیناً گمراہ اور ہلاک ہوگا (۲) جو شخص ہر حال میں وہم کو عقل کے ساتھ مطابق کرنا چاہے گا اس کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی کانوں والا بہرے سے کچھ دریافت کرے یا کسی بہرے کو اپنی بات سنانا چاہے (۳) نظروں پر پردے پڑ جاتے ہیں اور دل پر قساوت (سختی) کا زنگ آ جاتا ہے اس کا ازالہ اور جلا اخلاق حسنہ ہیں (۴) حکمت شکم سیری کے بعد بھی بہت خوشگوار اور غذا دینے والی ہوتی ہے۔

(۱۰۰) حکیم ابوالفتح عبدالرحمٰن خازن (۱۰۳)

علی بن محمد خازن کا محبوب رومی غلام تھا۔ علم ہندسہ میں خاص طور پر کمال حاصل کیا تھا معقولات سے مناسبت نہ تھی انتہائی کوشش کے باوجود کچھ ہاتھ نہ آیا مشہور زیج سنجری کا بانی یہی ہے مگر

اس کی تمام تعدیلات و اوساط محل نظر ہیں صرف عطار دکی تقویم اور وہ بھی حالت رجوع میں، درست اور تجربہ و مشاہدہ کے موافق ہے۔ بہت سیر چشم اور دنیاوی حرص و طمع سے پاک دامن تھا سلطان اعظم سنجر نے ایک ہزار دینار امیر امام شافع طبیب کے ہاتھ بھیجے، ابو الفتح نے واپس کر دئے اور کہا مجھے ضرورت نہیں میرے پاس ابھی ۱۰ دینار باقی ہیں ہر سال تین درہم میرا خرچ ہے گھر میں صرف ایک بلی ہے" دو چپاتیاں روزانہ غذا تھی ہفتہ میں صرف تین مرتبہ گوشت کھاتا تھا۔ امیر لاجی آخر بک کی بیوی نے ایک ہزار دینار بھیجے وہ بھی واپس کردئے، زاہدوں کا سا لباس پہنتا تھا اور پارساؤں کی سی غذا کھاتا تھا حکیم سمرقندی اس کے شاگردوں میں سے ہے۔ میزان الحکمت اس کی ایک کتاب ہے یہ میزان ارشمیدس کے نام سے مشہور ہے بیہقی کہتے ہیں کہ میرا نکالا ہوا ایک زائچہ اس کے سامنے پیش کیا گیا تو اس پر لکھ دیا "اصول حساب کی پوری پوری رعایت کی گئی ہے اعمال اور ان کے متعلقات میں پوری مناسبت ملحوظ رکھی گئی ہے، احکام میں نقلی، اسماعی، طبعی تینوں قسمیں جمع کر دی گئی ہیں، اللہ پاک نظر بد سے محفوظ رکھے اس زائچہ کی بڑی خوبی یہ ہے کہ اس کا نکالنے والا اس فن میں پورا کمال اور مہارت رکھتا ہے۔ والسلام حکیم حسین سمرقندی اس کے شاگردوں میں سے تھا۔

(۱۰۱) فیلسوف محمد بن احمد المعموری البیہقی (۱۰۴)

ریاضیات میں بنی موسیٰ کے نقش قدم پر تھا بیہقی النسل ہے وہیں پیدا ہوا مخروطات کے نہایت دقیق مسائل میں ایک نہایت عمدہ بے نظیر کتاب لکھی قطب الزماں کی کتابوں میں اس کا ایک نسخہ تھا۔ علم الحیل والاثقال وغیرہ کے عملی تجربات میں یہ کتاب بے حد معین و مفید ہے، امام عمر خیام ان علوم میں اس کی برتری اور پختگی کا اعتراف کرتے تھے۔

ایک اتفاق سلطان ملک شاہ نے معموری سے ایک زیج بنانے کی فرمائش کی تھی اسی سلسلہ میں اسے اصفہان کا سفر کرنا پڑا اور سلطان محمد کے زمانہ تک اصفہان میں رہا جب فرقۂ باطنیہ کے قلعہ نشین اور کوہ نشین لوگوں کو آگ میں جلانے کا فیصلہ ہوگیا اور سلطان نے اس کا تہیہ کر لیا تو ایک دن معموری نے اپنے درجہ طالع کی تسییر رفتار کو دیکھا کہ ہیلاج ایک منحوس جسم اور منحوس شعاعوں سے متصل ہے معموری اس اتصال سے ڈرا لہذا سلطان کے مکان سے باہر آگیا، حالانکہ وہاں بڑی عزت واحترام کے ساتھ رہتا تھا ہر قسم کی ضروریات کے وہ متکفل تھے اور اپنے ایک دوست کے گھر چلا گیا اور گھر کے ایک کونہ میں گوشہ نشینی اختیار کر لی اسی اثنا میں ایک باطنی کو گرفتار کیا گیا اور جلانے

کی جگہ لائے۔ عورتیں، بچے اس کو دیکھنے کے لئے کوٹھوں اور چھتوں پر چڑھ گئے جس مکان میں معموری تھا۔ اس کی چھت پر ایک عورت کا پیر پھسل گیا، اس پر اسے غصہ آگیا سمجھی کہ اس گوشہ نشین کی نحوست کا اثر ہے اور چیخنا شروع کیا "ارے لوگو دوڑو اس گھر میں ایک اور باطنی چھپا ہوا ہے" لوگ گھر میں گھس آئے اور اسے پکڑ کر جان سے مار ڈالا، جب اس کی نعش باہر لائے تو سلطان کے ملازمین نے پہچانا اور عام بلوائیوں کو بہت کچھ لعنت و ملامت کی مگر یہ لعنت و ملامت قضا مقدر سے کیا بچا سکتی تھی اور مقررہ گھڑی کہاں ٹل سکتی تھی۔

اقوال (۱) قضا و قدر قدرت کا بہت بڑا راز ہے (۲) جو چیز ایک پہلو سے نفع پہونچائے اور دوسرے پہلو سے نقصان وہ اچھی نہیں (۳) جس قدر علم بڑھتا ہے جہل گھٹتا ہے (۴) اغراض و غایات چار قسم کی ہوتی ہیں۔ غایت ناموسی۔ غایت طبعی۔ غایت صناعی۔ غایت اتفاقی، غایت ناموسیہ وہ ہے جو صحیح فکر اور روشن رائے سے حاصل ہو۔ غایت طبعیہ۔ طبیعت مقررہ زمانہ میں اس کی رہبری کرتی ہے۔ غایت صناعیہ، صنعت و حرفت کا جو مقصد ہوتا ہے وہ غایت صناعیہ ہے، مثلاً گھر میں رہنا گھر بنانے کے لئے۔ غایت اتفاقیہ بغیر قصد و ارادہ کے جو مقصد کسی کام سے حاصل ہو جائے وہ غایت اتفاقیہ ہے۔ (۵) ہر علم کا ایک موضوع ہوتا ہے۔ مبادی ہوتے ہیں اور مسائل۔ موضوع میں نظر و فکر اور بحث و تحقیق ہوتی ہے۔ مبادی سے دلائل و براہین قائم کئے جاتے ہیں اور مسائل دعاوی ہیں۔ جو دلائل و براہین سے ثابت کئے جاتے ہیں۔

(۱۰۲) امام ابوزید نوقانی (۱۰۵)

ریاضی اور معقولات کا بہت بڑا عالم تھا۔ علم مساحت اور حساب میں اس کی بہت سی کتابیں ہیں معقولات میں کچھ رسائل ہیں۔

اقوال (۱) حق ہر چیز کے بدلے میں قبول کرو (۲) جس شخص کی عمر چالیس کی ہو گئی اسے ہر سال ایک نیا مرض ہوگا اور پچاس سال کی عمر میں ہر ماہ اور ساٹھ سال کی عمر میں ہر روز اور ستر سال کی عمر میں ہر گھڑی (۳) سلطان ایک منڈی کی مانند ہے جو کچھ پیدا ہوتا ہے وہاں لایا جاتا ہے اچھا ہو یا برا۔

(۱۰۳) حکیم ادیب عبدالواحد قاینی مقیم رَی (۱۰۶)

سلطان اُستندار نے گجو اور کلار کے علاقہ میں اسے مقرر کر دیا تھا۔ چند نہایت عمدہ رسائل اس کی تصنیف ہیں ان میں ہیں نے ذیل کے مقولے پائے۔ نہ معلوم کس آفتاب حکمت سے یہ انوار اُس نے حاصل کئے۔

اقوال رفیلسوف (فلاسفر) وہ ہے جو تہذیب اخلاق کے ساتھ حکمت کا ذخیرہ جمع کرے، کامل وہ ہے جو دوسروں پر فیضان خیر کر سکے معلم وہ ہے جو نظری اور علمی فیض دوسروں کو پہونچائے، مؤدب راتالیق) وہ ہے جو اخلاقی فضائل دوسروں کے اندر پیدا کر دے، طبیعت نفس کے تابع ہے اور نفس عقل کے۔

(۱۰۴) ابوالمفاخر[1] محمد بن الجلیل العمری الکاتب البخاری الخوارزم شاہی (۱۰۷)

(معروف برشیدین وطواط) تعریف و توصیف کی بلندیوں پر سرفراز تھا اور مراتب عالیہ کی چوٹیوں پر قابض تحصیل شرف وکمال میں ہمعصر حکماء سے گوئے سبقت لے گیا تھا اور علوم وفنون کا حقیقی رمز شناس اور رازدار بن گیا تھا، اس کے پاکیزہ افکار کے مقابلہ میں دُرِ شاہوار کے بازار پھیکے پڑ گئے تھے اس کے رسائل دوسرے ممالک سے آنے والے وفود کے لئے تحفے تھے جنہیں قافلے پر قافلے لے جاتے تھے اور اس کے یکتا موتی دہواں دہار بارش کی طرح تھم تھم کر برستے تھے اور حقائق علمیہ کی تحصیل میں اس نے[2] "فرخ کے تراشے ہوئے دوناتمام تیروں پر قناعت نہیں کی" اور بوڑھے کی رائے پر لڑکے کی بہادری کو فضیلت نہیں دی" (یعنے تحصیل علم میں سطحی معلومات پر اکتفا نہیں کیا اور پیرانہ رائے اور تجربہ کو جوانی کے مطالعہ پر ترجیح دی) اور پراگندہ بزرگیاں اس کے وجود سے یکجا جمع ہوگئیں اور اس کے سوا دوسروں نے عمدہ عمدہ نعمتیں پائیں اگر یہ نہ ہوتا کہ مجھے تیراندازی کئے

---

[1] تتمہ اور درۃ میں کئی سطریں القاب میں لکھی ہیں ہم نے اختصار کیا ہے طلبہ کی ضرورت سے ہم ان کا ترجمہ کئے دیتے ہیں بزرگ ومحترم امام امیر، ملک وملت کا بہی خواہ، اسلام اور مسلمانوں کے لئے باعث سعادت، تعریف وتوصیف اور بزرگیوں کا مالک، سلاطین اور بادشاہوں کا ہر دل عزیز تمام ملک میں سب سے زیادہ فصیح ہر قسم کے بیانوں کا مالک خوارزم اور خراسان کے لئے باعث فخر ہمنشینوں اور بزرگوں کا سرتاج انشا پردازوں کا بادشاہ دنیا وسخن کا امیر الامراء الخ ۱۲۔

[2] اس عبارت کے ہر فقرہ میں ایک ضرب المثل ہے جن کے حل کرنے کے لئے لغت کی کتابوں کی طرف رجوع کیا جائے۔ ۱۲

بہت عرصہ ہوگیا اور حجاز کے بجائے عسیب میں پڑا ہوں اور ستاروں کی طرف دیکھے بغیر بیمار رہوں۔ (یعنے اتنی بیمار رہوں (حضرت ابراہیمؑ کے قصہ کی طرف تلمیح ہے) تو میں شام کا کھانا سہیل تک موخر نہ کرتا اور عدیل کی طرح اپنے وطن سے ان کی بارگاہ کی جانب بھاگتا۔ اور اگر رات دراز ہوتی اور چاندنی میرا ساتھ دیتی تو میں اس کے قبلۂ امید کی جانب حج یا عمرہ کی نیت سے جاتا اور اپنی انتہائی آرزوئیں حاصل کرتا کیونکہ آرزوؤں کے قافلے منیٰ میں ہی جاکر اترتے ہیں۔ رشید وطواط خدا کے فضل سے خوارزم اور خراسان کے فضلاء کا صدر ہے اور رؤسا فضل وکرم میں وہی مرتبہ رکھتا ہے جو آل جفنہ کا آل غسان میں ہے، بڑے بڑے شرفاء اور بزرگ اسکے عنایت ناموں سے کرم کی آیتیں پڑھتے ہیں، اور بڑے بڑے فضلاء اس کے کمالات وفضائل کے ضمن میں حکمتوں کی صورتیں مشاہدہ کرتے ہیں زمین اپنی سختی اور درشتی کے باوجود ان لوگوں کے لئے نہایت سہل اور نرم ہے جو اس کی بارگاہ کا رخ کرتے ہیں اور اس کی عنایات ونوازش کی وجہ سے وہ لوگ جن کا گھر حزن میں تھا، ان سے قریب ہوگئے جن کا گھر صول میں تھا۔

ان کے حکیمانہ اقوال اور کلمات میں نے اپنی کتاب مشارق التجارب وغوارب الغوارب کی چوتھی جلد میں درج کئے ہیں۔

امام مفتی ظہیرالدین عبدالجلیل بن عبدالجبار (۱۰۸)

ان کے چچا اور والد جلیل القدر ائمہ میں سے تھے انہوں نے اپنی تمام عمر علوم حکمت کے حاصل کرنے میں صرف کر دی، علوم ریاضیہ سے بہت زیادہ مناسبت تھی معقولات میں بہت بڑا کمال حاصل کیا تھا، اخلاق وعادات نہایت پاکیزہ اور عمدہ تھے، تعلیم وتعلم، اعمال صالحہ، ریاضت اور تلاوتِ قرآن میں وقت صرف کرتے تھے، عنقریب ان کے اور فضائل ومکارم ظاہر ہوں گے انشاءاللہ۔

(۱۰۵) حکیم ابوسعید محمد بن علی المتطبب (۱۰۹)

ان کے والد کو حکیم علی طحان کہتے تھے نیشاپور کے خاندان سے تھے وہیں پیدا ہوئے طبیعت نہایت پاکیزہ روشن اور تیز پائی تھی بہت سی تصانیف کے مالک ہیں، بلخ میں اکثر ایام زندگی بسر کئے ۳۶ھ ہجری میں وفات پائی۔

اقوال فن طب میں...... بڑی چھوٹی بہت سی تصانیف مدون ہو چکی ہیں۔ ہر مصنف کا

ھ درۃ میں عبدالجبار کا ذکر نہیں ۱۲

انداز بیان علیحدہ اور ترتیب جداگانہ ہے ہر کتاب میں کچھ نہ کچھ عجیب و غریب فوائد اور نکتے ضرور ہیں ہر مصنف کی غرض تصنیف دوسرے سے جدا ہے (۲) اللہ پاک نے اس عالم ہستی کو بہترین ترتیب اور نظم کے ساتھ ترتیب دیا اور اجسام موجودات کو ان کے مواد اور مبادی سے بہترین طریقہ پر ترکیب دیا۔

کتاب بواسیر کے شروع میں لکھا ہے (۱) سلامتی فطرت، ذکاوت، تحصیل فضائل اور اکتساب کمالات کی رغبت جس شخص کے شریک حال ہو اور وہ کسی دیر پا مرض میں مبتلا ہو جائے اور علاج دراز ہو جائے اور اس مرض کے متعلق تجربات بکثرت اسے میسر آجائیں، اپنے اصلی اور عارضی مزاج کی پوری کیفیات اور جو دوائیں اس مرض میں استعمال کرتا ہے ان کی خاصیات سے بخوبی واقف ہو جائے، اور پھر اس مرض کے علاج کے سلسلہ میں کوئی کامل تصنیف بھی اسے مل جائے تو ممکن ہے کہ وہ اپنی صحت اور اصلاح مزاج کی کوئی تدبیر کر سکے اور مرض کی زیادتی کی روک تھام کر سکے۔ مگر اس کے باوجود غلطی اور لغزش سے مطمئن نہیں ہو سکتا کیونکہ جو شخص کسی فن کا ماہر نہیں ہوتا وہ اس علم میں تصرف نہیں کر سکتا (۲) بعض امراض ایسے ہیں جن میں بہرحال ایک ایسے طبیب کی خدمات کی ضرورت ہے جو ہر وقت موجود رہے اور ان علامات و کیفیات کا خاص طور پر خیال رکھے جو طبیعت کی حسب ضرورت اعانت اور علاج کا راستہ بتلاتی ہیں اور مرض جو جو صورت اختیار کرتا رہے وہ برابر اس کی تدبیر کرے، یہ گرم امراض ہیں اس قسم کے امراض میں کتابوں کی تصنیف سوائے طبیب کے اور کسی کے لئے مفید نہیں۔

ابوالمفاخر شاعر بھی تھا نہایت پاکیزہ اور فصیح و بلیغ کلام ہوتا تھا جس سے روح پرور اشعار مشہور ہیں امام بیہقی فرماتے ہیں کہ کچھ اشعار میں نے اپنی تصنیف درۃ الوشاح میں نقل کئے ہیں۔

(۱۰۶) امام فیلسوف علی بن شاہک قصاری نابینا بیہقی (۱۱۰)

نو سال کی عمر میں چیچک نکلی اور اس میں بینائی جاتی رہی اول قرآن شریف پڑھا اور حفظ کیا اور پھر علم ادب کے اصول و فروع پڑھے اور یاد کئے اور اس کے متعلق علوم کے حاصل کرنے میں خاص طور پر محنت اور سعی کی انبیا اور اولیا سے مروی بہت سی دعائیں اور احادیث حفظ کیں اور اس کے بعد بغیر کسی استاد اور معلم کے علم حکمت حاصل کرنا شروع کیا، اور اس کی صورت یہ تھی کہ ایک شخص اس کے سامنے منطق کا ایک مسئلہ پڑھتا وہ اسے یاد کر لیتا اور بار بار دہراتا اور اس میں خوب غور و فکر کرتا یہاں تک کہ پورے طور پر اس کی حقیقت سے واقف ہو جاتا پھر وہ دوسرا مسئلہ پڑھتا اسی طرح

علم منطق، طبعی اور الٰہی حاصل کیا اس کے بعد ریاضی کی جانب متوجہ ہوا، اس میں بھی اسی طرح ایک شخص اقلیدس کی شکل کا بیان پڑھتا اور وہ اسے یاد کر لیتا اور برابر اس کو اپنے خیال میں رکھتا یہاں تک کہ اس کو حل کر لیتا اور طلبا کو اس کا عمل بتلا دیتا اس کے بعد نجوم کا مطالعہ شروع کیا اور مشق جاری کر دی زائچے نکال لیتا اور تمام فلکی حسابات اور اشکال متعین کر دیتا اور پھر کوئی شاگرد اس کے بیان کو قلمبند کر دیتا، ان ایام میں اس نے تمام ستاروں کی تقویمیں (جنتریاں) اور آنے والے سالوں کے زائچے نکالے جو تقویم نکالتا تھا مشہور رؤسا فن کے پاس بھیج دیتا اور وہ اسے دیکھ کر حیران رہ جاتے اور اس سے استفادہ کرتے، بہرحال اس کی ہستی ایک نادرۂ روزگار ہستی تھی جس نے اسے دیکھا نہیں وہ اس کے کمالات کی ہرگز تصدیق نہیں کر سکتا۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ اطراف زادہ میں بھی کوئی نابینا ہے جو زائچے اور تقویمیات نکالتا ہے میرے اور قصاری کے درمیان بہت سے مباحثے ہوئے ہیں جنہیں میں نے اپنی کتاب عرائس النفائس میں نقل کیا ہے۔ اب آج کل اس نے کبیسہ کے متعلق مجھ سے مفصل بیان کی فرمائش کی تھی چنانچہ میں نے ایک رسالہ کبیسہ کے متعلق تصنیف کر کے بھیجا ہے یہاں اس کے بیان کا موقعہ نہیں۔

یہ نادرۂ روزگار حکیم صرف قدرت الٰہی کی توفیق و اعانت اور اوضاع فلکی کی تائید و تاثیر سے اس درجۂ کمال تک پہونچا چنانچہ جب پیدا ہوا تو اس کا طالع جوزا تھا اور عطارد برج جدی میں اور مشتری برج دلو میں اور قمر برج ثور میں تھا۔

(۱۰۷) امام زین الدین الحسینی الجرجانی الطبیب (۱۱۱)

اپنی پاکیزہ تصانیف سے طب اور دوسرے علوم کو اس نے زندہ کر دیا تھا بیہقی کہتے ہیں کہ میں نے ۵۳۱ھ ہجری میں اسے سرخس میں دیکھا۔ اس وقت وہ عمر کی آخری منزلوں سے گزر رہا تھا۔

ملک عادل خوارزم شاہ اتسز نے اس کو اپنے ہاں رکھ لیا تھا عرصہ تک خوارزم میں رہا اسی زمانہ قیام میں الخفی العلائی۔ الطب الملوکی۔ کتاب الذخیرہ، کتاب الاغراض، کتاب یادگار وغیرہ حکمت میں، کتاب تدبیر الیوم و اللیلۃ قاضی ابو سعید شارعی کے نام پر اور کتاب وصیت نامہ تصنیف کیں۔ ان تصانیف کو علمی دنیا میں بنظر استحسان و قبول دیکھا گیا حقیقت میں نہایت مفید اور عمدہ کتابیں ہیں بعض معتبر لوگوں سے معلوم ہوا کہ بے حد نیک نفس کریم الاخلاق اور خوش صحبت آدمی تھا بیہقی فرماتے ہیں کہ جرجانی کا ایک نہایت عمدہ رسالہ ہے اس کو میں یہاں نقل کرتا ہوں اور اسی پر کتاب کو ختم

کرتا ہوں۔

رسالہ زین الدین جرجانی

اے میرے بھائی خدا تمہیں اور مجھے توفیق خیر دے یہ کیا بات ہے کہ میں دیکھتا ہوں تم اس مٹنے والی دنیا اور فنا ہونے والے عالم کے ساتھ بے حد دل چسپی اور وابستگی رکھتے ہو اس تاریک اور گندے جسم کی پرورش اور حفاظت میں ہر وقت لگے رہتے ہو؟ حالانکہ یہ سب سے زیادہ سرکش سواری اور نفس انسانی کا بدترین مقام ہے وہ قوت غضبیہ اور شہویہ جن میں سے ایک تمہیں درندگی کی طرف لے جاتی ہے اور دوسری بہیمیت کی جانب اس کے تم بطیب خاطر بالعداً ہو، غلام ہو اور جو قوت عقلیہ تم کو جنت الفردوس اور مراتب عالیہ پر پہونچانے والی ہے اس کی بات تم نہیں مانتے اس کی پیروی تم پر شاق ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ شاید تم ان خواہشات کے پورا ہونے اور لذتوں کے حاصل ہونے سے دھوکہ کھا رہے ہو بلکہ ان پر مغرور ہو حالانکہ یہ سر تا سر تکالیف اور تکالیف بھی ایسی کہ بیان سے باہر ہے کیا تم نہیں جانتے کہ دنیاوی لذتوں کا حاصل صرف خوشذائقہ کھانے خوشگوار پینے کی چیزیں، نرم اور نازک لباس، عمدہ گھوڑوں پر سواری، دشمنوں پر غلبہ، دوشیزہ حسین و جمیل عورتوں سے لطف اندوزی ہے حالانکہ درحقیقت یہ لذتیں نہیں بلکہ ان میں سے ہر ایک بجائے خود تعب انگیز حاجت ہے بالخصوص عقلاء کے لئے اور پریشان کن ضرورت ہے خاص کر بیدار مغز فضلا کے لئے اس لئے کہ کھانا پینا بھوک و پیاس کو دور کرنے کے لئے ہے۔ اور لباس گرمی اور سردی سے بچانے کے لئے ہے اور سواری پیادہ پائی کی تکلیف سے بچنے کے لئے ہے۔ اور دشمن پر غلبہ غیض و غضب کی آگ بجھانے کے لئے ہے۔ نکاح کا منشا ایک طبعی خواہش کی تکمیل ہے جو ایسے دو اعضاء کے اتصال و اقتران سے حاصل ہوتی ہے جو مستور اور چھپے رہنے چاہئیں بالخصوص متین اور بردبار آدمیوں سے جو اپنے بازؤں تک کا کھلنا بھی پسند نہیں کرتے اور جماع کی حالت میں وہ اعضا کھولنے پڑتے ہیں۔ صرف یہ ہی نہیں بلکہ بعض وقت شدت لذت فریق ثانی کی شرمگاہ کھولنے پر مجبور کرتی ہے اب ذرا تم متصور کرو کہ ایک پاک نفس بیدار مغز عقلمند کے لئے یہ حرکت کس قدر دنی اور کس قدر ذلیل، کس قدر شنیع اور کس قدر قابل شرم و رسوا کن ہے۔

علاوہ ازیں مطلقاً احتیاج خود پسندیدہ اور خوشگوار چیز نہیں ضرورت خود مطلوب و مرغوب چیز نہیں اور یہ نام نہاد لذتیں درحقیقت مجسم احتیاج ہیں اور احتیاج سراپا تکلیف ہے اگر یہ کوئی فضیلت اور عظمت کی چیز ہوتی تو مقرب فرشتے اس سے بے نیاز اور مجتنب نہ ہوتے حقیقی لذت یہ ہے کہ بھوک تکلیف نہ دے۔ پیاس نہ ستائے۔ پیادہ چلنا نہ تھکائے، گرمی اور سردی ایذا نہ دے۔ تنگ دلی اور

عرصہ سکون زندگی کو مکدر اور پراگندہ نہ کرے بخدا میں تو ایسے شخص کے ساتھ رہا ہوں جس نے مدت دراز تک بھوک پر صبر کیا اور پھر جب کھانا سامنے لایا گیا تو رو یا اور کہا "اے اللہ تونے ہی مجھے پیدا کیا تو ہی مجھے نیستی سے ہستی میں لایا اور اپنے کلام کے شرف سے مشرف فرمایا اب تو ہی مجھے وہ تمام نعمتیں عنایت فرما جن کا تو نے مجھ سے وعدہ کیا ہے" یہ تمام شکایت اس دوست کی احتیاج کی تکلیف کی وجہ سے تھی اور اس میں شک نہیں کہ جو کوئی کسی چیز کی تکلیف کی حقیقت سے واقف ہو گا اس کو تکلیف بہت سخت بہت زیادہ اور بہت کامل ہوگی۔

برادر من! یہ نصیحت تمہیں خواب غفلت سے بیدار کرنے کے لئے ہے اور یہ یقین کرتے ہوئے لکھی ہے کہ تم ادنےٰ اشارہ اور زبان کی ذرا سی حرکت سے متنبہ ہو جاؤ گے او بھائی میں تو ایک عرصہ سے یہ دعا کرتا ہوں۔

"اے اللہ میں بغیر کسی زور اور اصرار کے تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ تو مجھے اس جسم کے بار محنت سے سبکدوش فرما جو ہر ذلت کا سبب اور ہر احتیاج کی جڑ اور ہر بلا میں پھنسانے والا اور ہر خطا کا طالب ہے اور اگر اے فضل و احسان کے مالک خدا آسانی اور خوش اسلوبی کے ساتھ اس جسم سے بہترین انجام اور خوب ترین مرجع یعنے عالم آخرت اور مقام جاوید کی جانب جانا میسر آجائے تو یہ تیرا عین فضل و کرم ہے"

اگر تم بھی اس دعا میں میری موافقت کرتے ہو تو اپنے بوجھ کو ہلکا کرو، دامن کمر سے باندھ لو، برائیوں اور عیوب کو نکال ڈالو، آرزوئیں کوتاہ اخلاق پاکیزہ پیدا کرو اور پرہیزگاری اختیار کرو تو منزل مقصود کو پہونچ جاؤ گے، برائیوں سے محفوظ رہو گے حقیقت کی چاشنی چکھو گے اور اپنی زندگی پر نادم نہ ہو گے۔ والسلام۔

تتمہ

امام ظہیر الدین بیہقیؒ نے اپنی کتاب تتمہ صوان الحکمۃ اسحاق بن حنین کے تذکرہ سے شروع کرکے حکیم اسمٰعیل جرجانی کے تذکرہ پر ختم کردی اگرچہ اس وقت تک بے شمار مشہور و معروف حکماء اور نامور علماء گزرے ہیں مگر ان میں چار ہستیاں عناصر اربعہ کی طرح جہان عقل و دانش کے چار ستون اور آسمان فضل و کمال کے درخشندہ ستارے ہیں مناسب ہے کہ مجملاً ان کے کچھ حالات اور فضائل و کمالات بیان کردیئے جائیں، اور اس تصنیف کے چہرہ کو ان حضرات کی علمی خصوصیات اور امتیازات، قابل فخر و تعریف کارناموں اور خوبیوں کے ذکر کے غازہ سے حسین اور معطر بنا دیا جائے۔

(۱۰۸) امام شہاب الدین مقتول سہروردی

جملہ علوم و فنون میں بہت اعلےٰ مقام رکھتے تھے خاص طور پر حکمت و فلسفہ اور معقولات کی بلند چوٹیوں پر فائق و فائز تھے ان کی مشہور و معروف تصنیفات مثلاً تلویحات۔ لمعات، اثرات، الواح عمادی اس کا بیّن ثبوت اور شاہد عدل ہیں اور ان علمی جواہر پاروں اور روشن ستاروں کا مطالعہ ان کے کمالِ تبحر کے بیان سے بے نیاز کر دیتا ہے۔

سلاطین عہد اور خلفاء وقت ان کے انفاس قدسیہ سے برکت حاصل کرتے تھے خصوصاً ملک عمادالدین ارتق سلطان میردین کے دادا نے اپنے بزرگ و مرشد کی تعظیم و تکریم اور قدر و منزلت بڑھانے میں خاص طور پر اہتمام کیا۔ امام نے غرۃ عمادی جو ان کی مایۂ ناز تصنیف ہے اسی عمادالدین ارتق کے نام پر تصنیف کی تھی۔ اصحابِ ریاضت اور ارباب کشف و شہود میں سے تھے تصنیف و تالیف اور عبادت و ریاضت میں اولیاء کرام کے طریق پر تھے۔ لباس اور خوراک میں اہتمام و تکلف سے انتہا درجہ گریز کرتے تھے۔ ہمیشہ آہوئے وحشی کی طرح اہل دنیا کے اختلاط سے متنفر رہتے تھے۔ یکسوئی سے حد درجہ مانوس تھے۔ صاحب خرقہ و مرقعہ تھے یعنی اولیاء کرام کا لباس اور گدڑی پہنتے تھے اکثر کمانوں اور کردوں کی طرح سرخ ٹوپی پہنتے تھے۔ اگر کسی وقت حد سے زیادہ ریاضت اور مسلسل عبادت کی وجہ سے کمزوری محسوس ہونے لگتی تو طاقت بحال رکھنے کے لئے نبیذ کا ایک پیالہ پی لیتے، ولایت اور کرامت کے آثار ان کی ذات مبارک سے ظاہر ہوتے رہتے تھے لیکن اس زمانہ کے ظاہر پرست علماء نے ان کو سحر اور نظر بندی۔ کہکر اس پاک

باطن روح کو بدنام کیا چنانچہ یہ ہی طلسم اور جادو کا عنوان رکھ کر ظاہر پرست علماء کے ہاتھوں پر کھیلنے والے سلاطین آپ کی جان کے درپے ہو گئے اور آخر ۵۸۶ھ ہجری کے اندر قلعہ حلب میں جام شہادت نوش کیا۔

(۱۰۹) امام محقق علامہ فخرالدین محمد بن عمر رازی

خاتمۂ حکماء اسلام مطلع انوار آفتاب اجتہاد و امامت، مرکز دائرۂ تحقیق چشمۂ زلال تدقیق، یگانۂ روزگار امام تھے ان کی تصنیفات و تالیفات جو وقت کا بہترین کارنامہ تھیں عدد و حساب سے باہر ہیں اس کے باوجود جلیل القدر مناصب عالیہ پر ترقی کی اور جاہ و جلال، شان و شکوہ کی بلند چوٹیوں پر سرفراز ہوئے سلطان علاء الدنیا والدین محمد خوارزم شاہ کے دربار میں ایسا رسوخ و اقتدار پایا تھا کہ وزراء و امراء سلطنت ملکی معاملات میں اور علماء و آئمہ امور مذہبی اور مصالح شرعیہ میں ان سے مشورہ کرنا ضروری سمجھتے تھے سالہا سال سلاطین غور نے انہیں دربار میں رکھا اور ان کے حقائق و معارف سے انوار و علوم کا استفادہ کیا۔ سلطان محمد خوارزم شاہ کے بے حد اصرار اور التماس پر سلاطین غور نے بادلِ ناخواستہ بصد حسرت و افسوس ان کو دربار خوارزم میں بھیجدیا۔

اس دربار میں تمام سربرآوردہ علماء و حکماء پر برتری اور تمام وزراء و قضاۃ پر فوقیت حاصل کرنے کے علاوہ دولت و ثروت بھی کافی سے زیادہ حاصل کی اور متعدد مرتبہ دارالخلافہ بغداد کی سفارت پر نامزد ہو کر گئے۔ سیاست ملک اور نظم و نسق سلطنت میں انہیں وزارت کا سا درجہ حاصل تھا چنانچہ خوارزم شاہی سلطنت کی رفعت و عظمت میں امام کی مساعی ازبس ستائش و تحسین کی مستحق ہیں۔

شاندار حال اور یادگار و قابل ذکر مستقبل کے ساتھ اس دار فانی سے رحلت فرمائی۔

(۱۱۰) خاتمۃ المحققین امام نصیرالدین محمد طوسی

جملہ عوالم حکمت و فلسفہ کے سیاح، دریائے معرفت و حقیقت کے غواص، علمائے متقدمین و متاخرین کی پیشانی کا روشن ستارہ، تمام علوم عقلیہ و نقلیہ اور نظم و نثر میں علماء و حکماء پر فائق، اسطرلاب افلاک کی باریکیوں کو سمجھنے والے، تختۂ خاک و رروئے زمین کے ماہر مہندس، سیارات کی تاثیر کے احکام اور علوم و معارف کے دروازے کھولنے والے، اجرام سماویہ کی تحریرات و نقوش کی تفسیر اور برجیس و بہرام کے اثرات کی تعیین کرنے والے نادرۂ روزگار امام تھے، آغازِ شباب میں اپنے مقام پیدائش اور

وطن مالوف سے نیشا پور میں آئے اور امام سراج الدین قمری کے حلقۂ درس میں شامل ہو کر ان کے علم و فضل کے بحر بے پایاں سے استفادۂ کمالات کرتے تھے۔

بارگاہ قلعۂ الموت اور اسماعیلیوں کے پیشوا اعظم کی جانب سے فدائی (فرقۂ اسماعیلیہ کے رضاکار) ان کو نیشا پور سے دارالالحاد یعنے قلعۂ الموت پہونچانے پر مامور ہوئے چنانچہ ایک روز اچانک شارع بساتین میں انہیں گھیر لیا اور قتل کی دہمکی دے کر الموت چلنے پر مجبور کیا اور اٹھا کرلے گئے۔ سالہا سال وہاں قید رہے اور نوشتۂ تقدیر کے پابند زمانۂ امارت میں برابر تحصیل علوم اور مطالعہ کتب میں مصروف و منہمک رہے۔ مکارم اخلاق ناصری۔ رسالہ معینیہ۔ تذکرہ (علم ہیئت میں) کشف القناع من سرار القطاع (اقلیدس میں) مجسطی اسی زمانہ میں تصنیف کیں۔ بے دین فرقۂ اسماعیلیہ کی بیخ کنی اور بربادی کے بعد بادشاہ جہانستان ہلاکو خاں کے دربار میں پہونچے۔ ہلاکو خاں کے دربار میں رفیع الشان قرب عظیم حاصل کرنے کے بعد رصد مراغہ۔ زیج خانی اور اشارات کی تصنیف اور روشن و یکتا فوائد پر مشتمل رسائل کی تالیف میں مصروف ہوئے۔ طوسی کی تصنیفات و تالیفات نے تمام گزشتہ حکماء کی تصنیفات و تالیفات کو منسوخ کر دیا، زمانۂ حاضر سے ان کے عہد کا قرب اور ان کے اخلاق جمیلہ، حیاتِ طیبہ، خاندانی طہارت فضل و کمال کی رفعت عظمت و جلال کی شوکت سے اہل عصر کی واقفیت اور باخبری کس قدر بھی یہ کسی شرح اور تفصیل کی محتاج نہیں۔ چند فرزند انہوں نے چھوڑے تھے۔ جن میں اس عالی خاندان کی شان و شوکت اور عظمت و جلال کو برقرار رکھنے والے صاحب سعید، لائق ستائش و باعث افتخار خوبیوں کے مالک جن کے حق میں شاعر کا یہ شعر صادق ہے۔ ؎

"شریف انسان خود ہی سردار بنتا ہے، اور شریف انسان کا بیٹا جب سردار بنتا ہے تو باپ بیٹا دونوں سردار بنتے ہیں۔

خواجہ اصیل الدین حسن (قدس سرہ) جملہ مناقب و مفاخر پر حاوی ہر طرح کی لائق تحسین خوبیوں اور آداب کے جامع، لطف و کرم کے رفیع المقام ایوان کے ستون، اخلاق و رواداری کے شجرۂ عالیہ کے غنچۂ نورس اپنے باپ کے صحیح جانشین تھے سلاطین و حکام کی بارگاہ میں تقرب اور باریابی کا شرف حاصل تھا بالخصوص غازانی دربار عالی میں مخدوم شہید آقا سعید رشید الحق والدین (خدا ان کو مقام شرف و کرم پر سرفراز فرمائے اور نسیم رحمت سے ان کی قبر کو خوشبودار بنائے) کی توجہات سے قبولیت کا اعلیٰ رتبہ اور حسن اعتقاد کا بلند مرتبہ پایا تھا مدت تک صاحب قران شہید و آقا و رشید کی بارگاہِ وزارت پناہ میں مشیر، امین اور رازدار رہے اور عزت و نیک نامی کے ساتھ اس دار فانی سے رخصت ہوئے۔

خدا کرے جنت میں ان کی روحِ پُر نور اور ان کی جان بے ظلم وستم ہمیشہ دور رہو۔

(۱۱۱) وزیر حکیم علامہ رشید الدین فضل اللہ ہمدانی

وزارت اور امامت کے مناصبِ جلیلہ پر فائز، وزرا، اور شہدا، کا آخری تاجدار، نامور بزرگ ہستیوں کا مخدوم ہے۔

"ایسا وزیر جو اپنی قدرو منزلت کے اعتبار سے منزلُ رشا" تک پہونچ گیا اور اس کی محبت لوگوں کے دلوں میں سما گئی وہ صرف رشید الدین ہے جو ہر صاحبِ اختیار وزیر سے افضل ہے اور یہ محض خدا کا فضل ہے وہ جس کو چاہے دے۔"

نظام و اصلاح عالم سے متعلق جملہ امور و انتظامات کا ذمہ دار نگراں، فلاح بنی آدم سے وابستہ امور کے اسرار کا گنج سربستہ، فلک سیادت و حکمرانی کا مرکز، بلند اقبالی اور خوش نصیبی کے آسمان کا مدار وزیر تھا۔ اگرچہ اس صاحبقران کی رفعت شان، برتری مقام، شرف اقتدار، عظمت و جلال، علو جاہ اس سے بہت بلند و برتر ہے کہ اس کا ذکر مبارک علماء و حکماء کے سلسلہ میں لایا جائے لیکن چونکہ یہ خوش نصیب بلند اقبال انسان سامان حکمرانی و سیادت کے کمال اور کمالات و فضائل نفسانی کی فراوانی، کر و فر شان و شکوہ کی تر و تازگی اور دریائے جاہ و جلال کی انتہائی بہتات اور کثرت کے باوجود علم و حکمت اور علوم و معارف کے دریاؤں میں زیادہ سے زیادہ استغراق رکھتا تھا اور تائید آسمانی سے علوم و معارف کی شدید ترین دشوار گذار گھاٹیوں میں اس کو عبور حاصل تھا اور الہام یزدانی سے دانائی اور حکمت کے سخت اور مشکل راستوں پر اس کو واقفیت حاصل تھی۔

ہر قسم کے رازوں اور علوم کی گہرائیوں کو خوب اچھی طرح جاننے والا جس کے شبہات حضرات علما، اور کتب علم کو رسوا کر دیں (اور ان سے حل نہوں)

اور اس کی تصانیف خاص کر تاریخ جامع جس نے عہد اسلامی کی تصنیف شدہ تمام فضلار کی تاریخوں کو منسوخ کر دیا تھا اور عمدہ عمدہ رسائل جملہ علوم عقلیہ و نقلیہ اور اصول و فروع میں اس نے تصنیف کئے ہیں اس کی طبعی ذکاوت تیزی ذہن اور روشن طبع پر ایک کھلی ہوئی دلیل اور روشنی برہان ہیں، اس لئے اس کتاب (درۃ الاخبار) کو اس تحفۂ روحانی اور رحمتِ فیاضِ آسمانی (یعنی رشید الدین) کی خوبیوں اور بزرگیوں اور نفسانی کمالات کے تذکرہ پر بطور "مشتے نمونہ از خروارے" ختم کیا گیا۔ صبح کی روشنی ہمیشہ ظلمت سحر کے بعد اور موسلا دھار بارش ہلکی ہلکی بوندوں کے بعد ہوا کرتی ہے (گویا اچھی چیز

ہمیشہ بعد میں آتی ہے) لہٰذا جس قدر اس کے فضائل و کمالات کا تذکرہ آخر میں رکھا گیا اسی قدر یہ اس کی عظمت قدر اور رفعت شان کی روشن دلیل ہے دیکھئے انسان اشرف المخلوقات ہے ۔ ......

...... مگر تین بے کار چیزوں یعنی جمادات، نباتات، حیوانات کے بعد وجود میں آیا، قرآن تمام آسمانی کتابوں میں افضل ہے مگر تین آسمانی کتابوں کے بعد نازل ہوا۔

آغاز زندگی اور صبح جوانی میں سعادت آسمانی اور تائید لم یزلی نے سلاطین چنگیزیہ کی بارگاہ عالی میں اس صاحبقران کی رہبری فرمائی اور آبا قاخان کے عہد سلطنت میں معتمد حکما اور مقربین و ندما، خاص کی صف میں شامل ہوا اس کے بعد ارغون خان کے عہد مبارک میں منصب ایناقی کا اعزاز اور بارگاہ سلطانی میں قرب خاص پایا اور انتظام امور سلطنت و سیاست ملک میں حصہ لینے پر مامور ہوا ۔ چاق کیخاتو خان میں قرعۂ وزارت اس کے نام پر نکلا، مگر اس نے اس کو قبول نہ کیا اور انکار کر دیا۔

جب بادشاہ اسلام جہاندار عدل گستر خاقان کرم پرور غازان محمود کی نسیم عدل و انصاف سے تمام اقالیم عالم معطر ہوا اور اس کی داد و دہش کی صبح روشن ضیا گستر ہوئی تو شاہی الطاف و عنایات نے اس کو روز بروز اور درجہ بدرجہ ترقی کے اعلیٰ مدارج پر پہونچایا یہاں تک کہ آغاز سلطنت میں ہی دارائے ایناق اور محرم اسرار مشیر بن گیا اور اسی طرح رفتہ رفتہ ملک و ملت کے تمام اہم معاملات و مشاغل کی باگ کا مالک اور دین و دولت کے جملہ نشیب و فراز اور مصالح کا نگراں اور مختار بن گیا اور ملک و سلطنت کے نظم و نسق کے لئے اس نے اپنے آپ کو وقف کر دیا، خاص و عام ہر شخص کے لئے عدل و انصاف کا دروازہ کھول دیا اور جب تک منصب وزارت پر فائز رہا برابر تمام رعایا کے لئے جود و سخا اور داد و دہش کا دست کرم کھلا ہوا رکھا ۔

ا۔ اس کی ذات سے زمانہ اور عالم اچھا ہو گیا اور اس کے تذکرے سے واقعات بھی پُر لطف ہو گئے

۲۔ اس کا عدل و انصاف تمام مخلوق کے لئے عام تھا۔ تمام مخلوق اس کے نزدیک ایک شخص تھی اور تمام دنیا ایک مکان ۔

بادشاہ سعید سلطان الاسلام والمسلمین سلطان اولجایتو سلطان کے عہد سلطنت میں اس کا جاہ و جلال اور شان و شکوہ دو چند سہ چند اور ایک سے ہزار ہو گیا چنانچہ ۲۰ سال تک ان دونوں سلاطین کے عہد میں تمام ارکین سلطنت اور اعیان و امرا دربار پر رفعت و برتری اسی کے لئے مسلم تھی ۔

سیاست ملک اور نظام سلطنت کے ہر شعبہ میں جو لائق تحسین رسوم پسندیدہ قواعد مستحسن قوانین اور روشن اصول انہوں نے قائم کئے اور ہر قسم کے ابواب خیر کی بنیادیں قائم کیں مقامات خیر یعنے مسجدیں

خانقاہیں مدرسے اور سرائیں بنوائیں، عالی شان عمارتیں تیار کرائیں قسم قسم کے احسانات اور صدقات وخیرات کیلئے بکثرت رقوم ووظائف مقرر کئے، اور اسی قسم کے وہ کارنامے جو عالی فطرت بادشاہوں کی بلند ہمتی اور داد ودہش کرنے والے عالی ہمت سلاطین کی بلند حوصلگی کا ثبوت ہیں ان سے اس صاحب قران کی احسان پروری اور کرم گستری کی وسعت اور عنایات ونوازشات کی رفعت پر بخوبی استدلال کیا جاسکتا ہے ؎

کارنامے اور یادگاریں اس کا پتہ دیتی ہیں لہٰذا اس کے بعد اس کے کارناموں اور یادگاروں کو دیکھو "

جمادی الاولے ۸۰۷ھ کو آبھر کے سامنے پروردگار کے حکم ازلی اور مکار پر فریب پیر فلک کی گردش کی تاثیر سے اس صاحبقران کو دشمنوں نے جام شہادت پلا دیا، اور جہاں واہل جہان کو اس شفقت عظمٰے اور رأفت کبریٰ سے محروم اور یتیم کر دیا، جب تک اس کے انوار علم وعرفان کے جھنڈے لہراتے رہیں اور لطف وکرم کے دریا موجزن رہیں ہمیشہ صبح وشام اللہ پاک اس پر اپنا رحم وکرم فرمائیں۔

(۱) خدا کرے جنت کا صحن اس کا نشیمن ہو، روضۂ خلد اس کا مسکن ہو (۲) جب کہ وہ قصر وایوان سلطنت سے سدھار لیا ہے تو خدا کرے کہ کاخ فردوس اس کا گلشن ہو۔ (۳) باغ بہشت کی شاخوں پر اس کے دامنوں کی گرد ہو (۴) جتنی نفیس چیزیں جنت میں ہوں وہ سب اس کی جان روشن کا تحفہ ہوں۔

چونکہ ان کا دور زندگی شہادت پر ختم ہوا اور اسباب سعادت وخوش نصیبی ہر طرح پورے ہوئے اس لئے چند نامور خوش نصیب فرزندان کے بعد ان کی یادگار باقی رہے جو اپنے عہد کے روشن ستارے، شیر نیستاں، سیف برانی، طوفان خیز، بحر بے پایاں اور صید افگن شکاری شکرے تھے ؎

وہ سمندر ہیں، چودھویں کے چاند ہیں، بارشیں ہیں، شیر ہیں، تلواریں ہیں، تیر ہیں، شکرے ہیں، باز ہیں۔

نگران شبہائے سعادت کے ستاروں کے ہار میں درمیانی موتی، ریاست وسرداری کے آسمانوں کے سیارات میں خورشید تاباں ؎

ہنرمند فرشتہ خصلت وخوش نصیب ٭ دنیا میں خواجہ رشید الدین کی یادگار

مخدوم وزیر اعظم، عالی مقام علامہ عدل وکرم کی بوسیدہ ہڈیوں میں جان ڈالنے والا، تلوار اور

قلم دونوں فضیلتوں کا مالک، امارت و وزارت دونوں منصوبوں پر قابض، عظمت وجلال کی جملہ اقسام پر حاوی جس نے دو نہ ٹلنے والی چیزوں یعنی قضا و قدر کو اپنا خادم بنا لیا تھا اور اپنی مبارک پیشانی کے روشن ستارے کی چمک سے دو روشن سیاروں یعنی شمس و قمر کو گمنام بنا دیا تھا اور اپنے جود وسخا سے دو سب سے زیادہ سخی چیزوں دریا اور بارش کی سخاوت کو مٹا دیا تھا اور دو مستحکم قصرِ ظفر و نصرت کی اعانت سے اپنے مقاصد کو حاصل کرنے میں کامیاب ہوا تھا اور اپنے اعداء سلطنت کو خوف وہراس دو ہولناک مددگاروں کی بلاسے نشانہ بنا دیا تھا، کیوان کی سی ہمت والا خواجہ، بہرام کی سی سطوت والا وزیر، دریا کی سی ہمت والا حکمران، آسمان کی سی عظمت وشکوہ والا عادل، غیاث الحق والدین محمد نام، محمود مقام، مبارک ایام ہے۔

(۱) جو خدا کرے عظمت وجلال کے تخت پر ہمیشہ بیٹھا رہے اور اس کے تمام کام دوستوں کے حسب منشا پورے ہوں (۲) ویران عالم اس کی بنیادوں سے آباد ہو جہان اس سے خوش اور وہ اپنے عیب سے خوش ہو۔ (۳) پس حمد وستائش بار بار کررہ کر اس خدائے ذوالجلال کے لئے جو مخلوق کی شکر گزاری پر اور زیادہ دیتا ہے کہ آسمان سعادت وخوش نصیبی پر ایسا روشن چاند نمودار ہوا اور اس گلشن عظمت وجلال میں ایسا بر ثمر درخت لگا۔

چاند بھی ایسا چاند جو دن کی روشنی اور رات کی تاریکی کے باوجود بھی شعاع رساں اور نور بخش رہے گا اور درخت بھی ایسا درخت جو مہینوں اور برسوں کے گزرنے کے باوجود یکساں بارآور اور سایہ انداز رہے گا۔

چڑھتی ہوئی جوانی میں جب کہ نوجوانوں کے قدم پھسل جاتے ہیں اس نے خوش بختی کی آواز پر لبیک کہا اور بیت اللہ الحرام کی زیارت اور فریضہ حج ادا کرنے کا پختہ ارادہ کیا اور بار بار اس خوش نصیبی اور نعمت عظمیٰ سے بہرہ اندوز ہوا۔

اس نے ممنوع وحرام افعال واعمال سے پورے طور پر پرہیز اور علیحدگی اختیار کرکے ظاہری حسن و جمال کو علم وفضل کے زیور سے آراستہ کیا اور روشن پیشانی، خوبروئی، حُسنِ اخلاق، فصاحتِ زبان، خوبیٔ طبع پاکیزگیٔ نفس وغیرہ ظاہری وباطنی محاسن کی وجہ سے زبانوں پر تعریف اور دلوں میں گھر کر لیا۔ اس کے طرز عمل اور خصائل حمیدہ سے حکمرانی ومملکت داری کے آثار وعلائم مترشح ہوتے تھے اور اقوال وافعال سے ایسے علامات ونشانات نمودار ہوتے تھے جن سے ثابت ہوتا تھا کہ وہ عنقریب

جہاں داری وحکمرانی کی بلند چوٹیوں پر ترقی کریگا، چنانچہ اس کی رائے اور تدبیر کی درستی اور آفتاب صفت فکر کی پختگی حضرت بادشاہ اور اعیان وار اکین سلطنت کی نظروں میں عیاں اور معروف تھی۔ روز اس صاحب اقبال کا درخت ناموری اور نیک نامی زیادہ سے زیادہ سرسبز وشاداب اور مرتبۂ جاہ و جلال زیادہ سے زیادہ بلند ہوتا رہا یہاں تک کہ ممالک شرق وغرب کی مسند وزارت اس کی جاہ و جلال اور شان وشکوہ سے آراستہ ومزین ہوئی اور مشہور مثل صادق آئی کہ کمان کمان ساز کے ہاتھ میں دیدو، (وہی اس کو خوب استعمال کرسکتا ہے) اور گھر کے بنانے والے ہی کو گھر میں بساؤ (وہی بخوبی اس کو آباد کرسکتا ہے)" چنانچہ بادشاہ جہاں شہنشاہ روئے زمین جہاندار معدلت آئین (خدا اس کی شان وشکوہ کو بلند کرے اور عدل واحسان سے اس کے عہد کو آراستہ) کے قضا صفت شاہی نے حقدار کو حق سپرد کیا۔

(۱) وزارت دامن کشاں مطیع و فرماں بردار اس کے پاس آئی (۲) وزارت اسی کے لئے تھی اور وہ وزارت کے لئے تھا، (۳) اگر اس کے سوا کوئی اور وزارت کا قصد کرتا تو زمین میں زلزلہ آجاتا (نظام سلطنت درہم وبرہم ہوجاتا)

امامت وحکمت کے سجادے سے وزارت کی مسند پر اور مسند وزارت سے کرسئ امارت پر جاگزیں ہوا۔

"(۱) اس کا منصب برابر بلندی اور رفعت میں ترقی کرتا رہا حتیٰ کہ منصب وزارت پر پہونچ گیا (۲) بلکہ وزارت سے بھی اس کی قدر بڑھی یہاں تک کہ کرسئ امارت پر بھی قبضہ کیا۔"

اسی دو تین سال کی مدت میں ایسے ایسے "آصف" جیسے کارہائے نمایاں اور "صاحب بن عباد" جیسی مساعی دکھلائیں کہ خاندان برمک کی بزرگیوں کا شہرہ جود وسخا میں "نظام الملک کے مفاخر کا ذکر عدل وانصاف میں ابن عباد کے کارناموں کا تذکرہ فضل وکمال میں میمندی حسن کا نام لیاقت و فراست وذکاوت میں بزرجمہر کے واقعات دانائی اور ذکاوت میں لوگوں کے دلوں سے فراموش اور محو ہوگئے تھے کس قدر خوبیوں والا وزیر تھا کہ اب مائیں ایسے بچے نہیں جن سکتیں اور صبح و شام اس کی نظیر نہیں پاسکتے۔

"تیری نظیر سے بڑھ کر اور زمانہ کی کیا آرزو ہوگی کہ جس سے مائیں بانجھ اور باپ ناکارہ ہوگئے"

اہل جہاں عموماً اور خدام بارگاہ خصوصاً امید رکھتے ہیں کہ یہ الطاف وعنایات بمقابلہ ان بے پایاں عنایات ازلیہ کے جو اس صاحب اقبال کے لئے خزانۂ غیب میں محفوظ اور جمع ہیں ایسی ہیں جیسے سیلاب

علیم کا تھوڑا سا بس ماندہ پانی اور موسلا دھار بارش کا ایک ہلکا سا چھینٹا ع

"ابھی تو صبح ہی ہوئی ہے اور آثار یہ ہیں ۔ اللہ پاک نے بہت سے اموال غنیمت کا تم سے وعدہ کیا ہے (اسی میں سے تھوڑی سی) یہ غنیمت تمہیں جلدی دیدی ہے"

(۱) یہ بجلیاں چمک رہی ہیں ان کے بعد زبردست بارش ہوگی یہ چقماق کی رگڑ ہے اس کے بعد آگ کا شعلہ نکلے گا (۲) ظلمت سحر روشنی صبح سے پہلے ہوتی ہے (۳) اول بارش کی ہلکی ہلکی پھوار پڑتی ہے اور پھر موسلا دھار بارش ہوتی ہے (۴) تیری خوشبو ابھی جہان میں نہیں پھیلی ذرا تھم ابھی باد صبا تیرے پاس سے گزرتی ہے (پھر پھیلے گی)

نجومیوں کے ہاں ستاروں کے اثرات کے دو نام ہیں۔ ۱۔ ناظح ۔ ۲ ۔ راجح (ستارہ کے طلوع کے وقت) اتصال سے پہلے جو آثار نمودار ہوتے ہیں انہیں ناظح کہتے ہیں اور جو اتصال کے بعد ظاہر ہوتے ہیں۔ انہیں راجح کہتے ہیں لہٰذا وہ جوان بخت بلند اقبال روشن ستارہ جب زمانہ کے آسمان پر نمودار ہوا تو جتنی خوبیاں اور بزرگیاں اس سے پہلے لوگوں میں ظاہر ہوئیں وہ بھی اسی کوکب وجود کے مبارک آثار ہیں اور جو بعد کے آنے والوں سے ظاہر ہوں گی وہ بھی اس کی پیروی کے مبارک آثار ہیں گویا تمام گزشتہ وزرا اس نامور وزیر کی صبح اقبال تھے اور جو بعد میں آئیں گے وہ اس عدل پرور وزیر کی انگشتری وزارت کا نگینہ ہوں گے ۔ یہ وہ ستارہ ہے جو غروب ہونے اور ڈوبنے سے محفوظ رہے گا اور مشرق و مغرب کا آفتاب کہیں غروب بھی ہوتا ہے" ۵

جہاں اس کے بعد کسی کی یاد نہ رکھے اور اس کے سوا کسی کا فرمان سلطنت پڑھے"

تمت

کتبہ سید متین حسن نقوی امروہوی

ادارۂ شرقیہ دہلی

ایک تعلیمی ادارہ ہے جس میں پنجاب یونیورسٹی کے امتحانات عربی فارسی اور اردو کی تیاری کہنہ مشق تجربہ کار اساتذہ سے کرائی جاتی ہے۔

شب و روز کے تجربے سے ثابت ہوا کہ بیشتر تاجران کتب کورس کی کتابیں اور ان کے تراجم و خلاصے تجارتی مقاصد اور منافع کی وجہ سے زیادہ سے زیادہ سستے تیار کر کے بیچتے ہیں حالانکہ بسا اوقات وہ تراجم اور خلاصے غلط اور سقط رساں ہوتے ہیں، طلبا کو بجائے نفع کے نقصان پہونچتا ہے اس لئے محض تعلیمی ضرورت سے مجبور ہو کر صحیح اور قابلِ اعتماد تراجم اور خلاصے تیار کر کے شایع کرنا بھی ادارہ کے مقاصد میں شامل کر لیا گیا ہے۔ انتہائی کوشش کی جائے گی کہ ادارۂ شرقیہ کی جانب سے ہر کتاب صحیح عمدہ کاغذ بہترین لکھائی چھپائی کے ساتھ شایع ہو۔

چنانچہ اس سال **بحر الجواہر** (ترجمہ جواہر البحور) اور **تاریخ الحکما** (ترجمہ درۃ الاخبار فارسی وتتمہ صوان الحکمت عربی) جن کا اشتہار دوسرے اور تیسرے صفحات پر درج ہے شایع کی جاتی ہیں۔

گذشتہ سال **حاجی بابا اصفہانی** کا ترجمہ کیا تھا جس کا پہلا ایڈیشن اشفاق علی صاحب سالک رائل ایجوکیشنل نے ہماری اجازت سے شایع کیا ہمیں افسوس ہے کہ اس کا کاغذ کتابت اور طباعت اسی تاجرانہ معیار پر ہے جس کی ہمیں شکایت ہے انشاء اللہ اس کا دوسرا ایڈیشن ہم خود اپنے منشا کے مطابق شایع کریں گے۔

زیرِ ترتیب کتابیں

غزلیاتِ نظیری کا ترجمہ تقریباً ہر کتاب فروش نے شایع کیا لیکن طلبا کی ضرورت اب تک پوری نہیں ہوئی اور نظیری کی شرح کا حق ابھی باقی ہے

مولانا محبوب الٰہی صاحب مولوی فاضل منشی فاضل، فاضل دیوبند پروفیسر اورنٹیل کالج فتحپوری دہلی ادارۂ شرقیہ دہلی نظیری کی بہترین حل متن شرح تیار کر رہے ہیں۔ عنقریب شایع

کی جائے گی۔

چہار مقالہ:- اس کے تراجم بھی گو بہت سے کتب فروشوں نے شایع کئے ہیں لیکن نہ اب تک اصل کتاب کی کماحقہ تصحیح ہو سکی اور نہ کوئی صحیح قابل اعتماد ترجمہ ہے۔ طب اور نجوم سے متعلق ہر دو مقالے اکثر اغلاط سے پُر ہیں۔ بڑی محنت اور جانفشانی سے ہم نے اصل کتاب کی تصحیح کی ہے اور ترجمہ کیا ہے اصل کتاب مع ترجمہ عنقریب ادارہ کی جانب سے شایع کی جائے گی۔ ایک صفحہ پر اصل کتاب ہو گی دوسرے صفحہ پر اس کا ترجمہ۔ تاجران کتب کو ادارہ کی مطبوعات پر معقول کمیشن دیا جائے گا۔

محمد ادریس

پرنسپل

ادارۂ شرقیہ۔ دہلی